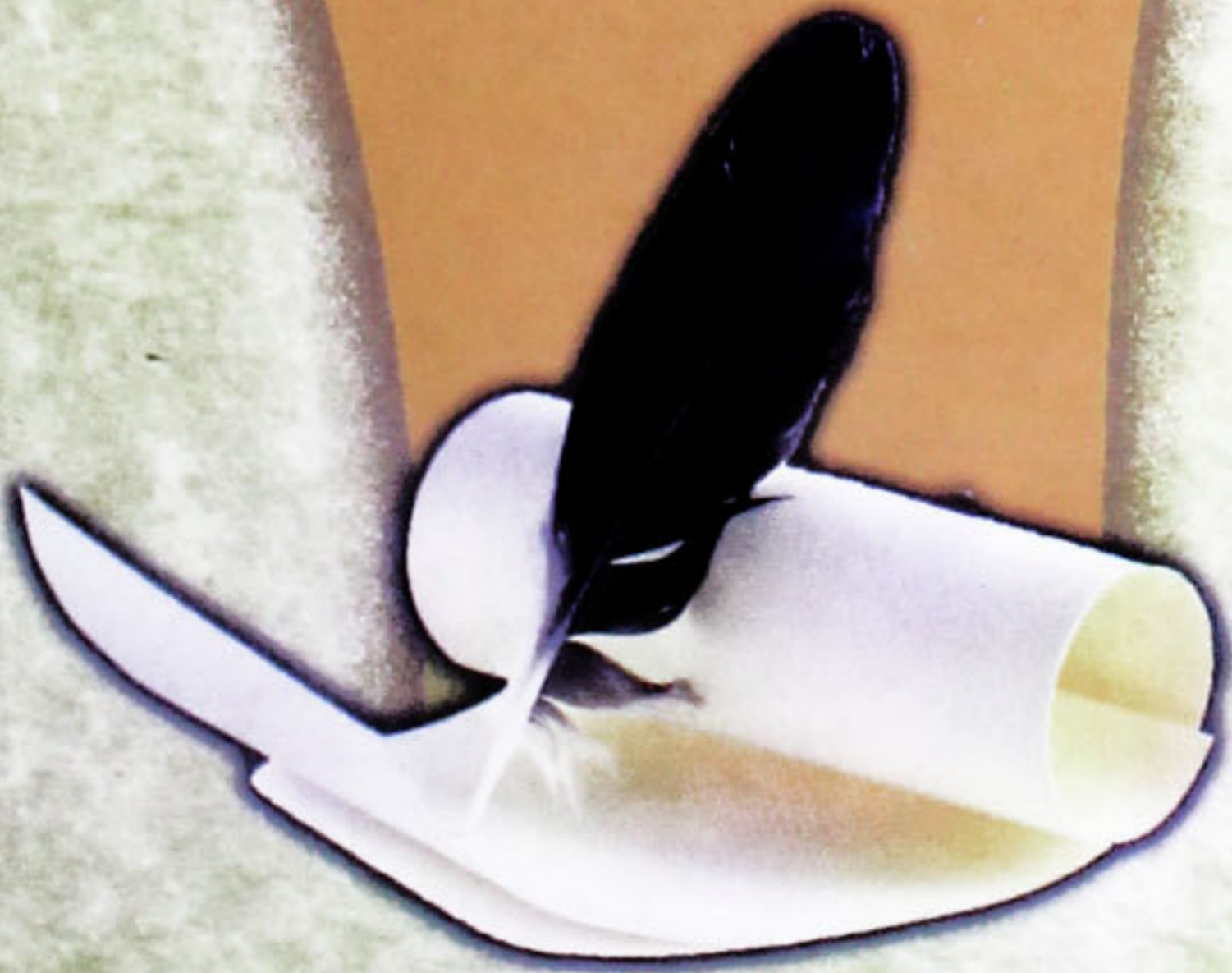
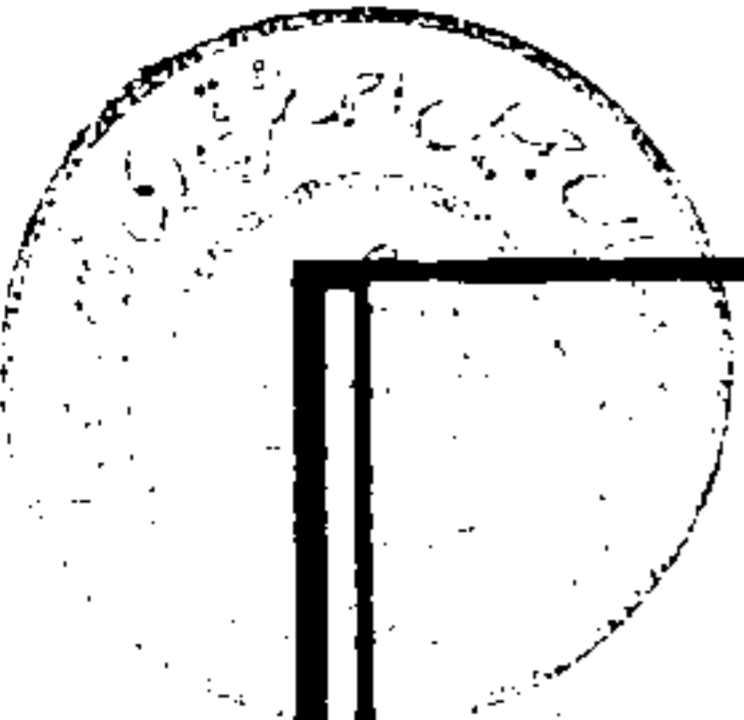


# خلفائے رسول ﷺ

پیر سید خضر حسین چشتی







# خلافتِ محمد ﷺ و صلوات

پیر سید خضر حسین چشتی

شہیر برادرز  
نبیہ سنٹر، ۴، اربو بازار لاہور  
فون: 042-37246006

القرآن والسنن

حجہ حقوقِ ملکیت سے بحق ناشر و محفوظ ہے

خلافتِ شیعہ رسول اللہ ﷺ

با اہتمام ملک شبیر حسین

جنوری 2011ء / صفر 1432ھ

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹر لاہور

اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور  
0322-7202212

سرورق قیمت 250/- روپے

شعبہ نشر و توزیع بازار لاہور  
شعبہ برادری

تلفون: 042-37246006

ملنے کا پتہ

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

# فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۰	صحابہ کرام از روئے حدیثِ رسولؐ	۱۳	تقدیم
۲۱	میرے صحابہ کو بڑا نہ کہو	۱۸	نجومِ ہدایت
۲۱	زندگی کے اعمال سے بہتر	۲۱	صحابہ کرام از روئے قرآنِ حکیم
۲۲	اہلِ بدر	=	اللہ ان سے راضی ہے
۲۲	شکریم صحابہؓ	۲۲	اہل بیعتِ رضوان
۲۳	محبت صحابہؓ	۲۳	ایمان کیسا ہو
۲۴	اللہ اس کی حفاظت کرے گا	۲۴	اللہ کی رحمت کے امیدوار
۲۴	حضورؐ نے اطلاع فرمائی	۲۸	سے بر کی سجدہ گاہیں
۲۵	منافع کون ؟	۲۹	حزب اللہ
۲۶	بعد از انبیاء ترجیح	۳۰	الصّادقون
۲۶	لعنت	۳۰	ایمان والے دشمن رسولؐ سمجھتے نہیں کرتے
۲۶	فائدہ اور نور	۳۲	اللہ تعالیٰ صحابہ پر درود بھیجتا ہے
۲۶	محبت صحابہ	۳۳	صلوٰۃ کے معنی
۲۶	جس نے گالی دی	۳۴	نزولِ سکینہ
۲۸	حضورؐ کی شفاعت	۳۶	بھلائیتوں کے وارث
۲۸	شر پر لعنت	۳۹	چُختے ہوئے

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۳	جنت کے سردار	۴۸	شر پر قرین لوگ
۷۳	اقتدارِ شخین	۴۹	حوضِ کوثر پر
۷۵	کان اور آنکھ	۵۱	روافض
۷۵	دو وزیر	۵۱	شکر
۷۶	ستاروں کے برابر نیکیاں	۵۳	جو انبیار اور صحابہ کو گالیاں دے
۷۷	فضائلِ عمر اور عمر نوح	۵۴	{ فضائلِ خلفائے اربعہ از روئے قرآن مجید
۷۷	أَهْلِي وَأَهْلُ اللَّهِ		
۷۸	قلبِ مومن	۵۶	کشتی نوح کے کونوں پر
۷۸	فرشتوں کو محبت ہو گئی	۵۸	بے کینہ سینے
۸۰	آیت کی تفسیر میں	۶۰	تفسیرِ رسول
۸۱	شائمانِ شخین کا انجام	۶۱	خلفائے رسول از روئے حدیثِ رسول
۸۲	ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے	۶۱	چار قطرے
۸۲	امام ابو حنیفہ نے فرمایا	۶۲	پھل کے چار ٹکڑے
۸۵	خليفة اول	۶۳	مومن کے دل میں
۸۵	امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۶۵	چاروں کو پسند فرمایا
۸۵	نائبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۶۷	عجیب و غریب
۸۶	کوہِ استقامت	۶۸	عرش پر تحریر
۸۸	نام و نسب	۶۹	لولائے حمد پر لکھا ہے
۸۸	ابوبکر	۷۲	{ حضراتِ شخین ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما
۸۸	بکر		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۱۳	تین سو ساٹھ فضائل	۸۹	عتیق
۱۱۳	ابوبکرؓ سے محبت کرنا واجب ہے	۹۰	صدیق
۱۱۳	پھٹا ہوا لباس	۹۱	فرمانِ رسولؐ
۱۱۳	رحمِ دل	۹۲	تصدیقِ معراج
۱۱۵	جنتی	۹۲	ارشادِ مولا علی
۱۱۵	بغیر حساب کے	۹۳	ارشادِ امام باقرؑ
۱۱۶	علیؑ نے منبر پر فرمایا	۹۴	صدیق اکبرؓ از روئے قرآنِ حکیم
۱۱۶	صدیق خلیفہ رسولؐ	۹۴	تصدیق کرنے والا
۱۱۷	آسمانوں کی ہر چیز پر ابوبکر کا نام	۹۶	پرہیزگار اور سخی
۱۱۷	بوڑھوں کے سردار	۹۷	اعلانِ بخشش
۱۱۸	توحید پر بات چیت	۹۹	خدا صدیق سے محبت کرتا ہے
۱۱۸	علم کا دودھ	۱۰۰	خلافتِ صدیق
۱۱۹	غار کا ساتھی	۱۰۳	رفیقِ غار
۱۱۹	جس نے صدیق سے محبت کی	۱۰۴	شہرِ رسولؐ
۱۲۰	کراماتِ ابوبکر صدیقؓ	۱۰۸	صدیق اکبرؓ از روئے حدیثِ رسولؐ
۱۲۰	جو ہو پردوں میں پنہاں	۱۰۸	آں امن الناس بر مولائے ما
۱۲۲	کھانے میں برکت	۱۱۰	خلیل
۱۲۳	حضرت ابوبکر کے اشعار	۱۱۱	میرا خلیل
۱۲۴	اپنے وصال کا اعلان	۱۱۱	ابوبکرؓ بہترین ہیں
۱۲۴	مکہ تھرایا	۱۱۲	حوض پر ساتھی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۷	جب عمر اسلام لائے	۱۲۵	آوازِ محبوب
۱۳۹	فرشتوں کا دشمن	۱۲۵	مہر کا نقش
۱۴۰	مقامِ ابراہیم	۱۲۵	دربان و غلام
۱۴۲	قصہ افک	۱۲۵	تاریخ وصال
۱۴۳	قصہ افک، عمر، عثمان، علیؓ	۱۲۶	کفن کی چادر
۱۴۷	فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۲۶	نماز جنازہ
۱۴۷	از روئے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۱۲۶	تدفین
۱۴۹	دعاے رسول	۱۲۷	سبب موت
۱۴۹	شیطان عمرؓ سے ڈرتا ہے	۱۲۷	وصیت
۱۵۲	زبانِ عمر	۱۲۸	آپ کی ازواج و اولاد
۱۵۰	فرشتوں نے خوشی منائی	۱۲۸	صاحبزادے
۱۵۳	سونے کا محل	۱۲۹	صاحبزادیاں
۱۵۳	چراغِ اہل جنت	۱۲۹	سلام
۱۵۴	حضورِ عمر کے ساتھ ہیں	۱۳۰	خلیفۂ دوم
۱۵۵	مفتاح الاسلام	۱۳۰	امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ
۱۵۶	عمرؓ کی غیرت ایمانی	۱۳۱	نام و نسب
۱۵۸	حسین کو مقدم رکھا	۱۳۱	کنیت
۱۵۹	اسلام کا سچا ہمدرد	۱۳۲	فاروق
۱۵۹	عمر کا اعمال نامہ اور علیؓ	۱۳۳	عمر آغوشِ اسلام میں
۱۶۰	حضور نے عمر کو سینے سے لگایا	۱۳۷	عمر بن خطاب از روئے کتاب اللہ



صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۱	نام و نسب	۱۶۲	مبارکرتا
۱۸۱	کنیت	۱۶۳	خیر الناس
۱۸۱	لقب	۱۶۶	کراماتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۱۸۲	ذوالنورین	۱۶۶	کرامات
۱۸۲	غنی	۱۶۸	مکتوب عمر بنام نیل
۱۸۲	ولادت	۱۶۹	يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ
۱۸۲	قبولِ اسلام	۱۷۱	صاحبِ قرعے گفتگو
۱۸۳	ہجرتِ عثمانؓ	۱۷۲	گھر جل گیا
۱۸۳	پیکرِ استقامت	۱۷۳	امیر المؤمنین کا لقب
۱۸۳	عثمان ذوالنورین از روئے قرآن مجید	۱۷۳	اولیاتِ عمرؓ
۱۸۳	جیشِ عسہ اور عثمان	۱۷۴	آپ کی خلافت میں
۱۸۶	اللہ کی گواہی	۱۷۵	متفرقات
۱۸۷	شبِ زندہ دار	۱۷۷	شہادتِ فاروق اعظمؓ
۱۸۷	ایک درخت کے عوض پورا باغ	۱۷۸	آپ کی ازواج
۱۸۹	شانِ نزول	۱۷۹	آپ کی اولاد
۱۹۱	جو بوقتِ شہادت زبان پر جاری تھی	۱۷۹	صاحبزادے
۱۹۲	حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۱۷۹	صاحبزادیاں
۱۹۲	از روئے حدیثِ رسولؐ	۱۷۹	سلام
۱۹۲	جنت میں رفیق	۱۸۰	خليفة سوم
۱۹۳	شہیدِ مظلوم	۱۸۰	امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ ذوالنورین رضی اللہ عنہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۵	دس احسان	۱۹۳	مخالف عثمان کی نماز جنازہ
۲۱۶	شہادتِ ذوالنورینؑ	۱۹۳	بیعتِ رضوان
۲۱۷	شہادت کا پس منظر	۱۹۵	دست خود را دست او گفتم رسولؐ
۲۱۹	حسن و حسین عثمان کے دروازے پر	۱۹۶	قمیضِ خلافت
۲۲۱	امام حسنؑ زخمی ہوتے ہیں	۱۹۶	حضور عثمانؑ سے راضی ہیں
۲۲۱	جب حضرت علیؑ کو خبر پہنچی	۱۹۷	کامل الحیاء
۲۲۵	آپ کی ازواج	۱۹۸	دنیا و آخرت میں وسعت
۲۲۶	صاحبزادے - صاحبزادیاں	۱۹۸	دامادِ رسولؐ
۲۲۸	خليفة چہارم	۲۰۰	رسول کریم کی گواہی
۲۲۸	امیر المؤمنین مولا علی رضی اللہ عنہ	۲۰۱	ذوالنورینؑ کی شفاعت
۲۳۱	کرم الشہ وجہہ	۲۰۱	قطرہ خون
۲۳۱	ولادتِ علیؑ	۲۰۳	شبیبہ ابراہیمؑ
۲۳۲	نامِ علیؑ	۲۰۴	شفاعتِ عثمانؑ
۲۳۳	مولا علیؑ از روئے قرآن حکیم	۲۰۵	جنتی عثمانؑ
۲۳۴	نذر کی تعریف	۲۰۶	عثمان کی پھینک ایمان کی دلیل
۲۳۵	ریشمی لباس	۲۰۹	سماوتِ عثمانؑ
۲۳۶	اس آیت پر صرف علیؑ نے عمل کیا	۲۱۱	کراماتِ ذوالنورینؑ
۲۳۸	قوم کا ہادی	۲۱۳	حضرت عثمانؑ کی بدو عمار
۲۴۱	خیر البریۃ	۲۱۴	سیاد رو
۲۴۱	رکوع کی حالت میں	۲۱۵	جہجا فقاری کی گستاخی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷۸	محبتِ علیؑ	۲۳۳	اندازِ سخاوت
۲۷۸	محبتِ علیؑ محبتِ رسولؐ	۲۳۷	شجرہٴ واحدہ
۲۸۰	محبوبِ رب	۲۵۵	مولا علیؑ از روئے حدیثِ رسولؐ
۲۸۰	سرگوشی	۲۵۶	لفظِ مولانا کے معانی
۲۸۱	زینتِ بخششی	۲۵۹	بارون اور علیؑ
۲۸۲	اے علیؑ جب ایسا ہوگا	۲۶۰	قائم مقامِ علیؑ
۲۸۳	تہمند کے لیے	۲۶۱	سید کے معانی
۲۸۳	اپنا بوجھ آپ اٹھایا	۲۶۲	دارِ حکمت
۲۸۵	علیؑ اور بیت المال	۲۶۳	حکمت کے معانی
۲۸۵	حقِ علیؑ	۲۶۴	بابِ مدینہ العلم
۲۸۶	شجاعتِ علیؑ	۲۶۵	ابنِ تیمیہ نہیں مانتے
۲۸۷	غزوہٴ بدر	۲۶۷	لعابِ رسولؐ اور چشمِ علیؑ
۲۸۷	شانِ عظیم	۲۶۸	علیؑ سے محبت کا حکم
۲۸۸	ملکِ حیا کا تاجدار	۲۶۹	فرمانِ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ
۲۸۹	لافتی الّاعلیٰ	۲۶۹	علیؑ کا دشمن نبی کا دشمن
۲۹۰	جبرائیل نے بازو پکڑا	۲۷۲	منافق کی پہچان
۲۹۲	علیؑ اور مرہب	۲۷۳	مومنوں کا بادشاہ
۲۹۳	علیؑ اور ابنِ عبدود	۲۷۵	غلام اور علیؑ
۲۹۷	عفو و درگزر	۲۷۶	زیارتِ علیؑ
۲۹۹	جیدر اور دروازہٴ خیبر	۲۷۷	کوکبِ جنت

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۵	پیشگوئیاں	۲۹۹	ڈھال کا کام لیتے ہوئے
۲۲۶	احادیثِ رسولؐ	۳۰۰	قسم اٹھا کر فرمایا
۲۲۸	علیؑ نے فرمایا	۳۰۲	علی کا ہاتھ آسمان تک
۲۲۹	ازرواجِ علیؑ	۳۰۷	کراماتِ علیؑ
۲۳۰	صاحبزادے۔ صاحبزادیاں	۳۰۷	ایک جھوٹے کے لیے بددعا
۲۳۲	شامانِ علی کا انجام	۳۰۸	ختمِ قرآن
۲۳۲	علی کا مخالف و مخالف	۳۰۸	سورج پھراٹے قدم
۲۳۳	دشمنِ علیؑ اور اونٹ	۳۰۹	دوسری بار
۲۳۳	ابن ہشام کا انجام	۳۱۰	دریائے فرات کی طغیانی
۲۳۴	فتنہ خارجیت	۳۱۱	پانی کا خفیہ چشمہ
۲۳۵	خوارج	۳۱۳	موت کیسے آئے گی
۲۳۵	عمران خارجی کا کلام	۳۱۳	جاسوسی کرنے والا اندھا ہو گیا
۲۳۷	خارجیوں کی قتل و غارت	۳۱۳	حضرت کبیل بن زیاد
۲۴۰	خوارج حضورؐ کی نظر میں	۳۱۴	حیدر کے غلام قنبر کی شہادت
۲۴۲	علاماتِ خوارج	۳۱۵	حضرت قنبرؑ
۲۴۳	قرآن کو گواہی	۳۱۶	علی کے علم و کشف کا خوارج نے امتحان لیا
۲۴۳	بدترین لوگ	۳۲۱	شہادتِ علیؑ
۲۴۴	جب انہیں دیکھو	۳۲۲	قاتلِ علیؑ
۲۴۵	دوزخی کتے	۳۲۳	مدفنِ علیؑ
۲۴۷	آخری خلیفہ راشد امیر المؤمنین سیدنا امام حسینؑ علیہ السلام	۳۲۴	پتھروں کے نیچے خون

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۷۵	سخاوت	۲۲۸	لقب سید
۲۷۶	فقاہت	۲۲۹	سید
۲۷۷	صرف اتنا فرمایا	۲۵۰	ولادت
۲۷۸	عفو و درگزر	۲۵۱	انتخاب نام اور عقیقہ
۲۷۹	حلم و بردباری	۲۵۲	آخری خلیفہ راشد
۲۷۹	مروان بھی روپڑا	۲۵۲	عبداللہ بن احمد کا فیصلہ
۲۸۰	پیدل حج	۲۵۸	امام حسین ارزومے حدیث رسولؐ
۲۸۰	باطنی خلافت	۲۵۸	حسنؑ سے محبت
۲۸۱	کرامات حسینؑ	۳۶۰	راکب دوش رسولؐ
۲۸۱	ایک حبشی کے لیے دعا	۳۶۱	شبیبہ رسولؐ
۲۸۲	خشک درخت سے تازہ کھجوریں	۳۶۱	خوشبوئے رسولؐ
۲۸۲	عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا	۳۶۳	رکوع کی حالت میں
۲۸۳	مولا علیؑ کا فرمان	۳۶۳	حضرت ابوہریرہؓ کا رونا
۲۸۳	شہادت حسنؑ	۳۶۷	عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں
۲۸۵	آنکھوں کے درمیان		میں بشیر و نذیر اور سراج کا منیر
۲۸۷	آپ کی ازواج	۳۷۰	کا بیٹا ہوں۔
۲۸۹	حضرت عمر بن عبدالعزیز	۳۷۰	امام حسنؑ کا خطبہ
۲۹۲	نام و نسب	۳۷۳	شیریں سخن
۲۹۳	زخم کا نشان	۳۷۳	محدث
۲۹۳	حضرت عمر فاروق کی پیش گوئی	۳۷۵	ایک یہودی کے سوال کا جواب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۹۶	امام محمد باقر کا فرمان	۲۹۳	حضرت انور کا فرمان
۲۹۶	حضرت خضر اور عمر بن عبدالعزیز	۲۹۴	شادی
۲۹۷	باغ فدک کے بارے حکم	۲۹۴	قبل از خلافت
۲۹۸	ایک بہترین اقدام	۲۹۵	مدینہ کی گوزری
۲۹۹	بنت علیؑ نے فرمایا	۲۹۵	نامزدگی کا سن کر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تقدیم

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ  
 اصْطَفَىٰ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ نَبِيِّ الْأَنْبِيَاءِ  
 عَظِيمِ الرَّجَاءِ عَمِيمِ الْجُودِ وَالْعَطَاءِ مَا حَى  
 الذُّنُوبِ وَالْخَطَاةِ الَّذِي كَانَ نَبِيًّا وَآدَمُ  
 بَيْنَ الطَّيْنِ وَالْمَاءِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ  
 السَّلَامُ وَالشَّلَاةُ -

اما بعد!

اس دور پر آشوب میں عجیب و غریب قسم کی تحریکیں جنم لے رہی ہیں  
 جہاں سیاسی شعبہ بازوں نے حوس اقتدار میں آتش اِکھا کو ہوا دی۔ وہاں  
 مذہبی فرقہ پرستوں نے گلشن اسلام کو تاراج کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت  
 نہیں کیا۔

فرقہ وارانہ کشیدگی نے ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کرنے میں  
 بڑا گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اقلیتی باطلہ نے اسلامی عقائد و نظریات میں  
 نفاق پر مبنی ایسی بدعات سیئات کو جنم دیا۔ جن کا قرآن و حدیث۔  
 اور شریعت مطاہرہ میں دور دور تک نشان نہیں ملتا۔

سیاسی بازی گروں نے ذاتی مفاد کی خاطر — اور حصول اقتدار کے

یہ ایسے نظریات کا پرچار کیا۔ جو اسلامی اصولوں کے سراسر خلاف ہیں اور مذہبی فرقہ ساز اداروں نے ایسے ایسے جڈت پسند اور تنگ نظر مبلغین، علماء اور مفکرین پیدا کیے، جن کی کثیف تحریریں قومی انتشار کا باعث بنیں۔ اور بعض گندم نما جو فروشوں نے منافقت کو تبلیغی حکمتِ عملی کا نام دے کر سادہ لوح مسلمانوں کی دوست ایمان کو جی بھر کر لوٹا اور ان کے سکون کو برباد کیا۔ قرآنی آیات کی غلط تاویلات کے سہارے ان کے متاعِ یقین پر ڈاکہ ڈالا۔ دینِ اسلام کے ان کے چھپے ہوئے دشمنوں کی فریب کاریوں کے سبب آہستہ آہستہ لوگ رسولِ دو جہاں کی غلامی سے محروم ہوتے چلے گئے۔

ان فرقہ گروں ہی کے اکساغے پر بعض جاہ پرست حکمرانوں نے شاعرانہ یعنی قبورِ مقبلانِ خدا کو منہدم کر کے غضبِ خداوندی کو دعوت دی۔ اور ہر وہ چیز جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھی۔ اس کا نشان تک باقی نہ رہنے دیا۔ اس معتصب ترین ٹوسے کی تبلیغی داستان بہت طویل ہے۔ یہ لوگ نہایت درجہ کے مکار اور عیار ہیں اس ٹوسے کا دل و دماغ، گستاخی کا آتش دان۔ ان کی جبینوں پر سلوٹیں گستاخی کی لکیریں۔ ان کے سرِ غرور میں دماغ کی ساخت و بناوٹ ایسی انگیٹھی کی مانند ہے جس میں گستاخی کے انکار سے بچھنے کا نام تک نہیں لیتے۔ ان کی سکرطی ہوئی آنکھوں کی پتیلیوں کے سینے پر ہر وقت ناچستی ہوئی گستاخی ہر صاحبِ بصیرت کو صاف دکھائی دیتی ہے۔ ان کے ناک کے ننھنوں سے نکلنے والی سانسوں کی گرمی گستاخی کی تپش میں اصنافِ کافرا کا باعث بنتی ہے۔



ان کی زبان اور دھن سے نکلنے والے گستاخہ شعلوں نے ایمانی حرارتوں کو ٹھنڈا کرنے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ ان کی دستار کی دھاریاں کسی گستاخ شجرہ باز کی طرح اعلان کرتی سناتی دیتی ہیں۔ اور ان کے سینے میں حسد و عناد اور گستاخی کا ایک سیاہ لاوا ابل رہا ہے۔ ان کا پڑھنا، پڑھانا، بولنا، خاموش رہنا، سونا، جاگنا، سفر و حضر، چلنا، پھرتا بیٹھنا اٹھنا، کھانا پینا، غرض ان کی ہر ہر ادا گستاخوں سے عبارت ہے۔ ان کی واضح ترین علامت یہ ہے کہ یہ اپنے سوا تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ اور بنی الانبیاء کی عقیدت و محبت اور احترام کو شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔ تنقیض رسالت ان کے مسلک و مشرب کی بنیاد ہے۔

اس سوچ کے حامل لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں بھی تھے، نمازیں پڑھتے تھے، زکوٰۃ ادا کرتے اور غزوات میں شریک بھی ہوتے تھے۔ اس کے باوجود وہ ایمانی حلاوتوں اور یقین کی چاشنی سے بہرہ یاب نہ ہو سکے، کیونکہ ان کی زبانوں پر تو اسلام ہے، لیکن دلوں میں بغض و عناد اور نگاہوں میں کینہ اور ذمہوں میں پراگندگی تھی۔

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل  
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

یہ بدنام زمانہ اور ننگ دین و اسلام فرقہ مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے سامنے آتا رہا تاریخ میں اس فرقے کا ایک مشہور ترین نام "غارجی" ہے۔ جس نے صحابہ کرام پر تکفیر کے فتوے صادر کیے اور بعض کو واجب

القتل قرار دیا۔ موجودہ دور میں یہ گروہ نہایت منظم طریقے سے اسلامی لبادہ اور بھڑ کر بڑی معصوم اور ویکش صورت میں حامی اسلام کا روپ دھار کر سامنے آیا ہے۔ جس کے زہریلے نظریات نے قوم کو مختلف فرقوں میں تقسیم کر دیا، عظمتِ انبیاء۔ فضیلتِ صحابہ۔ عقبتِ اہل بیت۔ سلاسل اولیاء طریقتِ اصنیاء، اسلامی تصوف اور دینی عقائد اس گروہ کے خاص ہدف ہیں۔

اہل ریاء و نفاق کی ایک شکل اور بھی ہے۔ جس کے فلسفہ عقائد کی بنیاد صرف چند تاریخی جزئیات پر قائم ہے۔ رسول کریم کے سچے غلاموں اور قریبی رشتہ داروں پر تبراً بازی کرنا ان کا محبوب ترین مشغلہ حیات ہے جس کو وہ عبادت کا درجہ دیتے ہیں اس فرقے کی چمک، دمک گاہے بگاہے لہو لہان ہوتی رہتی ہے۔ اس گروہ میں ہزاروں کی تعداد میں مجتہد پیدا ہوئے جو اپنے تصوراتی نظریات میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کی جدوجہد میں سخت ناکام رہے۔

دراصل یہ فرقہ بھی خوارج کی کارستانیوں کی پیداوار ہے۔ دنیا سے اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے میں وہ کردار ادا کیا جو سید و نصاریٰ بھی نہ کر سکے۔ موجودہ خارجیت میں کچھ رنگِ اعتزال بھی پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کے انداز بیان میں تلخیوں اور شدت کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ خارجی عقائد کے حامل لوگوں نے جب اپنے ناپاک ارادوں کو عملی شکل دینا چاہی تو سب سے پہلے ان کا نشانہ جنتِ معلیٰ اور جنتِ بقیع میں صحابہ کرام اور اہل بیتِ عظام کے مزارات بنے۔ سیدۃ النساء العالمین فاطمہ بنتِ رسول۔ حضرت سیدنا عثمان غنی۔ سیدنا

سید الشہداء حضرت حمزہ عم رسول حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ ابن رسول رضوان اللہ  
تعالیٰ علیہم اجمعین، کے مقابر کو بڑی بے دردی سے مسمار کیا۔ سیدہ طاہرہ ام  
المومنین خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے سزار مبارک پر فائرنگ کرتے وقت  
یہ بد زبان، شامتان یوں کہتے تھے کہ۔ اب تک لوگوں سے اپنی پوجا کراتی  
رہی ہو۔ اب اٹھ اور اٹھ کر ہمارا مقابلہ کر۔ (معاذ اللہ)

یہ ہیں ضرب طاغوت کے وہ نظریات جن کے پرچار پر کروڑوں ڈالر  
روزانہ خرچ ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں اہل حق پر یہ امر واجب ہو جاتا ہے  
کہ اس قسم کی مذموم ترین کارروائیوں کے خلاف اور طوفان ظلمت کا مقابلہ  
کرنے کے لیے میدان عمل میں نکلیں اور لوگوں کو صراطِ مستقیم سے روشناس کریں  
— زیر نظر کتاب "خلفائے رسول" کی تدوین و اشاعت بھی اسی سلسلے کی  
ایک کڑی ہے، توفیق خداوندی اگر شامل حال رہی — زندگی اور  
صحت نے اگر وفا کی تو کئی اور موضوعات پر لکھنے کا ارادہ ہے ان شاء اللہ  
العزیز) — بندہ ناچیز کو اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔

نیاز آگیں

سید خضر حسین چشتی

خادم آستانہ چشتیہ کوئٹہ ساکن شریف (نزد لالہ موسیٰ) ضلع گجرات

مہتمم دارالعلوم چشتیہ غوثیہ منڈی بہاؤ الدین



# نجومِ ہدایت

رضی اللہ عنہم

شاہِ عالم کی اُفت میں سرشارب  
ہیں وہ حق و صداقت کے مینارِ سب  
مصطفیٰ جن کو روشن ستارے کہیں  
اُن کی شانِ صحابت کی کیا بات ہے

مختصر

جانثارانِ نبوت - نجومِ چرخِ ہدایت - حاملینِ محبت - صحابہ کرام  
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین - وہ پاک باز ہستیاں ہیں جن کو رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہنے کی عظیم ترین سعادت نصیب ہوئی  
اور جنہوں نے جمالِ جہاں آرا کو اپنی آنکھوں سے بار بار دیکھا - اور جو چہرہ و  
الضحیٰ، زلف و اللیل اور چشمِ مازاغ کا سامنے بیٹھ کر نظارہ کرتے رہے - اور  
حُسنِ عالمتاب کی شعاعوں کا فیضان اُن کے ایمانوں کے گلشن کو تازگی اور بالیدگی  
بخشتا رہا۔

صیائے سید ابراہیم صحابہ کرام  
ہیں آسمانِ ہدایت کے نشین تارے  
نصیب اُن کے زیارت تھی شاہِ عالم کی  
قبرِ حیدر گزار ہیں صحابہ کرام  
بنی کی آل کے جبار ہیں صحابہ کرام  
عکوسِ مرکزِ انوار ہیں صحابہ کرام

بنی تھی عرش کی زینت تارابِ پاہن کی

اُنہیں کے زینتِ دربار ہیں صحابہ کرام

صحابہ کرام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ عظیم ساتھی تھے جن کی شان  
میں قرآن مجید کی متعدد آیات نازل ہوئی اور کتبِ احادیث میں فرمایا رسول

امین کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

کیا نگاہ رسالت نے انتخاب اُن کا

جبھی تو صاحبِ کردار ہیں صحابہ کرامؓ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بنی آخر الزماں کا ایک ایسا شکر  
تھا جس سے دنیا میں اُس دور کی سپر طاقتیں لرزہ بر اندام تھیں وہ ایسا ایک  
جیش اللہ تھے۔ جن کا نام کسبِ کرا فواجِ اغیار کے دلوں میں کپکپی اور ہاتھوں پر  
رعشہ طاری ہو جاتا تھا۔

اُنہی کے خوں کی حرارت سے دینِ زندہ ہے

تمام قوم کے سردار ہیں صحابہ کرامؓ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کفارِ مکہ نے مکہ سے نکالا تو صحابہؓ نے بھی

اپنے ماں باپ، بہنوں، بھائیوں، ازواج و اولاد، مال و دولت —

وطن عزیزِ مکہ، محظہ جو بستی ام القریٰ کے نام سے یاد کی جاتی ہے کو چھوڑا۔

یہاں تک بیت اللہ شریف کو بھی چھوڑ کر اُس بستی کی طرف رخ کر لیا۔ جہاں

بلدِ حاجاتِ علوۃ افروز تھے۔

ان تمام امور کے باوصف، پھر بھی کچھ لوگ اُن نفوسِ قدسیہ کی شان

میں گستاخی کر کے اپنی آخرت کو برباد اور اپنے ایمانوں کا بیڑا غرق کر رہے

ہیں۔ بعض لوگوں نے تجدیدِ دین کے نام پر ان عظیم الشان شخصیتوں کے باطنی

فضل و کمال کا بڑے زور و شور اور ڈھٹائی سے انکار کیا۔ اور یہ سلسلہ

آج تک جاری ہے۔ یہ لوگ اُمتِ مسلمہ کا شیرازہ بکھیرنے میں اپنی تمام تر

صلاحیتیں کیوں ضائع کر رہے ہیں؟۔ سیاسی اغراض۔ گروہی مفاد۔ ذاتی

منفعت یا پھر شیطان کے اکسانے پر۔ افسوس صد افسوس کہ بعض نام نہاد

مفکرین نے فرقہ بندی کی ایسی بنا ڈالی ہے جس سے ملت بیضا لکڑوں  
میں تقسیم ہو کر رہ گئی۔

ہم تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ گلشن عقیدت کو تاراج کرنے کی  
کوششوں میں مصروف لوگو! خدا کے غضب کو دعوت نہ دو صحاب  
رسول کی زندگیوں کا بغور مطالعہ کرو۔ اور ان کی پیروی کر کے اپنے دلوں  
میں محبت کے چراغ روشن کر لو۔

صحابہ پاک کو بہتر ہے خضرِ راہ سمجھو  
انسانِ منزلِ اختیار ہیں صحابہ کرامؓ



# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

## قرآن حکیم

— آیت نمبر ① — اللہ ان سے راضی ہے —

ارشاد باری تعالیٰ ہے : **وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَئِكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا**۔  
(پارہ ۱۱ سورہ توبہ آیت ۱۰۰)

ترجمہ : اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں نہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں ؛ حضرت سعید بن المسیب اور قتادہ بن سیرین فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ حضرات ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نمازیں پڑھیں۔ عطاء بن ابی رباح فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل بدر ہیں۔

امام شعبی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد اہل بیت رضوان ہیں۔  
لیکن محمد بن کعب قرظی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد سارے صحابہ کرام ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۲ ص ۷۵)

علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے جو چیز ابھر کر سامنے آئی اور

جو امر واضح ہوا وہ یہ ہے کہ جنہوں نے سچے دل سے سرکارِ علیہ السلام کی پیروی کی ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور ان کے لیے جنت کی تمام نعمتیں ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ان میں رہیں گے، جن کے لیے یہ بشارت ہے۔ وہ ہیں دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والے۔ اصحاب بدر۔ اہل بیعت رضوان۔ اور قرظی کے فرمان کے مطابق جملہ اصحاب رسول ہیں ان تمام سے عقیدت رکھنا، خدا و رسول کو راضی کرنے کا باعث ہے۔

### آیت نمبر ۴ — اہل بیعت رضوان

فرمانِ خداوندی ہے، لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا

(پ ۲۶ سورہ فتح آیت ۱۸)

ترجمہ : بے شک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جانا جو ان کے دلوں میں ہے تو ان پر اطمینان اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح کا انعام دیا۔  
 ✦ اس آیت مبارکہ میں حدیبیہ کے مقام پر بیعت کرنے والوں کو رضائے الہی کی بشارت دی گئی ہے اس لیے اس کو بیعت رضوان کہتے ہیں۔  
 ✦ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے دن ارشاد فرمایا: اَنَّشُّ الْيَوْمَ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ كَمَا تَمَّ آجُ كَمَا رَوَى زَيْدُ بْنُ اَسَدٍ عَنْ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

یہ روایت بھی حضرت جابر سے ہے فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا:



لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِّمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ - ان میں سے کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔  
 ۛ یہ روایت بھی انہی سے ہے فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: لَيْدُ خُلْنِ الْجَنَّةِ مَنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔ جس نے درخت کے نیچے بیعت کی وہ ضرور بالضرور جنت میں جائے گا۔“

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۱)

ان مذکورہ بالا آیات سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ان تمام مہاجرین و انصار صحابہ کرام سے راضی ہے اور ان کو جنت کی خوشخبری دے رہا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور اللہ کے رسولؐ نے بھی ان کو جنت کی بشارت دی کہ یہ تمام جنت میں ضرور جائیں گے۔ اب اگر کوئی شخص ان کی عظمت کا اقرار نہ بھی کرے تو ان کے مرتبہ و مقام میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ کہ قرآن ان کی عزت و بزرگی کا گواہ ہے۔

آیت نمبر ۳) ایمان کیسا ہو؟

« فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنُتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا »

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۳۷)

ترجمہ: ”پھر اگر یہ بھی ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو۔ جب وہ ہدایت

پاگئے؟“

اس آیت پاک سے معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جس کا ایمان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرح ہو کہ صحابہ کرامؓ ایمان کی کسوٹی ہیں۔



## آیت نمبر ۴ — اللہ کی رحمت کے امیدوار

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ  
وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(پارہ ۲ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۸)

ترجمہ: بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، یہی لوگ رحمت الہی کے امیدوار ہیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

## شان نزول

اس آیت کریمہ کی شان نزول یہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن جحش کی سرکردگی میں جو مجاہدین بھیجے گئے تھے ان کی نسبت بعض لوگوں نے کہا کہ چونکہ انہیں خبر نہ تھی کہ یہ دن رجب کا ہے! جو غلطی سے رجب کی پہلی تاریخ میں جہاد کر بیٹھے) اس لیے اس روز قتال کرنا گناہ تو نہ ہوا، لیکن اس کا کچھ ثواب بھی نہ ملے گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ ان کا یہ عمل جہاں مقبول ہے وہاں انہیں امیدوار رحمت الہی رہنا چاہیے اور یہ امید قطعاً پوری ہوگی (افزائن العرفان) اس سے یہ معلوم ہوا کہ مجتہد کی غلطی بھی باعث ثواب ہے:

## آیت نمبر ۵

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُولٍ

اللّٰهُ كَحٰثِي يَنْفَضُوۡا۟ - ۱ پ ۲۸، سورہ منافقون آیت نمبر،  
ترجمہ: یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں نہ خرچ کرو ان صحابہ کرام، پر جو اللہ کے  
رسول کے پاس ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (ٹھوک سے تنگ آ کر) پریشان  
ہو جائیں۔

اس آیت اور اس سے پہلی آیات بینات کی شان نزول یہ ہے کہ غزوہ  
مُریسہ میں بنی مصطلق پر فتح حاصل کرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
چند روز اسی جگہ پر قیام فرمایا تا کہ مسلمان مجاہدین جنگ کی تھکاوٹ دور کریں  
اور واپسی کے سفر سے پہلے تازہ دم ہو جائیں۔ اسی اثناء میں ایک خطرناک  
واقعہ رونما ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے اجیر جہاہ بن مسعود غفاری اور رئیس  
المنافقین عبد اللہ بن ابی کے حلیف سنان بن وبراہ جہنی کے درمیان پانی بھرنے  
پر جھگڑا ہو گیا۔ سنان نے انصار اور جہاہ نے مہاجرین کو مدد کے لیے پکارا۔  
قریب تھانہ مسلمانوں کے دو گروہوں کی جنگ چھڑ جاتی۔ حضور سرور عالم  
اپنے خیمہ سے جلدی جلدی تشریف لائے اور دونوں فریقوں کو مخاطب کر کے  
فرمایا۔

”مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟ مَا لَكُمْ وَاَلِدَ عَوَةِ  
الْجَاهِلِيَّةِ دَعْوَهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ“۔ یہ تم نے جاہلیت کے نعرے  
لگانے کیسے شروع کر دیئے ہیں؟ اسلام قبول کرنے کے لیے جاہلیت کی پکار بڑی  
بڑی بات ہے۔ یہ بڑی گندی چیز ہے۔ (ضیاء القرآن)

اس موقع پر عبد اللہ بن ابی منافق نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ  
وسلم کی شان میں بہت گستاخانہ اور بے ہودہ باتیں کہیں اور اپنی قوم کو کہنے لگا۔  
اگر تم ان مہاجرین کو اپنا جھوٹا کھانا نہ دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں۔

تمہاری مثال بالکل ایسی ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ ”سَمِّنْ كَلْبَكَ  
يَا كَلْبَكَ“ تم اپنے کتے کو پال کر موٹا کرو تاکہ وہ تمہیں ہی کاٹ کھائے۔  
اب تم ان پر کچھ خرچ نہ کرو تاکہ یہ مدینے سے بھاگ جائیں اور کہنے لگا ”لَا عِزَّ  
رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لِيُخْرِجَنَا الْأَعْرَابُ مِنْهَا إِلَّا ذُلًّا“۔ (سورہ  
منافقون آیت ۸) کہ اگر ہم لوٹ کر مدینہ میں گئے تو نکال دیں گے عزت و اے  
وہاں سے ذلیلوں کو۔

عبداللہ بن ابی منافق کی گرفتار گفتگو میں کہ زید بن ارقم رضی اللہ  
عنه کو تاب نہ رہی اور بولے۔ اَمْتٌ وَاللَّهِ الدَّرِيئُ الْمُبْغِضُ فِي  
قَوْمِكَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عِزِّ مَنِ  
الرَّحْمَنِ وَمُؤَدَّةٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

ترجمہ: (اے ابن ابی) خدا کی قسم! تو ذلیل ہے تو ذلیل ہے تو اپنی قوم میں  
مبغوض ہے اور ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند رحمن نے  
ساری عزتیں بخشی ہیں اور اہل ایمان ان سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن ابی کی اس بکواس  
کا علم ہوا تو حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ دَعَيْتُ  
أَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے  
کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔  
”كَيْفَ يَا عُمَرُ إِذَا تَحَدَّثَ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ۔“ (خازن جلد ۲ صفحہ ۲۹۲)

اے عمر! یہ اجازت کیسے دے دوں لوگ باتیں بنائیں گے کہ محمد  
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریمؐ اور صحابہ کا گستاخ قابل گردن زنی ہے اور عمر فاروق کے نزدیک واجب القتل ہے۔  
 عبداللہ بن ابی کو اس قبیلے والے نے سمجھایا کہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس گستاخی کی معافی مانگے۔ تو اس نے ازراہ کبر و غرور نفی میں سر کو ہلایا اور کہنے لگا۔

”أَمَرْتُ مَوْنِي أَنْ أُؤْمِنَ فَقَدْ آمَنْتُ وَأَنْ  
 أُعْطِيَ زَكَاةَ مَالِي فَقَدْ أَعْطَيْتُ فَمَا بَقِيَ إِلَّا أَنْ أَسْجُدَ  
 لِمُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) (تفسیر قرطبی ضیاء القرآن)  
 تم نے مجھے ایمان لانے کا حکم دیا تو میں ایمان سے آیا۔ تم نے مجھے  
 اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کو کہا تو میں نے زکوٰۃ بھی ادا کر دی۔ اب ایک بات باقی  
 ہے کہ میں محمد (علیہ السلام) کو سجدہ کروں۔  
 ”یہ میں نہیں کروں گا۔“

اس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

- ۱۔ صحابہ کرامؓ پر خرچ کرنا ایمان کی دلیل ہے۔
- ۲۔ صحابہ کرامؓ پر خرچ کرنے سے منع کرنا منافقت کی علامت ہے۔
- ۳۔ صحابہ کرامؓ کا دشمن خدا اور رسول کا دشمن ہے۔
- ۴۔ صحابہ کرامؓ کو برا بھلا کہنا اہل نفاق کی پرانی عادت ہے۔
- ۵۔ اور منافقین بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر معافی مانگنے کو شرک و بدعت تصور کرتے ہیں۔

## آیت نمبر ⑥ — صحابہ کی سجدہ گاہیں —

اور بارہی تعالیٰ ہے: فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ

(پارہ ۲۴، سورۃ واقعہ آیت ۷۵)

ترجمہ: پس میں قسم کھاتا ہوں ان جگہوں کی جہاں ستارے ڈوبتے ہیں۔  
 بعض علمائے موقوع النجوم کی تفسیر بیان کی ہے کہ نجوم سے مراد صحابہ  
 کرام رضی اللہ عنہم اور موقوع سے مراد ان کی سجدہ گاہیں ہیں۔ جہاں وہ اپنے رب کے  
 حضورؐ سے سجدہ رہا کرتے تھے اور بعض علماء کے نزدیک موقوع سے مراد ان کے  
 مزارات پر گزرتی ہیں۔ زیادہ کر یا چہاد اصغر میں جام شہادت نوش کرنے کے  
 بعد سترت فرمایا۔

ملا یون ابن تفسیر عدنیں رقم تہذیبیہ۔

أَوِ النَّجْمِ نَجُومٍ الصَّحَابَةِ وَمَوَاقِعِهَا مَسَاجِدَهُمْ

أَوْ مَقَابِرَهُمْ

نجوم سے مراد صحابہ کرام ہیں اور ان کے موقوع سے مراد صحابہ کی سجدہ گاہیں  
 یا ان کے مزارات ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

وَقِيلَ النَّجْمِ الصَّحَابَةِ وَالْعُلَمَاءِ الْهَادُونَ وَ

مَوَاقِعَهُمُ الْقُبُورُ

اور کہا گیا ہے کہ نجوم سے صحابہ کرام اور علمائے کرام جو سیدھی راہ  
 دکھانے والے ہیں اور ان کے موقوع سے مراد ان کی قبور ہیں۔ (ضیاء القرآن)

## آیت نمبر ۵ — حزب اللہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۗ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۗ

اپارہ ۲۸ سُوْرَةُ مَجَادِلَةِ آیت ۲۲

ترجمہ: اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان سے اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔ یہ اللہ کی جماعت ہے۔ سن لو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی "دوڑوں جہانوں" میں کامیاب و کامران ہے۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کی جماعت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہو گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہنا جائز ہے۔ خواہ وہ صحابہ کرام ہوں، اولیاء عظام ہوں یا علماء ذی اعتناء ہوں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ حَشِيَ رَبَّهُ ۗ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ سعادت اسکو ملتی ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔ (پارہ ۳۰ سُوْرَةُ بَيْتِه آیت ۸)

اوپر کی درج آیتوں سے پتہ چلا کہ صحابہ اللہ کی جماعت ہیں۔ اللہ ان سے اور یہ اللہ کی رضا پر راضی، یہ بہت بڑی سعادت ہے جو ہر ایک کو نہیں ملتی۔

وہ ہیں راضی خدا پر اور ہے ان پر خدا راضی	صحابہ کی جماعت پر محمد مصطفیٰ راضی!
حسن راضی، سخی بشیر راضی، فاطمہ راضی	ہیں اپنے دوستوں پر دل سے لائے راضی
سنا ہے ابراہیمؑ زبانِ نعت سے میں نے	ہیں بیچ تن پاک راضی جس پہ اس پر کہ یا راضی

## آیت نمبر ۸ — الصّٰدِقُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَيَنْصُرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الصّٰدِقُونَ

(پارہ ۲۸ سورہ حشر آیت ۸)

ترجمہ: اور (ہر وقت) مدد کرتے رہتے ہیں (اپنے جان و مال سے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی یہی لوگ (ایمان و اخلاص میں) سچے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان صحابہ کرام کی سچائی کا اعلان فرمایا۔ جنہوں نے اپنے عزیز واقارب، مال و متاع اور شہر و وطن صرف اللہ اور رسول کی محبت میں چھوڑے اور اسلام قبول کیا اور ہر طرح کی سختیوں کو برداشت کیا۔ اللہ رب العزت نے ان کی سچائی کی گواہی دی ہے۔

ہوا فرمان رب جاری، ہیں اصحابِ نبیؐ سچے

علیؑ سچے، ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ غنیؓ سچے

## آیت نمبر ۹ ایمان والے دشمن رسول سے محبت نہیں کرتے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا يَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

(پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: تو ایسی قوم نہیں پائے گا جو ایمان رکھتی ہو اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر (پھر) وہ محبت کرے ان سے جو مخالف تھے کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسولؐ



کی خواہ وہ (مخالفین) اُن کے باپ ہوں یا ان کے فرزند یا ان کے بھائی یا ان کے کنبیہ والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بڑی صراحت سے اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان لانے والوں کے دلوں میں اللہ اور اس کے پیارے رسولؐ کے دشمنوں کی محبت نہیں پائی جاتی اور نہ ہی ان کا ایمان اس چیز کو گوارا کرتا ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسولِ مکرم کے دشمنوں سے دوستی کرے۔

نورِ ایمان اور محبتِ رسولؐ نے ان کے دلوں کو اس قدر منور و محط کر رکھا ہے کہ نفاق و اسحاق کی آلائشوں کا وہاں تصور تک نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ بے دنیوں، بد مذہبوں اور خدا اور رسولؐ کے گستاخوں سے دلی محبت اور مذہبی اختلاط مستحسن نہیں۔

صحابہ کرام کی زندگیاں اس آیت کریمہ کی حقیقی جاگتی تفسیر ہے چنانچہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے اپنے باپ جراح کو قتل کیا، حضرت مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی کو قتل کیا، حضرت عمر فاروق نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا، حضرت علیؑ اور حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہؓ نے ربیعہ کے بیٹوں اور اپنے قریبی رشتہ داروں، عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو غزوہ بدر میں قتل کیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے بدر کے دن اپنے بیٹے عبدالرحمن (جو بعد میں ایمان لے آئے) کو مبارزت کے لیے طلب کیا کہ آؤ باپ بیٹے کے دو

دو ہاتھ ہو جائیں اور حضور سے جنگ کی اجازت طلب کی اور عرض کیا میرے  
 آقا مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں شہداء کے پہلے گروہ میں داخل ہو جاؤں۔  
 لیکن حضور نے فرمایا۔ مَتَّعْنَا بِنَفْسِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ۔ اے ابو بکرؓ  
 ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھالینے دے۔ مَا تَعْلَمُ أَنَّكَ عِنْدِي  
 بِمَنْزِلَةِ سَمْعِي وَبَصَرِي تو نہیں جانتا کہ تو میرے نزدیک میرے  
 کان اور میری آنکھ کی طرح ہے۔ (ضیاء القرآن)

## — آیت نمبر ۱۰ اللہ تعالیٰ صحابہ پر درود بھیجتا ہے —

خَالِقِ اَرْضِينَ و سَمَاوَاتِ كَا اِرْشَادِہٖ۔ فرماتا ہے۔  
 هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَیْكُمْ و مَلَائِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُم  
 مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ و كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَاجِعًا  
 (پارہ ۲۲، سورہ احزاب آیت ۴۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ  
 وہ نکال کر لے جائے تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف اور وہ مومنوں پر مہربان  
 ہے۔

## — شان نزول —

حضرت انس سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت (اِنَّ  
 اللّٰهَ و مَلَائِكَتُهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ) نازل ہوئی تو سیدنا  
 ابو بکرؓ صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کو اللہ  
 تعالیٰ کوئی فضل و شرف عطا فرماتا ہے کہ تو نیاز مندوں کو بھی آپ کے طفیل نوازا

ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(معالم التنزیل جلد ۳ ص ۲۲۲ مطبوعہ ملتان)

خدائے بزرگ برتر نے آقا علیہ السلام کے غلاموں صحابہ کرام کو نوازتے ہوئے ان کی امیدوں کی دنیا میں گلشن کھلا دیتے۔

## — صَلَوَاتُكَ مَعْنَى —

علمائے لغت اور مفسرین نے صَلَوَاتُكَ کے بہت معانی بیان کیے ہیں۔ یہاں صرف مندرجہ بالا آیت سے متعلق مطلب بیان ہوگا۔

◎ امام بغوی (ابو محمد حسین بن مسعود) فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صَلَوَاتُكَ کا معنی اپنی رحمت نازل فرمانا اور فرشتوں کی صَلَوَاتُكَ کا معنی ہے۔  
 الْإِسْتِغْفَارُ لِلْمُؤْمِنِينَ۔ ”دعاے مغفرت کرنا مؤمنین کے لیے“  
 فرماتے ہیں۔ الْصَّلَاةُ مِنَ اللَّهِ عَلَى الْعَبْدِ هِيَ إِشَاعَةُ الذِّكْرِ الْجَمِيلِ لَهُ فِي عِبَادِهِ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بندہ پر صَلَوَاتُكَ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے بندے کے ذکر خیر کو لوگوں میں پھیلانا  
 الثَّنَاءُ عَلَيْهِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کی تعریف ہونا۔ صَلَوَاتُكَ اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے اپنے مقبول بندے کی تعریف فرماتا ہے۔

◎ تفسیر مظہری میں صَلَوَاتُكَ کے معنی دعاے مغفرت۔ استغفار۔ وَحَسَنُ الثَّنَاءِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى رَسُولِهِ۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول کی بہت اچھی تعریف کرنا۔ مظہری لکھتے ہیں۔ عِبَادَةٌ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ۔ ایسی عبادت جس میں رُكُوع اور سُجُود ہو اس کو بھی صَلَوَاتُكَ کہتے ہیں

⑤ نماز کو صلوٰۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اُس میں دُعا۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ  
 الْمُسْتَقِيمَ پڑھی جاتی ہے۔ (مظہری جلد ۷ ص ۳۵۲/۳۵۳)  
 الظُّلْمَتِ سے مراد جہالت کی تاریکیاں۔ الشُّورِ سے مراد علم  
 و ہدایت کی روشنی۔

الغرض اوپر درج لغوی تحقیق کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم کے اصحاب  
 کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے خوب نوازا ہے۔ یہ سرکار سے نسبت کا فیضان  
 ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوب کے غلاموں پر رحمت کی نظر فرماتا ہے۔ انہوں  
 نے جس طرح اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور اپنا سب کچھ سرکار کے نام  
 کر دیا، اللہ اُن پر راضی ہوا۔ رسول اللہ نے اُن پر کرم فرمایا، یہی وجہ ہے کہ وہ  
 ہماری عقیدتوں کے سرکز ہیں، اُن کی شان میں گستاخی کرنا گویا رسول اللہ کو ناراض  
 کرنا ہے۔

## آیت نمبر ⑪ — نزولِ سِکِنَہ

فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَةً عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ  
 كَلِمَةً التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ  
 اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پارہ ۲۶ سورۃ فتح آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: پس نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی تسکین کو اپنے رسول پر اور  
 مومنوں پر اور انہیں استقامت بخش دی تقویٰ کے کلمہ پر، اور وہ اس کے  
 حق دار بھی تھے اور اس کے اہل بھی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے والا ہے

## شانِ نزول

مندرجہ بالا آیت مبارکہ حدیبیہ کے مقام پر نازل ہوئی۔ جب اصحاب

رسول کو شرائط صلح نے بے تاب کر دیا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو شرائط طے پائی تھیں وہ بظاہر کفر کے غلبہ اور اسلام کی کمزوری کی غماز تھیں اس لیے اُن جاں فروشوں کا بے چین و مضطرب ہونا قدرتی امر تھا، کیونکہ اُن کی غیرت ایمانی اس قدر بھی برداشت نہ کر سکتی تھی۔ لیکن اللہ اور اُس کے رسول نے حکم دے دیا تو سارے جذبات نے سر جھکا دیا۔

(ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۵۶۲)

◎ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں **حَيْثُ اِطْمَعْنُوْا اَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْمُنْعِ عَنِ الْقِتَالِ مَعَ قُدْرَتِهِمْ عَلَيْهِ** اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں کو طمانیت عطا فرمائی اور صحابہؓ نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی اور جنگ پر قدرت رکھنے کے باوجود لڑائی سے پرہیز کی۔

◎ **كَلِمَةَ التَّقْوٰى**۔ ابن عباس، مجاہد و قتادہ وغیرہ کے نزدیک کلمہ تقویٰ سے مراد ہے۔ **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ** جناب عطا خراسانی کے نزدیک **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**۔ مراد ہے۔ اما زہری کے نزدیک کلمہ التقویٰ سے مراد **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ** ہے۔ خیال رہے کہ مفسرین کے تمام اقوال کا مال و انجام اور مرجع ایک ہی ہے۔ یعنی کلمہ توحید، کیونکہ کلمہ توحید ہر قسم کے تقویٰ کی بنیاد و سبب ہے۔ مظہری کہتے ہیں کلمہ توحید سے مراد اہل تقویٰ کا کلمہ ہے

◎ **الزُّمَرُ**۔ سے مراد یہ ہے کہ اُن کو کلمہ تقویٰ پر جمائے رکھا اور جہالت کی حمیت و جوش اور غصہ کو اُن سے دور رکھا۔

◎ **اَحَقُّ بِهَا**۔ یعنی اصحاب رسول کلمہ تقویٰ کے زیادہ مستحق تھے۔

⑤ وَأَهْلَهَا۔ یعنی اللہ رب العزت کے علم میں وہ کلمہ تقویٰ کے اہل تھے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی مدد کرنے اور اپنے رسول کے صحابی بنانے کے لیے اُن کا انتخاب کر لیا قاضی پانی پتی لکھتے ہیں۔ مَذْهَبُ الرُّوَاغِضِ حَيْثُ يَدَّ عُرُونَ كُفْرَ الصَّحَابَةِ وَنِفَاقَهُمْ۔ یعنی روافض کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کافر اور منافق تھے (لَخَوْذُ بَانَ اللَّهِ مِنْهَا) صحابہ مظہری فرماتے ہیں کہ اسی سورہ فتح کی آیت نمرہ جس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا سے روافض کے قول کی لغویت ثابت ہوتی ہے۔ یہ خیال ہے کہ ایک طرف پروردگار عالم کا فرمان عالی شان ہے۔ جس میں صحابہ کی قلبی تصدیق و خلوص کی گواہی موجود ہے اور ایک طرف روافض کی یادہ گوئی ہے۔ جو کسی اندرونی

بیماری کا پتہ دیتی ہے۔ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا کے ضمن میں مظہری لکھتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ صحابہ کے دلوں میں جو ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھپی ہوئی محبت جلوہ زن ہے اس کو خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کی مختصر تفسیر سے جو امور نکھر کر سامنے آئے، وہ اس طرح ہیں کہ خالق اکبر نے اپنے محبوب کے اصحاب کے جذبات عقیدت جو شش محبت، غیرت ایمانی، اور۔۔۔ دلوں جان بازی پر بطور انعام اُن کے دلوں پر اپنی تسکین کے انوار برسائے اور اُن کے اس اندازِ والہانہ کی تحسین فرمائی۔ ایسی پاک باز ہستیوں کی شان میں گھٹیا زبان استعمال کرنا، شرافت

۱۔ التفسیر المظہری جلد ۹ ص ۲۲ مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو مسجد روڈ کوئٹہ۔

کے گھرانوں کا شیوہ نہیں۔

## آیت نمبر ۱۲ — بھلائیوں کے وارث —

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ جَاهِدُوْا  
بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاَلْعِيْكَ لَهُمُ الْخَيْرٰتُ  
وَاَوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (پارہ ۱۰ سورہ توبہ آیت ۸۸)  
ترجمہ: لیکن رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جو لوگ ان کے ساتھ  
ایمان لائے۔ انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے، اور انہی  
کے لیے تمام بھلائیاں ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

مندرجہ بالا آیت سے پہلی آیات میں منافقوں کی مذمت بیان کی گئی  
ہے اور اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے اصحاب کی تعریف بیان فرمائی ہے۔ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔

”لَمَّا ذَكَرَ تَعَالَى ذَمَّ الْمُنَافِقِيْنَ وَبَيَّنَّ شَاءَهُ عَلَى  
الْمُؤْمِنِيْنَ لِهُ يٰهَا اللّٰهُ تَعَالَى نَعَمَ الْمُنَافِقُوْنَ كِيْ نَدَمْتِ اَوْرَايْمَانَ وَالْوَلِ  
كِي تَعْرِيفِ بِيَانِ فَرْمَايْ هِي۔ اَسْ اَيْتِ كِي ضَمْنِ مِيْنِ مَنظَرِي لَكْهْتِي هِي۔

اِنْ تَخَلَّفَ الْخَوَالِفُ وَلَمْ يُجَاهِدُوْا فَاَفْلَا مُنْقَصَةٌ  
فِي الدِّيْنِ فَقَدْ جَاهَدَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُمْ فِيهِ  
يعني اگر منافقوں نے ساتھ نہیں دیا اور جہاد کو نہیں کئے تو ان کی اس

۱۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۲۸۰ مطبوعہ امجد کیڈمی لاہور

۲۔ تفسیر منظری جلد ۲ ص ۲۷۸۔

حرکت سے دین اسلام کو کوئی نقصان نہیں ہوا، ان سے بہتر اور افضل لوگوں نے  
جہاد کیا۔

مذکورہ آیت بھی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح میں  
نازل ہوئی۔ اور فرمایا۔ لَهَا الْخَيْرَاتُ۔ ان کے لیے ہر قسم کی  
بھلائیاں ہیں۔ اَحَىٰ مَنَافِعِ الدَّارَيْنِ لے یعنی دونوں جہانوں کے  
منافع اُن کے لیے ہیں۔ وَقِيلَ الْخَيْرَاتُ الْحُورُ الْعِينُ لے  
اور بعض کے نزدیک اس سے مراد حور عین ہیں۔ فِيْهِنَّ خَيْرَاتٌ  
حَسَنَاتٌ لَّهِنَّ ان میں اچھی سیرت والیاں، اچھی صورت والیاں ہوں گی۔  
مطلب یہ کہ اُن کے اخلاق بہترین اور چہرے خوبصورت ترین ہوں گے  
ابن عباس کا ارشاد ہے۔ لَا يَعْلَمُ مَعْنَاهُ اِلَّا اللهُ لے کہ  
”خیر“ کے حقیقی معنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ قاضی پانی پتی فرماتے  
فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کی مراد یہ ہے کہ لفظ خیر تمام قسم کے منافع  
کو شامل ہے۔

اس آیت کی تفسیر ایک مرتبہ پھر پڑھیں اور پھر انصاف کی نظر  
سے صحابہ کرام کی عظمتوں کی بلندیوں کو تصور کریں، حقیقت آفتاب نیم روز  
کی طرح آپ کے سامنے آجائے گی۔ ہم اُن ارباب شعور کو دعوتِ فکر

۱۔ تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۲۲۸

۲۔ ایضاً

۳۔ پارہ ۲۴ سورہ رحمن آیت ۷۰۔

۴۔ تفسیر مظہری ایضاً



دیتے ہیں، جو بعض تاریخی حوالوں سے تاریخ صداقت کا شیرازہ بکھیرنے کے دپے ہیں۔

باقی رہے خواجہ تو انہیں صحابہ رسول سے ذرہ برابر بھی عقیدت نہیں، وہ فقط آل پیغمبر کی دشمنی کو پالنے کے لیے اصحاب رسول کا نام لیتے ہیں جو اللہ اور رسول کے وفادار نہیں وہ حضور کے غلاموں کے وفادار نہیں ہو سکتے۔

## آیت نمبر ۱۳ ————— چنے ہوئے —————

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا ارشاد ہے۔  
 قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ  
 (سورۃ نحل آیت ۵۹)

فرما دو سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں اور سلام اُن کے چنے ہوئے بندوں پر۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں۔  
 ”اصْحَابُ مُحَمَّدٍ اصْطَفَاهُمُ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ  
 مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ)  
 کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے  
 اُن کے صحابہ کو چن لیا۔

(الریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۱۸)



صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

از روئے

حدیث رسول

مُندرجہ ذیل احادیث میں رسولِ انام علیہ السلام کے صحابہ کرام کی عظمتوں اور نعمتوں کا بیان ہوگا۔ اُن رشد و ہدایت کے چمکتے ہوئے ستاروں و دینِ رسالت کے مبلغین اور پرچارکوں کے اوج کمال کا تذکرہ سلطانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ معجز بیان سے نکلے ہوئے الفاظِ محبت بھری لگاموں سے دیکھیے۔

حدیث نمبر ①

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمانے سنا ہے:

لَا تَحْسَبُ الْمَسْأَلَةَ مَسْأَلَةً أَوْ رَأَى مَنْ جِئْتَهُ بِهَا

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۲۵)

کہ اس مسلمان کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔

اس حدیث میں کتنی عظیم بشارت ہے کہ ایمان کی نظروں کے اصحابِ رسول کی زیارت کرے گا اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور جنت کی بہاریں اُس کے

قدم چومے گی، یہ وہ سعادت ہے جو ارباب مرتبت کا حصہ ہے۔

حدیث نمبر ۲ — میرے صحابہ کو برا نہ کہو —

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا  
لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ  
بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا  
أَدْرَكَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَةً۔

(صحیح مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۱ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

ترجمہ: میرے صحابہ کو برا مت کہو، میرے صحابہ کو برا مت کہو اس ذات  
کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اُحد پہاڑ  
کے برابر سونا راہ خدا میں دے گا تو صحابہ کرام کے ایک مد (سیر بھر غلہ) کو نہیں  
پہنچے گا۔ بلکہ نصف مد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔

اہل ایمان کا عقیدہ اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ہ

کوئی مُرسل نبی، کوئی پیغمبر  
نہیں ہے ساقی کوثر کا ہمسر  
کوئی قطبِ دہلی، غوثِ زمانہ  
نہیں اصحابِ سرور کے برابر

حدیث نمبر ۳ — زندگی کے اعمال سے بہتر —

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔  
لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
فَلَمَقَامَ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عَمَلٍ أَحَدِكُمْ

لہ الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷۔

کہ سرکارِ مدینہ کے صحابہ کو گالی نہ دو۔ اُن کی ایک ساعت کا مقام پوری زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے۔

### حدیث نمبر ۴ — اہل بدر —

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت جبریلؑ نے رسالتِ مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کے نزدیک آپ کے صحابہ میں کون افضل ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا — جو لوگ غزوة بدر میں حاضر ہوئے۔ پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اسی طرح آسمانوں میں وہ فرشتے ہمارے نزدیک افضل ہیں۔ — الَّذِينَ شَهِدُوا بَدْرًا — جو بدر میں موجود تھے۔

### حدیث نمبر ۵ —

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سنا، آپ نے فرمایا۔ لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ — کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والا کوئی بھی درخت میں نہیں جائے گا۔ اس حدیث میں بیعتِ رضوان کی طرف اشارہ ہے۔

۱۰ الرياض النضرہ ج ۱ ص ۱۰

۱۱ " " " " ص ۲۰

۱۲ " " " " ص ۲۱

## حدیث نمبر ۴ — تکریم صحابہ

سرکارِ مدینہ کا ارشاد ہے:

”اَكْرَمُوا اصْحَابِي فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ“

(مقدمہ صواعقِ محرقہ)

میرے اصحاب کی عزت کرو کہ وہ تمہارے بہترین آدمی ہیں

زمین کے چاند، ستاروں سے پیار کرتے رہو

رسولِ پاک کے پیاروں سے پیار کرتے رہو

## حدیث نمبر ۵

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے۔

”اِذَا ذُكِرَ اصْحَابِي فَاَمْسِكُوْا“

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو ان کو کچھ کہنے سے رُک جایا کرو

یعنی جب میرے اصحاب کے درمیان کسی بات پر یارائے میں اختلاف

پایا جائے تو تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ تم ان وفا شعاروں پر زبانِ طعن دراز

کرو۔

## حدیث نمبر ۸ — محبت صحابہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمُ غَرَضًا بَعْدِيْ

فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ فَمَنْ ابْغَضَهُمْ

فَبِغْضِي الْبُغْضَهُمْ - (صواعق محرقة ص ۵)

ترجمہ: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو اور میرے بعد انہیں اپنی اغراض کا نشانہ نہ بنانا جو شخص ان سے محبت کرتا ہے۔ وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے۔ اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

### حدیث نمبر ۹ - اللہ اس کی حفاظت کریگا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے اصحاب کا انتخاب بھی فرمایا، ان میں سے میرے لیے داماد بھی منتخب فرمائے اور دوست بھی۔

”فَمَنْ حَفِظَنِي فِيهِمْ حَفِظَهُ اللهُ وَمَنْ اَذَانِي فِيهِمْ اَذَاهُ اللهُ“ - (صواعق محرقة ص ۴)

پس جو شخص ان کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا اللہ اس کی حفاظت کرے گا اور جو شخص ان کے بارے میں مجھے تکلیف پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ایذا دے گا۔

### حدیث نمبر ۱۰ - حضور نے اطلاع فرمائی

عقیلی نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے منتخب فرمایا اور میرے لیے میرے اصحاب اور داماد بھی منتخب فرمائے۔

وَسَيَانِي قَوْمٍ يُسُبُّونَهُمْ وَيَنْتَقِصُونَهُمْ فَلَا  
تُجَالِسُوهُمْ وَلَا تَشَارِبُوهُمْ وَلَا تَوَاصِلُوهُمْ وَلَا  
تَأْكُلُوا مِنْهُمْ۔ (صواعقِ محرقہ ص ۲)

ترجمہ: عنقریب ایک قوم ہوگی جو ان کو بُرا بھلا کہے گی اور ان کی تنقیص  
کرے گی۔ ایسے لوگوں کے ساتھ کھانا پینا، اُٹھنا، بیٹھنا، اور نکاح و بیاہ نہ کرو۔  
اصحابِ رسول کو بُرا بھلا کہنے والے کے لیے سرکارِ علیہ السلام نے جو وعید  
فرمائی ہے اور جس طرح اُمت کو ایسے لوگوں سے دُور رہنے کا حکم فرمایا ہے اس  
پر وہ لوگ ضرور غور کریں جو اصحابِ مصطفیٰ پر تبرزہ بازی کرتے اور ان کے  
کردار پر تنقید اور تنقیص کرتے ہیں۔ ہر امتی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے  
جو سرکار نے فرمائی ہے۔

ایک اور امر کی طرف بھی اشارہ کرتا چلو کہ حضور سید عالم صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم نے آئندہ وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی طرف اشارہ  
فرما کر اپنی اُمت کو یہ بھی سمجھا دیا ہے مستقبل میں پیش آنے والے تمام امور  
پیغمبر کے سامنے عیاں ہیں اور اس حدیث پر وہ بھی غور کریں جن کا عقیدہ  
یہ ہے کہ نبی کو دیوار کے پیچھے علم نہیں۔

## حدیث نمبر ۱۱ ————— منافق کون؟

یہ روایت بھی حضرت انس سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا  
وَمَنْ أَحْسَنَ الْقَوْلِ فِي أَصْحَابِي فَهُوَ مُؤْمِنٌ  
وَمَنْ سَاءَ الْقَوْلِ فِي أَصْحَابِي فَهُوَ مُنَافِقٌ۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت البتہ الخمار مطبوعہ مصر ص ۵)

ترجمہ: جس نے میرے صحابہ کے بارے میں اچھی بات کی وہ مومن ہے اور جس نے بُری بات کی وہ منافق ہے۔

اور پُرِوَالِیِ عَدِیْثِ پَاکِ مِیْنِ مَنَافِقِ کِی پِیْجَانِ کِرَانِیِ گئی ہے۔ کہ مومن وہ ہے جو نبی کریم کے بارے میں اچھی بات کرے اور منافق وہ ہے جو ان کے بارے میں بُری بات کرتے وقت بُری زبان کو حرکت دے۔

### حدیث نمبر ۱۲ — بعد از انبیاء، تزییح

سَيِّدِنَا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ کَا اِرْشَادِہٖ  
 "اِنَّ اللّٰهَ اَخْتَارَ اَصْحَابِیْ عَلَی الثَّقَلِیْنِ سِوَى النَّبِیِّیْنِ  
 وَالْمُرْسَلِیْنِ۔ (الصواعق المحرقة مطبوعہ مکتبہ مجیدہ یہ طمان صفحہ ۳۱۲)  
 اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو چھوڑ کر تمام جن وانس پر میرے صحابہؓ کو  
 تزییح دی ہے۔ انبیاء و مرسلین کے بعد رسول کریم کے اصحاب کی تزییح اس بات کی  
 دلیل ہے کہ صحابہؓ آسمانِ رُشد کے روشن ستارے ہیں۔

### حدیث نمبر ۱۳ — لعنت

طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے  
 فرمایا: لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ (صواعق ص ۶)  
 میرے صحابہؓ کو بُرا کہنے والے پر اللہ لعنت کرے۔

### حدیث نمبر ۱۴ — فائدہ اور نور

ترمذی اور ضیاء نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے  
 مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضِ الْاَبْعَثِ قَائِدًا



وَنُورًا أَتَاهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" (صواعقِ محرقہ ص ۶)

جب کسی علاقہ میں میرا کوئی اصحابی فوت ہو جاتا ہے تو اسے اس علاقے کے لوگوں کے لیے قیامت کے دن قائد اور نور بنا کر بھیجا جائے گا۔

جس علاقہ میں نبی اکرم علیہ السلام کے کسی اصحابی کا وصال ہو جائے تو وہ اس علاقہ کے تمام مسلمانوں کی قیادت فرمائے گا۔ اور ان کے لیے منارۃ نورین کر روشنی عطا کرتے ہوئے میدانِ محشر میں لے جائے گا۔

### حدیث نمبر ۱۵ ————— محبت صحابہؓ

دہلی نے حضرت انس سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں :

إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِرَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي خَيْرًا أَلْقَى حُبَّ  
اصْحَابِي فِي قَلْبِهِ - (صواعقِ محرقہ ص ۵)

جب اللہ تعالیٰ میری امت کے کسی آدمی سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل میں میرے صحابہ کی محبت ڈال دیتا ہے۔

### حدیث نمبر ۱۶ ————— جس نے گالی دی

شاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :  
مَنْ سَبَّ اصْحَابِي فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ  
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ - (الشرف الموبد لآلِ محمد ص ۱۰۵)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

## حدیث نمبر ۱۷ — حضور کی شفاعت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شَفَاعَتِي مُبَايَعَةٌ إِلَّا لِمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي.

(الشرف الموبد ص ۱۰۳)

میری شفاعت (بہر مسلمان کے لیے) جائز ہے سوائے اس شخص کے جس نے میرے صحابہ کو گالی دی۔

## حدیث نمبر ۱۸ — شر پر لعنت

امام العلماء علامہ یوسف بن اسماعیل نجانی نور اللہ مرقدہ اپنی شہرہ آفاق کتاب الشرف الموبد لآل محمد (مطبوعہ مصر) میں رقم طراز ہیں کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

”إِذَا أَرَأَيْتُمُ الَّذِينَ يَسُبُّونَ أَصْحَابِي فَقُولُوا لِعَنَّةِ اللَّهِ عَلَى شَرِّكُمْ.“ (الشرف الموبد ص ۱۰۲)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیتے ہوں تو کہا کرو تمہارے شر پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔

## حدیث نمبر ۱۹ — شریر ترین لوگ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اِنَّ سِئْرَارَ اُمَّتِي اَجْدَرُ وَّهُمْ عَلَى صِحَابَتِي (الشرف الموبد ص ۱۰۲)

میری امت کے شریر ترین لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر بہت جری

ہیں۔ یعنی وہ لوگ جو میرے اصحاب کو برا بھلا کہنے میں جسارت کریں گے۔  
اجالے دور ہو جاتے ہیں اُن کے دل کے خانوں سے  
نہیں کرتے محبت جو محمدؐ کے غلاموں سے

### حدیث نمبر ۲۰ — حوضِ کوثر پر —

صواعقِ محرقہ میں علامہ ابن حجر مکی دارقطنی کے حوالے سے لکھتے ہیں  
”مَنْ حَفِظَنِي فِي أَصْحَابِي وَرَدَ عَلَيَّ الْحَوْضِ وَمَنْ  
لَمْ يَحْفَظْنِي فِي أَصْحَابِي لَمْ يَرِدْ عَلَيَّ الْحَوْضِ وَلَمْ  
يَرِنِي“۔ (صواعقِ محرقہ ص ۶)

جو صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ کرے گا وہ حوضِ کوثر پر وارد ہوگا اور  
جس نے صحابہ کے بارے میں میرا تحفظ نہ کیا وہ حوضِ کوثر پر نہیں آسکے گا اور  
نہ ہی اسے میرا دیدار نصیب ہوگا۔

جو رکھتا ہے صحابہؓ سے محبت  
وہی ہے مالکِ گلزارِ جنت

### حدیث نمبر ۲۱ —

امام ابو یعلیٰ حضرت انس سے روایت کرتے ہیں۔  
مَثَلُ أَصْحَابِي مَثَلُ الْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ لَا يَصْلُحُ  
الطَّعَامُ إِلَّا بِالْمِلْحِ۔ (صواعقِ محرقہ ص ۶)  
میرے صحابہؓ کھانے میں نمک کی مانند ہیں اور کھانا نمک ہی سے اچھا  
بتا ہے۔

## حدیث نمبر ۳۲

سرکار کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

أَصْحَابِي كَالنَّجْوَمِ بِأَيْتِهِمْ لِقَدْ كُنْتُمْ أَهْدَيْتُمْ

(الشرف لمؤبد ص ۱۰۱)

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم ان میں سے جس کی اقتدار کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر بالکل واضح ہو گیا کہ صحابہ کرام سے محبت و عقیدت رکھنا ایمان کی علامت ہے اور ان کی شان میں سب و شتم کرنا رسول کریم کی ناراضگی کا باعث اور منافقت کی نشانی ہے۔ ان روشن ترین دلائل و براہین کے ہوتے ہوئے ان پاک باز ہستیوں پر زبان طعن و راز کرنے کو خبیث باطن کا مذموم مظاہرہ ہی کہا جائے گا اور ایسی روش کو احکام خداوندی اور دین مصطفوی سے کھلی بغاوت کے مترادف ہی تصور کیا جائے گا۔ وہ لوگ جو ایسی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں وہ مندرجہ بالا احادیث کا بار بار مطالعہ کریں، سوچیں اور غور کریں اپنی جانوں پر ظلم نہ کریں۔ اس لیے کل قیامت کے دن ہم سب شفاعت رسول کے طلب گار ہوں گے اور حضور کا فرمان ہے کہ میں اس کی شفاعت ہرگز نہ کروں گا جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہے گا۔

صحابہ!۔ کون صحابہ؟۔ کس کے صحابہ ہیں؟۔ وہ صحابہ جو

رسول پاک کے دین معظم کے ہیں ہر کارے

صحابہ ہیں بفرمان محمد، صوفشاں تارے



## [ روافض ]

رافضی اپنے امام کو چھوڑ دینے والے کو کہتے ہیں۔

علامہ ابن طریح نجفی مجمع البحرین میں رافضہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ فرقہ ہے جنہوں نے حضرت سیدنا زید بن علی کو اس وقت چھوڑ دیا تھا جب آپ نے انہیں صحابہ کرام پر طعن کرنے سے منع فرمایا تھا۔ جب رافضہ کو پتہ چلا کہ یہ شیخین (صدیق و فاروق) رضی اللہ عنہما کو برا بھلا نہیں کہتے تو ان لوگوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ پھر یہ لقب ہر اس شخص کے لیے استعمال ہونے لگا، جس نے اس مذہب میں غلو اختیار کیا اور صحابہ پر طعن کرنے کو جائز قرار دیا۔ (حاشیہ صواعق محرکہ)

## [ حدیث نمبر ۲۳ ] مشرک ]

ابو ذر بروی نے حضرت جابر، حضرت حسن بن علی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ایک روایت بیان کی ہے اور ذہبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔

”يَكُونُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ يَسْمَعُونَ الرَّافِضَةَ  
يُرْفَضُونَ الْاِسْلَامَ فَاَقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِكُوْنَ“

(صواعق محرکہ ص ۵)

آخری زمانے میں روافض نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑ دے گی اسے جہاں پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ وہ مشرک ہے۔

## [ حدیث نمبر ۲۴ ]

ذہبی نے ایک اور روایت ابراہیم بن حسن بن حسین بن علی ان کے باپ

اور بعد اچھے بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَظْهَرُ فِي أُمَّتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ يُسَمُّونَ الرَّافِضَةَ  
يُرْفَضُونَ الْإِسْلَامَ . (صواعق محرقة ص ۵)

کہ آخری زمانے میں میری اُمت میں روافض نام کی ایک قوم ہوگی جو اسلام کو چھوڑے گی۔

### حدیث نمبر ۱۵

دارقطنی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "سَيَاتِي مِنْ بَعْدِي قَوْمٌ تَهُمُ الرَّافِضَةَ فَإِنْ أَدْرَكْتَهُمْ نَاقَلْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ مُشْرِكُونَ"۔

عنقریب میرے بعد ایک قوم ہوگی جن کا بُرا لقب ہوگا۔ جنہیں رافضی کہا جائے گا۔ اگر تو انہیں پائے تو قتل کر دینا کیونکہ وہ مشرک ہیں۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ میں نے غرض کیا یا رسول اللہ ان کی نشانی کیا ہوگی۔ تو سرکار نے فرمایا۔

يُقْرِطُونَكَ بِمَا لَيْسَ فِيكَ وَيُطْعِنُونَ عَلَى السَّلَفِ  
(صواعق محرقة ص ۵)

کہ وہ تمہاری طرف ایسی ایسی چیزیں منسوب کریں گے۔ جو تم میں موجود نہیں (تقیہ وغیرہ) اور سلف پر طعن کریں گے۔

## حدیث نمبر (۲۶) — جو انبیاء اور صحابہ کو گالیاں دے

طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ:  
 ”مَنْ سَبَّ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي  
 جُلِدَ۔ (صواعق محرقة ص ۵)

جو انبیاء کو گالی دے اسے قتل کیا جائے اور جو صحابہ کو برا بھلا کہے اسے  
 کوڑے مارے جائیں۔

ذرا ان فرماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کا مشاہدہ کریں  
 اور دیکھیں کہ رحمتہ للعلیین نے ایک خاص فرقے کا کس انداز میں ذکر کیا ہے  
 اور یہ بات بھی کھل کر سامنے آگئی کہ آیت رہ پیش آنے والے حالات بنی  
 کریم سے ہرگز پوشیدہ نہیں وہ لوگ بھی ان ارشادات پر غور کریں جو یہ کہتے  
 ہوئے نہیں تھکتے کہ بی اکریم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔۔۔

خصوصیت جو رسول اللہ سے کہتے ہیں بدتر ہیں

بفرمانِ خدائے دو جہاں، ظالم ہیں ابتر ہیں

محمد مصطفیٰ، علم حقیقت کے سمندر ہیں

جو ہیں منکر بنی کے علم کے وہ شعلہ شری ہیں



## فَضَائِل

# خلفائے اربعہ

از روئے

## قرآن مجید

خلفائے راشدین و مہدیین کے فضائل و مدارج میں قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ بکثرت مذکور ہیں۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جائے گا۔

### آیت نمبر ①

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى  
الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ جُجَّاءَ سُبْحَانَ  
يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا۔ (پارہ ۲۶ سورہ فتح آیت نمبر ۲۹)  
ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ  
دائے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔ تو انہیں دیکھے گا، رکوع کرتے  
سجدے میں گرتے اللہ تعالیٰ کا فضل و رضا چاہتے۔“

۱۔ علمائے اہل سنت کے نزدیک خلفائے رسول پانچ ہیں۔ جناب ابو بکر صدیقؓ، جناب  
عمر فاروقؓ، جناب عثمان غنیؓ، جناب حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ۔ حضرت عمر بن  
عبدالعزیزؓ کی خلافت کو بھی خلافت علی منہاج النبوت کا عکس کامل کہنے میں حرج نہیں۔



اس آیت پاک کے تحت حضرت علامہ علاء الدین بغدادی لکھتے ہیں۔ کہ  
 وَالَّذِينَ مَعَهُ سے مراد حضرت ابو بکر ہیں۔ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ  
 سے مراد حضرت عمر فاروق ہیں۔ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ سے مراد حضرت عثمان غنی ہیں  
 تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا سے مراد حضرت علی المرتضیٰ ہیں فَضْلًا مِنَ اللَّهِ  
 وَرِضْوَانًا سے مراد بقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔

(تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

اوپر والی آیت میں علامہ خازن نے جس ترتیب کے ساتھ آیت کے اجزائے  
 کو ترکیب کے گلدستے میں سجا کر خلفائے اربعہ کی عظمتوں کو بیان فرمایا ہے یہ  
 برحق اور قرآنی اسلوب کے مطابق ہے۔ جناب ابو بکر صدیق، پچپن سے جوانی  
 اور اعلان نبوت ہے۔ وصال تک، مکہ میں غار ثور میں۔ پہاڑوں میں،  
 غاروں میں۔ نخلستانوں میں بیابانوں میں۔ تنق و صحراؤں میں۔ دھوپ  
 میں چھاؤں میں۔ دینے کے گلزاروں میں، رحمت کی آبشاروں میں۔ سفر میں  
 حضر میں۔ غار میں مزار میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں رہے۔  
 اس لیے ”مَعَهُ“ سے مراد آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ جناب عمر فاروق نے  
 کافروں، بت پرستوں، توحید و رسالت کے منکروں پر قرآنی حکم کے مطابق سختی فرمائی  
 اور عدل و انصاف کا بول بالا کر دیا۔ منافقوں کے سرِ ظلم کر دیئے۔ یہاں تک کہ  
 آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بغض رکھنے والے ایک امام مسجد  
 کی گردن اڑادی کہ اس کے سینہ میں کینہ چھپا ہوا تھا۔ حضرت نے کافروں سے  
 زیادہ خطرناک ان کلمہ گو منافقوں کی دنیا اجاڑ دی جو بد بخت، اللہ کے بے مثل  
 رسول کو اپنی ٹہن سمجھتے اور حضور کے افعال کو اپنے کاموں پر قیاس کرتے تھے۔  
 اس لیے۔ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ سے مراد آپ ہی کی ذات ہو

سکتی ہے۔ جناب عثمان غنیؓ جن کی محبتوں کے چرچے زبانِ زدِ خاص و عام ہیں۔ آپ کے حلم و حیا کا تذکرہ تو زمین و آسمان کے کناروں تک جا پہنچا۔ جنت کے گلزاروں اور محلوں میں رہنے والی حوریں بھی حلم و حیا نے عثمان سے واقف ہیں۔ آپ کے نرم و نازک ذل و مزاج نے دکھی دنیا میں مسرتیں بانٹیں۔ آپ کے ترجم و مہربانی کے انداز نے چاہتوں کے گلشن کھلا دیئے۔ اس لیے —

”رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ“ سے مراد آپ ہی ہو سکتے ہیں۔ جناب مولا علی جن کی سخاوت کا غلغلہ چار دانگِ عالم میں ہے۔ مدینہ کے نخلستان و گلستان پہاڑوں کے درمیان سے گزرنے والی وادیاں اور بل کھاتی ہوئی چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں آپ کے جوڑ کی گواہ ہیں۔ جو مسجد کے صحن میں رکوع کی حالت میں ہاتھ کی انگلی سے انگوٹھی اتار کر سائل کو عطا کرنے والا ہو، جو ہر نماز کی ہر رکعت میں دو سجدوں کے درمیان جلوۂ جمالِ خداوندی کی زیارت کرنے والا ہو۔ وہی

تَرَاهُمْ رُكْعًا سَجْدًا سے مراد ہو سکتا ہے۔

## آیت نمبر ۲ — کشتی نوح کے کولون پر

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

”وَحَمَلْنَاہُ عَلٰی ذَاتِ السَّوَابِحِ وَدُسِّرُہُ تَجْرِیۡ  
یَا عَبُّنَا۔“

(پارہ ۲۴، سورہ قمر آیت ۱۲)

ترجمہ: ”اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو سوار کیا۔ تختوں اور کیلوں والی پر کہ ہماری نگاہ کے روڈ پر بہتی ہے۔“

اما کسانی نے اپنی کتاب قصص الانبیاء میں ذکر کیا ہے کہ حضرت

نوح علیہ السلام جب کشتی کا کچھ حصہ بناتے تو رات کو اسے زمین کا کیرا کھا جاتا۔  
حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں اس امر کا شکوہ کیا۔ اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا اس پر میری مخلوق کے اکابر کے نام لکھ دو۔ جناب نوح نے عرض کیا وہ  
کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُمْ أَصْحَابُ نَبِيِّ مُحَمَّدٍ  
أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ (وہ میرے  
نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب، ابو بکر، عمر، عثمان اور علی  
رضی اللہ عنہم ہیں۔)

فَكَتَبَهُمْ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى جَوَابِهَا الْاَرْبَعِ  
فَحَفِظَتْ.

حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی کے چاروں کونوں پر یہ اسماء تحریر کیں  
اور وہ کیرے سے محفوظ ہو گئی۔ علامہ شبلی نجی شافعی کہتے ہیں کہ جب امام کسائی رحمہ  
اللہ کے اس کلام کو اللہ تعالیٰ کے اس کلام (مندرجہ بالا آیت) کے ساتھ ملا کر غورو  
نوض کریں تو یہ عظیم راز افشا ہو گا اور آپ اس قضیت کو دیکھیں گے جس کے  
آگے ساری بلندیاں عاجز ہیں۔ (نور الابصار ص ۳)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ کے محبوب بندوں کے ناموں  
میں بھی برکت ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ رب اکبر جل جلالہ اپنے حبیب مکرم صلی  
اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کے ناموں کے وسیلے سے بلائیں دور فرماتا ہے۔  
مصائب کی آندھیاں چھٹ جاتی ہیں۔ اور انبیاء سے نسبت رکھنے والی اشیا  
کیرے مکھڑوں کی بیخ گنی سے محفوظ رہتی ہیں۔

خیال ہے حضرت نوح علیہ السلام سے ہزاروں سال بعد سرکار علیہ  
السلام کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ کے اصحاب بعد میں ہوئے

اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہزاروں سال پہلے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کی زمروں میں اپنے محبوب اور ان اصحاب کے چہرے اور شان و شکوہ کے تذکرے فرمائے۔ جو محبوب خدا کا کلمہ پڑھ کر۔ ان کے غلاموں اور جانثاروں پر زبان دراز کرے۔

اُس کی اس جحجیح کو کیا نام دوں

آیت نمبر ۴) ————— بے کینہہ سینے

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّمَّا كَانُوا فِيهَا

(پارہ ۸ سورۃ اعراف آیت ۴۲)

اور نکالا ہم نے ان کے سینوں سے کینہہ۔

حضرت علامہ مومنین شہلبنی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ التتحقیق کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز سُرخ یا قوت سے بنا ہوا ایک تخت لایا جائے گا۔ جس کا طول بیس میل ہوگا اور اس میں کوئی جوڑ وغیرہ نہ ہوگا۔ اس کی ترکیب اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ سے ہوگی۔ جناب ابوبکر صدیق اس پر تشریف فرما ہونگے پھر زرد یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا اس پر حضرت عمر فاروقؓ جلوہ افروز ہوں گے۔ پھر اسی طرح ایک سبز یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا۔ اس پر جناب عثمان غنیؓ متمکن ہوں گے۔ پھر اس کی مانند سفید یا قوت سے بنا ہوا تخت لایا جائے گا جس پر مولانا علیؓ جلوہ فگن ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان چاروں تختوں کو اترنے کا حکم دے گا۔ وہ عرش کے سایہ میں اتریں گے۔

”ثُمَّ تَسْبَلُ عَلَيْهِمْ خِيَمَةٌ مِّنَ الْمَدَرِ الرَّطْبِ“

پھر پر رونق موتیوں کا ایک ”خولبورت“ خیمہ ان پر لٹکایا جائے گا۔

وہ خمیہ اتنا وسیع ہوگا کہ اگر سات آسمان اور سات زمینیں اور ساری مخلوق کو جمع کر دیا جائے تو اس خمیہ کے ایک کونے میں سما جائیں۔ پھر چار پیالے پیش کیے جائیں گے۔ ایک ابو بکرؓ کے لیے ایک حضرت عمرؓ کے لیے، ایک حضرت عثمان کے لیے اور ایک حضرت علیؓ کے لیے ہوگا۔ حضرات خلفاء علیہم الرضوان ان پیالوں سے نوش فرمائیں گے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَتَزَعُنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ" اور نکال لہ ہم نے ان کے سینوں سے کینہ "اِحْوَانَا عَلٰی سُدْرٍ مُّقْتَابِلَيْنَ"۔ وہ ایک دوسرے کے سامنے بھائیوں کی طرح تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا کہ اپنے شعلوں کے جوش سے "تَقْذِفُ النَّوْءَ اِفْضًا وَالْكَافِرَ عَلٰی وَجْهِهَا فَيَكْشِفُ اللّٰهُ عَنْ اَبْصَارِهِمْ فَيَنْظُرُوْنَ اِلٰی مَنَازِلِ اُمَّةٍ مُّحَمَّدٍ فِي الْجَنَّةِ"۔

ترجمہ: تمام روافض اور کفار کو باہر پھینک دے اور اللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دے گا، وہ کفار و روافض اُمتِ رسول کے مقامات کو جنت میں دیکھیں گے اور کہیں گے:

هَؤُلَاءِ الَّذِينَ سَعَدَ بِهِمُ النَّاسُ

کہ ان سے بخت و عقیدت، کی وجہ سے لوگ نیک بخت ہوئے ہیں۔  
وَنَحْنُ شَقِيْنَا۔ کہ ان سے نفاق و دشمنی، کی بنا پر ہم بد بخت رہے ہیں۔  
شَقِيْرٌ ذُوْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ۔

” پھر ان کو دوزخ میں واپس کر دیا جائے گا۔“

(نور الابصار ص ۳)

ہے کہ اپنی خوش نصیبی؛ جو مذکورہ آیت کی تفسیر پر غور کر کے مصطفیٰ کریم

کے غلاموں کی غلامی کر کے خود کو جنت کا حقدار بنا لے، ہے کوئی مخدومہ کا بیٹا  
کا بیٹا جو اپنے نانا کے محبوب غلفار کے ناموں کو اپنی زبان کا درد بنا لے اور دل کا  
گلشن لے۔

## آیت نمبر ۴ — تفسیر رسول

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا  
وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَصَّوْا بِالْحَقِّ وَتَوَصَّوْا بِالصَّبْرِ

(پارہ ۲۰ سورۃ والعصر)

ترجمہ: قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان ضرور خسارہ میں ہے، سوائے ان  
(خوش نصیبوں) کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے، اور ایک دوسرے  
کو حق کی تلقین کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی تاکید کرتے رہے۔

تفسیر خطیب میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں  
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سورہ والعصر کی تلاوت کی  
اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی تفسیر فرمائیے۔ جناب رسالت مآب  
علیہ السلام نے فرمایا۔

وَالْعَصْرِ۔ اللہ تعالیٰ کی قسم ہے تمہارے رب نے دن کے آخری  
حصہ کی قسم اٹھائی ہے۔ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ سے مراد ابو جہل  
ہے إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا سے مراد ابو بکر ہے وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سے  
مراد عمرؓ ہے وَتَوَصَّوْا بِالْحَقِّ سے مراد عثمانؓ ہے وَتَوَصَّوْا بِالصَّبْرِ  
سے مراد علیؓ ہے۔ لکھا ہے کہ اس طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے  
منبر پر لوگوں سے خطاب کیا تھا۔  
(نور الابصار ص ۴)

# خلفائے رسولؐ

ازرقی

## حدیث رسولؐ

### حدیث نمبر ① چار قطرے

علامہ شبلی بنی الروض الفائق کے حوانے سے رقم طراز ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ اے ابو بکر خَلَقَنِي اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ جَوْهَرَةٍ مِنْ نُورٍ، اللہ نے مجھے نوری جوہر سے پیدا فرمایا۔

پھر اس کی طرف اپنی نظر رحمت فرمائی اور مجھے اپنے حضور میں رکھائیں جہاں سے پسینہ پسینہ ہو گیا اور مجھ سے چار قطرے ساقط ہوئے۔ اے ابو بکر پہلے قطرہ سے تجھے پیدا کیا۔ دوسرے سے عمرؓ کو تیسرے سے عثمانؓ کو اور چوتھے سے علیؓ کو پیدا فرمایا۔

فَنُورِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَنُورِ عُمَرَ وَعُثْمَانَ وَ  
عَلِيٍّ مِنْ نُورِي۔

(نور الانصار ص ۶۶)

اے ابو بکر تیرا نور اور عمر، عثمان اور علی کا نور میرے نور سے ہے۔



## حدیث نمبر ۵ — پھل کے چار ٹکڑے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا میں (شبِ اسری) جنت میں گیا۔ اس کے باغات اور نہروں کی سیر کر رہا تھا کہ اچانک میرے ہاتھ میں ایک پھل آیا۔ میں نے اسے پکڑا تو وہ چار ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اور ہر ٹکڑے سے ایک حورِ ظاہر ہوئی جو اتنی خوبصورت تھی کہ لَوْ أَخْرَجْتُ ظُنُهَا لَفَتَّتْ أَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ کہ اگر وہ اپنا ایک ناخن ظاہر کر دے تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق فتنہ میں پڑ جائے۔

وَلَوْ أَخْرَجْتُ كَفِّهَا لَفَلَبَّ ضَوْءُهَا ضَوْءَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ۔ اور اگر اپنا ہاتھ باہر نکالے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کی روشنی پر غالب آجائے۔ وَلَوْ تَبَشَّتْ لَمَلَأَتْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ مِسْكًَ مِنْ رَائِحَتِهَا۔ اور اگر تبسم کرے تو اس کے مُنہ کے خوشبو سے زمین و آسمان معطر ہو جائیں۔ میں نے ایک حور سے کہا کہ تو کس کے لیے ہے۔ اس نے جواب دیا ابو بکر کے لیے۔ میں نے اسے کہا کہ اپنے شوہر کے محل میں چلی جاؤ۔ پس وہ چلی گئی۔ دوسری حور سے میں نے دریافت کیا تو کس کے لیے ہے۔ اس نے کہا عمر بن خطاب کے لیے۔ میں نے کہا اپنے شوہر کے مکان میں چلی جا۔ وہ ادھر چلی گئی تیسری سے میں نے پوچھا تو اس نے جواب دیا۔

لِلْمُخْتَضِبِ بِدَمِهِ الْمُقْتُولِ ظُلْمًا عَثْمَانَ  
بُنِ عَفَّانَ۔



میں اس کے لیے ہوں جو ظلماً قتل ہوگا اور اپنے ہی خون سے زنگا ہوگا۔ وہ  
عثمان بن عفان ہے۔ میں نے کہا اپنے رفیق حیات کے گھر چلی جاؤ۔ چوتھی  
حور سے میں نے پوچھا۔ لِمَنْ أَنْتِ؟ تو کس کے لیے ہے فَسَكَنْتِ  
شُقَّ قَالَتْ۔ پہلے تو وہ خاموش رہی۔ پھر بولی۔

وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اللّٰهُ كِي قَمِ اَسْمَا اللّٰهُ كِي رَسُوْلٍ !  
اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَنِىْ عَلٰى حُسْنٍ نَّاطِمَةً وَّلَقَدْ  
سَمَّٰنِىْ عَلٰى اِسْمِهَا۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے جمالِ فاطمہ پر پیدا فرمایا اور میرا نام بھی انہی کے نام پر رکھا  
ہے۔

وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى زَوَّجَنِىْ مِنْ عَلِيٍّ بِنِ ابْنِ طَالِبٍ  
قَبْلَ اَنْ يَّتَزَوَّجَ فَاطِمَةَ بِالْفِ عَامِرٍ۔  
اور اللہ تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب سے میرا نکاح سیدہ فاطمہ کے  
نکاح سے ایک ہزار پہلے کیا ہے۔ (نور الابصار ص ۴)

حدیث نمبر ۳ ————— مؤمن کے دل میں —————

حضور علیؑ سلام کا ارشاد گرامی ہے:  
لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ هَؤُلَاءِ الْاَرْبَعَةِ اِلَّا فِي قَلْبِ  
مُؤْمِنٍ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ۔  
ابوبکر، عمر، عثمان اور علی، ان چاروں کی محبت صرف مؤمن ہی کے دل  
میں ہوتی ہے۔

(نور الابصار ص ۵)

## حدیث نمبر ۴

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ حُبَّ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ كَمَا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ الصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ وَالصَّوْمَ وَالْحَجَّ فَمَنْ ابْغَضَ وَاحِدًا مِنْهُمْ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةً وَلَا زَكَاةً وَلَا صَوْمًا وَلَا حَجًّا يَحْتَرُّهُ مِنْ قَبْرِهِ إِلَى الْمَنَارِ“

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی محبت تم پر ایسے ہی فرض کی ہے۔ جیسے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ فرض کیا ہے جس نے ان میں کسی ایک سے بھی بغض و عناد رکھا، اللہ تعالیٰ اس کی نماز، روزے، حج اور زکوٰۃ قبول نہیں فرمائے گا۔ اور اسے قبر سے اٹھا کر سیدھا دوزخ میں بھیجے گا۔ (نور الابصار ص ۴)

ابو بکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اہل ایمان کے لیے فرض کا درجہ رکھتی ہے۔ جس طرح نماز، روزہ، حج، اور زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر ان چار خلفائے رسول میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض و عناد رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا کوئی نیک عمل اپنی بارگاہ میں قبول نہیں فرماتا۔ جس کے سینے میں بغض کے شعلے اُٹھ رہے ہوں۔ مولائے کائنات علی المرتضیٰ فرماتے ہیں کہ سرکار علیہ السلام کا فرمان ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن صفائی کا موقع بھی نہ مل سکے گا اور اُسے قبر سے اُٹھا کر سیدھا شعلے اُگلتے

دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اہل سنت کو جو خلفائے رسول کو اپنے آقا اور پیشوا تسلیم کر کے تعظیم بجالاتے ہیں اور ان کی عقیدت و محبت کو ایمان و اسلام کا حسن تصور کرتے ہیں۔ اور دعوتِ فخر دیتا ہوں روافض و خوارج کو جو محبوبِ خدا کے محبوبوں کو گالیاں دے کر اپنے دین و ایمان کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ یہ چاروں خلفائے رسول، صاحبِ کردار بھی ہیں اور شوکتِ ابرار بھی۔ یہ اللہ کے آخری رسول کے جاں نثار بھی ہیں اور مددگار بھی۔ سہ

نبی کے یار، اہل دین کے رہبر  
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمان و حیدر

### حدیث نمبر ⑤ — چاروں کو پسند فرمایا —

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا نے فرمایا  
بے شک میرے اصحاب کو دونوں جہانوں میں پسند فرمایا۔ وَ اِخْتَارَ  
لِي مِنْ اَصْحَابِي اَرْبَعَةً اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَ  
عُثْمَانَ وَعَلِيًّا فَجَعَلَهُمْ خَيْرَ اَصْحَابِي وَفِي  
اَصْحَابِي كُلِّهِمْ خَيْرٌ لِي

اور میرے لیے میرے چار اصحاب کو پسند فرمایا اور وہ ابوبکر، عمر  
اور عثمان و علی ہیں۔ پس انہیں میرے بہتر اصحاب مقرر کیا اور میرے تمام  
صحابہ میں بہتر بنایا۔

## حدیث نمبر ۶

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔  
کہ رسول کریم نے مجھے فرمایا۔

يَا عَلِيُّ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَتَّخِذَ أَبَا بَكْرٍ وَزَيْرًا وَ  
عُمَرَ مُشِيرًا وَعُثْمَانَ سَنَدًا وَإِيَّاكَ ظَهِيرًا أَنْتُمْ  
أَرْبَعَةٌ فَقَدْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَكُمْ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَا  
يُحِبُّكُمْ إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ وَلَا يَبْغِضُكُمْ إِلَّا فَاجِدٌ أَنْتُمْ  
خَلَائِفُ نَبِيِّنِي وَعَقْدَةُ ذِمَّتِي وَحُجَّتِي عَلَى أُمَّتِي  
لَا تَقَاطِعُوا، وَلَا تُدَابِرُوا، وَلَا تُعَاقِبُوا لَه

اے علیؑ مجھے اللہ نے حکم فرمایا ہے کہ میں ابو بکر کو وزیر، عمر کو مشیر، عثمان  
کو سہارا اور تجھے اپنا مددگار بناؤں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُمّ الکتاب میں وعدہ  
لیا ہے کہ تم سے مومن کے بغیر کوئی محبت نہیں کرے گا۔ اور تم سے بغیر فاجر  
کے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ تم میری نبوت کے خلفاء ہو۔ میرے ذمہ کی بیعت  
لینے والے ہو اور میری اُمت پر محبت ہو، میری اُمت کے لوگ تم سے مقاطعہ  
نہیں کریں گے اور نہ تم سے مُنہ پھیریں گے اور نہ تمہاری نافرمانی کریں گے

## حدیث نمبر ۷

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

لہ الریاض النضرہ جلد ۱ ص ۴۷

وسلم نے فرمایا۔ يُحِبُّهُمْ كَعَيْنِي الْأَرْبَعَةَ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ وَيُبْغِضُهُمْ  
 اَعْدَاءَ اللَّهِ۔ ان چاروں سے محبت کرنے والے اللہ کے دوست  
 ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے اللہ کے دشمن ہیں۔

### حدیث نمبر ۵

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 ”أَبُو بَكْرٍ وَزَيْدِي وَالْقَائِمَةُ فِي أُمَّتِي وَعُمَرُ حَبِيبِي  
 وَيَنْطِقُ عَلِيٌّ لِسَانِي وَعُثْمَانُ مِنِّي وَعَلِيٌّ أَخِي وَصَاحِبُ لَوَائِي  
 (الرياض النضرة جلد ۱ ص ۲۸)

ابو بکر میرا وزیر اور میری اُمت میں قائم ہے۔ عمر میرا حبیب ہے اور میری  
 زبان پر بولتا ہے۔ عثمان مجھ سے ہے۔ علی میرا بھائی اور علمبردار ہے۔

### حدیث نمبر ۹ — عرش پر تخریر

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ اور دادا سے روایت  
 بیان کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کیا میں تجھے عرش پر لکھے  
 ہوئے کی خبر نہ دوں۔ ہم نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ ضرور فرمائے۔ آپ نے  
 فرمایا عرش پر لکھا ہوا ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
 أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، عُمَرُ الْفَارُوقُ، عُثْمَانُ الشَّهِيدُ، عَلِيُّ  
 الرِّضَا (الرياض النضرة ص ۵۲)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد اللہ کے رسول۔ ابو بکر صدیق ہیں، عمر فاروق  
 ہیں۔ عثمان شہید اور علی رضا ہیں۔

## حدیث نمبر ⑩ — لوئے حمد پر لکھا ہے —

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار علیہ السلام سے لو ارا الحمد کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ اس کے تین پرت ہوں گے۔ اُن دونوں میں سے ہر گوشہ آسمان اور زمین کے درمیان ہوگا۔ پہلے کونے پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سورہ فاتحہ لکھی ہوگی۔ دوسرے پر لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوگا اور تیسرے پر اَبُو بَکْرٍ الصِّدِیْقُ، عُمَرُ الْفَارُوْقُ، عَثْمَانُ ذُو النُّوْرَیْنِ، عَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ لکھا ہوگا۔

(الریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۸)

## حدیث نمبر ⑪ —

علامہ صفوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الفردوس کے حوالے سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اَبُو بَکْرٍ تَاجُ الْاِسْلَامِ۔ حضرت ابو بکرؓ اسلام کا تاج ہے۔  
وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ حُلَّةُ الْاِسْلَامِ۔ عمرؓ بن خطاب اسلام کا لباس  
ہیں۔

وَعَثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ اِكْلِيلُ الْاِسْلَامِ۔ عثمانؓ بن عفان اسلام  
کا مرصع تاج ہے۔

وَعَلِیُّ بْنُ اَبِی طَالِبٍ طِیْبُ الْاِسْلَامِ۔ علیؓ اسلام کا طیب ہے۔

(نزہت المجالس جلد ۲ ص ۲۲۵)

اس حدیث مبارکہ میں چاروں خلفاء کی عزت و توقیر اور شان شوکت کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت ابو بکر اسلام کا تاج، عمر لباس، عثمان، مرصع تاج اور مولانا علی اسلام کا طبیب ہے۔ اور طبیب بیماروں کے علاج کرنے والے کو کہتے ہیں۔ کہنا پڑے گا کہ تاج اور تاجدار، حُلّہ اور حُلّہ پوش بڑی عظیموں کے مالک ہیں۔ بڑا بلند مقام رکھتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ جب سلامی قوتیں کمزور ہو جائیں۔ حسد اسلام علیل ہو جائے۔ شجر اسلام کی کوئی ٹہنی سوکنے لگے۔ گلشن اسلام کے گلوں کی پتیاں مڑ جانے لگیں۔ تو اسلام کے طبیب کو آواز دینا لازم ہو جاتا ہے۔ دنیا سے اسلام کو گننے والی ہر بیماری کا علاج اس طبیب کے پاس ہے۔ جسے پیغمبر اسلام، ابو تراب کے نام سے پکارتے تھے۔

(کرم اللہ وجہہ)

## عجیب و غریب

امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے مکرمہ میں اسقف (جو پہلے نصرانی تھا، کو طواف کعبہ کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے اسے کہا تمہیں اپنے آباؤ اجداد کے دین سے کس نے نکالا۔ اس نے جواب دیا میں نے اس سے بہتر بدل حاصل کیا ہے۔ شافعی فرماتے ہیں، میں نے پوچھا وہ کیسے۔ اس نے کہا: ایک دفعہ میں سمندر میں کشتی پر سوار تھا۔ جب ہم سمندر کے درمیان پہنچے، تو کشتی ٹوٹ گئی اور ہم پانی کی لہروں کی لپیٹ میں آ گئے۔ وہ مجھے اُدھر اُدھر دھکیلتی رہی۔ حتیٰ کہ مجھے ایک جزیرہ میں پھینک دیا۔ جس میں بہت سے درخت تھے ان کے پھل شہد سے میٹھے اور مکھن سے نرم تھے۔ وہاں ایک میٹھے پانی کی نہر تھی میں نے اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور خیال کیا کہ ان درختوں کے پھل کھاتا رہوں۔

اور نہر سے پانی پتیا رہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرما دے۔ جب شام ہوئی تو میں جنگلی جانوروں کے خطرے کے پیش نظر ایک درخت پر چڑھ گیا اور اس کی شاخوں پر سو گیا۔ جب آدھی رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ پانی کی سطح پر ایک جانور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بایں الفاظ کرتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ الْمُخْتَارُ  
اللہ عزیز و جبار کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد رسول اللہ نبی مختار ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ صَاحِبُهُ فِي الْغَارِ — عُمَرُ الْفَارُوقُ فَاتِحُ الْأَمْصَارِ  
ابو بکر صدیق ان کے یار غار ہیں۔ عمر فاروق شہمروں کے فتح کرنے والے ہیں  
عُثْمَانُ الْقَتِيْبِيُّ فِي الدَّارِ — عَلِيٌّ سَيْفُ اللَّهِ عَلَى الْكُفَّارِ  
عثمان اپنے گھر میں شہید ہونے والے اور علی کافروں پر اللہ کی تلوار ہیں۔

فَعَلَى مَبْغِضِهِمْ لَعْنَةُ الْعَزِيزِ الْجَبَّارِ

وَمَا وَاهُ النَّارُ وَبِئْسَ الْقَرَارُ

اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ جو بہت برا ٹھکانا ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ اسقف نے کہا کہ وہ جانور صبح تک

یہی کلمات بار بار کہتا رہا اور جب فجر طلوع ہوئی تو کہنے لگا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الصَّادِقُ الْوَعْدِ وَالْوَعِيدُ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سچے وعدہ و وعید والا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ الْهَادِي الرَّشِيدُ



محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے رسول اور ہادی و مرشد ہیں۔

أَبُو بَكْرٍ الْمَوْفِقُ لِلتَّشْدِيدِ  
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ سُورَةُ مِنْ حَدِيدٍ

ابو بکر درستی کی توفیق دینے گئے اور عمر بن خطاب لوہے کی فصیل ہیں۔

عُثْمَانُ الْفَضْلُ الشَّهِيدُ

اور عثمان مجسم فضیلت اور شہید ہیں۔

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ ذُو الْبَأْسِ الشَّدِيدِ

علی بن ابی طالب قوی سے قوی تر ہیں۔

فَقَلَى مُبْغِضَهُمْ لَعْنَةُ الْمَلِكِ الْمَجِيدِ

اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی لعنت۔

پھر میں جنگل کی طرف گیا تو عجیب و غریب جانور دیکھا جس کا سر شتر مرغ

کی اور منہ انسانوں جیسا تھا۔ ٹانگیں اونٹ کی مثل اور دم مچھلی جیسی۔ میں اس سے

ڈر کر بھاگا۔ تو مجھے دیکھ کر اس نے فصیح زبان میں کہا رُک جا ورنہ ہلاک کر دینے

جاؤ گے۔ میں رُک گیا۔ اس نے کہا تیرا دین کیا ہے۔ میں نے کہا نصرانی ہوں

اس نے کہا دین ضیف کی طرف لوٹ آؤ۔ کیوں ہلاک ہوتے ہو۔ میں مسلمان

جنوں کے گھروں میں گیا۔ ان جنوں میں سے وہی نجات پائے گا۔ جو مسلمان ہوگا

میں نے کہا۔ کیسے اسلام قبول کروں اس نے کہا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ کہو۔ میں نے یہ کہہ کر اسلام قبول کر لیا۔

پھر اس نے کہا تَقِمُوا إِسْلَامَكُمْ بِالرَّضَى عَلَيَّ أَبِي بَكْرٍ

وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ۔ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کو راضی کر کے

اپنے دین کو کامل کر۔

میں نے اس سے پوچھا تمہیں اس دین کی کس نے خبر دی۔ اس نے کہا ہماری ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو جنت فصیح زبان میں ندا کرتی ہوئی آئے گی اور کہے گی اے اللہ تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ میرے ارکان کو پورا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

قَدْ شَيْدَتْ أَرْكَانَكَ بِأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَزَيْنَتِكَ بِالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ۔ میں نے تیرے ارکان ابو بکر، عمر، عثمان اور علی کے ساتھ مضبوط کیے ہیں اور تجھے حسن و حسین کے ساتھ مزین کیا ہے۔“

اس کے بعد اس جا توڑنے کہا۔ تم یہاں رہنا چاہتے ہو یا اپنے وطن واپس جانا چاہتے ہو۔ میں نے اپنے گھر آنے کی خواہش کی۔ اس نے کہا ذرا ٹھہرو اور صبر کرو ابھی سواری آتی ہے۔ مھنٹوری دیر بعد ایک شتی آئی۔ میں نے ان کو اشارہ کیا۔ انہوں نے میری طرف شتی بھیجی۔ اس شتی میں بارہ شخص تھے اور وہ بھی سب کیسے سب نصرانی تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچے۔ میں نے سارا واقعہ بیان کیا۔ وہ حیران ہوئے اور وہیں سب رسول کی برکت سے مسلمان ہو گئے۔ (نور الابصار ص ۷)

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سمندروں اور جنگلوں میں رہنے والے جا نوروں کا رعبہ السلام اور آپ کے خلفاء کو جانتے ہیں۔ پہچانتے ہیں۔ گمگشتہ راہ لوگوں کی رہنمائی بھی کرتے ہیں۔ اور حضور کے پیارے اصحاب و خلفاء کا نالہ کر حق کی طرف لوگوں کو لاتے ہیں۔ جب صحراؤں، جنگلوں اور دریاؤں کے جا نورا تنا شعور رکھتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ انسان جس کا

حیات ہی راہِ حق کی تلاش ہے۔ کیوں بغض و عناد کے جہنم جل رہا ہے آیتے  
مصطفیٰ کریم کے غلاموں کا دامن تمام کھنور کے در دولت تک رسائی حاصل  
کریں اور ابو بکر و عمر اور عثمان و حیدر کی عظمتوں کے سامنے تسلیم خم کر کے  
ان چاروں کی شان میں نغمہ سرا ہوں اور ان حقیقتوں کو مان لیں۔

نبیؐ کی چشمِ رحمت بار کے شاہکار ہیں چاروں

رسول پاک کے اصحاب کے سالار ہیں چاروں

صداقت کی ضیاء، چرخِ حیا و عدل کے تارے

شجاعت کے ہر اک میدان کی لٹکار ہیں چاروں

دنیاۓ محبت و عقیدت میں بسنے والے یہ نعرہ لگانے میں کسی قسم کی

باک محسوس نہیں کرتے۔ کہ

ہیں ابو بکرؓ عکسِ علمِ مصطفیٰؐ

ہیں حیا کی کان عثمانؓ غنیؓ

ہیں عمرؓ زعبِ شہِ ہر دوسرا

ہیں در فیضِ نبیؐ شیرِ خداؓ



ہیں حسنؓ تنویرِ حسنِ مصطفیٰؐ

حضرتِ شبیرؓ شاہِ کربلا

بعضہٗ جہیمِ نبیؐ خیر النساءِؓ

پر تو اجلالِ شاہِ دو جہاں



# حضرات شیخین - ابو بکر و عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہما

## حدیث نمبر ① — جنت کے سردار

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ: **سُئِلَ بِرِيمٍ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ** نے فرمایا: **أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كَهْرُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ إِلَّا النَّبِيَّ وَالْمُرْسَلِينَ لَا تُخْبِرُ هَمَايَا عَلِيٍّ مَا دَامَا حَيَّيْنِ**۔

سنن ابن ماجہ شریف ص ۱۰۰ - ترمذی شریف جلد ۲ ص ۱۰۰

ترجمہ: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت کے اوجیر عمر اگلے اور پچھلے لوگوں کے سردار ہیں سوائے انبیاء و مرسلین کے۔ اے علیؑ! جب تک دونوں حیات میں انہیں اس چیز کی خبر نہ دینا۔

## حدیث نمبر ② — اقتداء شیخین

حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا: نہ جانے تمہارے درمیان (اس عالم ناسوت میں بظاہر) کتنی دیر موجود رہوں۔

**فَأُقْتَدُ وَابَا لَّذِينَ مِنْ بَعْدِي وَأَسْتَارُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ**۔ (جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۷۷ سیدہ کمبلی کراچی)

ترجمہ: اور شیخین (ابوبکر و عمر) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (ان) میرے بعد لوگوں کی اقتدار کرنا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آنے والے حالات کی نقاب کشائی فرماتے ہوئے واضح کر دیا کہ میرے وصال کے بعد میری امت کے مقتدار کون ہوں گے آپ کے اس ارشاد کے بعد بھی اگر کوئی خلافت کے معاملات میں جھگڑا کرتا ہے تو پھر اس کا ایک ہی مقصد ہے کہ وہ حضورؐ کے فرمانِ عالی شان کا درپردہ انکار کر رہا ہے۔ اور آقا علیہ السلام کے فرامین کا انکار کرنا، دین و مذہب اور اسلام کے ساتھ غداری اور آئینِ حق سے بغاوت کے مترادف ہے۔

### حدیث نمبر ۳۰ — کان اور آنکھ

حضرت عبداللہ بن خطاب سے مرسلہ روایت ہے کہ سیدہ کائنات نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

هَذَا اِنْ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ (ترمذی جلد ۲ ص ۲۰۸)

ترجمہ: یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں

### حدیث نمبر ۴ — دو وزیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے لیے دو آسمان والوں اور دو زمین والوں میں سے وزیر ہوتے ہیں تو میرے آسمان والے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل ہیں۔

وَأَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ فَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ



“  
عالم ماکان ویکون حقائق کو آشکارہ فرمادیا۔

## حدیث نمبر ⑤ — فضائل عمر اور عمر نوح

حضرت سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حضرت عمرؓ کے فضائل کے متعلق بتائیے حضورؐ نے فرمایا: اے عمار! تو نے مجھ سے وہ بات دریافت کی ہے جو میں نے جبرائیل سے پوچھی تھی۔ جبرائیل نے مجھے کہا تھا: يَا مُحَمَّدُ لَوْ مَكَثْتُ مَعَكَ مَا مَكَثْتُ نُوْحٌ فِي قَوْمِهِ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَصِيْنٌ عَامًا اُحَدِّثُكَ فِي فُضَائِلِ عُمَرَ مَا نَقَدْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اگر میں آپ کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کے مطابق نوسو بچاس برس رہوں اور فضائل عمر بیان کرتا رہوں تب بھی وہ ختم نہ ہوں گے۔

وَ اِنَّ عُمَرَ لِحَسَنَةٍ يُّهَمِّنُ حَسَنَاتِ اَبِي بَكْرٍ  
اور بے شک عمر ابو بکر کی نیکیوں میں سے ایک ہے۔

(صواعق محرقة ص ۲۵۲)

## حدیث نمبر ⑥ — اہلی و اہل اللہ

حضرت رحمت عالم کا ارشاد ہے  
”عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ اَهْلِي وَ اَبُو بَكْرٍ  
وَ عُمَرُ اَهْلُ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنْ اَهْلِي“

(صواعق محرقة ص ۲۵۱)

ترجمہ: حضرت علیؑ، سیدہ فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ میرے اہل ہیں اور ابو بکر و عمرؓ اہل اللہ ہیں اور اہل اللہ میرے اہل سے بہتر ہیں۔  
 حدیث مذکورہ میں کس قدر اپنائیت اور یگانگت کا اظہار فرمایا جا رہا ہے تاکہ میری امت، میری اولاد و ذریت اور اصحاب و اصحاب کے ساتھ احترام و محبت سے پیش آئیں اور ان دونوں کو صرف نہ جانے اور فرقہ واریت کا شکار نہ ہوں۔

### حدیث نمبر ۵ ————— قلب مؤمن

شاہ دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:  
 ”لَا يَجْتَمِعُ حُبُّ عَلِيٍّ وَ بَغْضُ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ فِي قَلْبِ مُؤْمِنٍ“  
 (صواعق محرقة ص ۵۳) —————  
 ترجمہ: حضرت علیؑ کی محبت اور بغض ابی بکر و عمر مومن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔

حدیث نمبر ۸ کو بار بار پڑھیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ جس دل میں علی المرتضیٰ کی محبت کا دریا موجزن ہوگا۔ اس میں ابو بکر و عمرؓ کا بغض و عناد ہرگز جگہ نہ پاسکے گا۔ اگر کوئی ایسا دیکھیں تو سمجھ لیں کہ یہ مومن کا دل نہیں۔ کیونکہ فیصلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔

### حدیث نمبر ۹ ————— فرشتوں کو محبت ہوگئی

امام حسن بن علی علیہما السلام کا فرمان ہے کہ ایک بار حضورؐ نے جناب ابو بکر و عمرؓ کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔ میں تم دونوں سے محبت کرتا ہوں



اور جس میں محبت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرنے لگتا ہے  
 وَاللَّهُ أَشَدُّ حُبًّا لَّكُمْ مِثِّي، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتُحِبُّكُمْ  
 اللہ تعالیٰ کو تم دونوں کے ساتھ مجھ سے زیادہ محبت ہے، اور تم دونوں سے  
 فرشتوں کو بھی محبت ہوگئی ہے، کیونکہ خدا تعالیٰ کو تم سے محبت ہے۔  
 أَحَبَّ اللَّهُ مَنْ أَحَبَّكُمْ مَا - خدا اس سے محبت فرمائے جسے تم دونوں  
 سے محبت ہو۔ وَالْبُغْضُ مَنْ أَبْغَضَكُمْ مَا - خدا اس کا دشمن ہو  
 جائے۔ جس کو تم دونوں سے دشمنی ہو۔

### حدیث نمبر ۱۰

مولائے کائنات حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے فرمایا:

مَا وُلِدَ فِي الْإِسْلَامِ مَوْلُودٌ أَزْكَىٰ وَأَطْهَرُ مِنْ أَبِي  
 بَكْرٍ وَعُمَرَ

کہ اسلام میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ پاک و صاف کوئی  
 پیدا نہیں ہوا۔

### حدیث نمبر ۱۱

مولا علی کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض

۱۔ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۰۲۔

۲۔ " " " " ص ۲۰۳۔

کیا گیا یا رسول اللہ ہم آپ کے بعد کسے حاکم بنائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا  
 اگر تم ابو بکر کو حاکم مقرر کرو گے۔ تَجِدُوهُ اَمِيْنًا زَاهِدًا فِي  
 الدُّنْيَا وَرَاغِبًا فِي الْاٰخِرَةِ۔ تو انہیں تم امین، دنیا سے بے رغبت  
 اور آخرت پر راغب پاؤ گے۔ اور اگر تم عمر کو حاکم مقرر کرو گے۔ تَجِدُوهُ  
 اَمِيْنًا قَسِيْمًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةً لّٰعِيْمًا۔ تو انہیں  
 امانت دار، قوی پاؤ گے، وہ خدا کے بارے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈریں  
 گے۔ اور اگر کبھی تم علی کو حاکم مقرر کرو گے۔ وَلَا اَرَاكُمْ فَاعِلِيْنَ  
 اور تم مجھے ایسا کرتے دکھائی نہیں دے رہے ہو۔ تَجِدُوهُ هَادِيًا  
 مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمْ الطَّرِيْقَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ تو تم  
 انہیں ہادی و رہنما، مہدی، پیشوا پاؤ گے، اور وہ تمہیں سیدھے راستے پر  
 لے چلیں گے۔

### حدیث نمبر ۱۲ — آیت کی تفسیر میں —

حضرت عبداللہ بن عباس کا قول ہے کہ خدا کی قسم ابو بکر و عمر کا حاکم بننا  
 کتاب اللہ میں موجود ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔ وَاِذَا سَرَ النَّبِيُّ  
 اِلَى بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا۔ اور جب نبی نے اپنی بیوی سے راز  
 کی بات کی۔

حضور نے اُمّ المؤمنین حفصہ سے فرمایا تھا۔ اَبُوْكَ وَاَبُو

۱۔ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۰۲۔

۲۔ پارہ ۲۸ سورہ تحریم آیت ۳۔

عَائِشَةَ أَوْلِيَاءَ الْبَنَاتِ بَعْدِي - فَإِنَّكَ أَنْ تُخْبِرِي  
بِهِ أَحَدًا لِي تِيرَ أَبَاكِ وَأُمَّكِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَمَا بَابُ مِيرَسَ بَعْدَ لُغَوِيٍّ كَالِ  
وَالِي لَيْسَ حَاكِمًا هُوَ لَكِ وَأَنْ تَكُونِي بِهَا كَمَا كُنْتِ بِهَا -

## شامتان شیخین

کا  
انجام

امام مستغفری نے ایک روایت اکابرین سلف سے نقل کی ہے۔ وہ کہتے  
ہیں کہ میرا ایک ہمساہ تھا حضرت ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ کو برا بھلا کہتا  
تھا۔ ایک رات میں نے حضور عالیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابو بکر  
صدیقؓ آپ کے دائیں طرف ہیں اور عمر فاروقؓ آپ کے بائیں طرف ہیں میں  
نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ایک ہمساہ ہے جو ان دونوں  
بزرگوں کی شان میں گستاخی کر کے مجھے تکلیف دیتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا  
اسے قتل کر دو۔ جب صبح ہوئی تو میں نے سوچا چلو چل کر دیکھیں تو یہی کہ اس کا  
کیا بنا ہے۔ جب میں اس کے محلہ میں پہنچا تو اس کے گھر سے شور و غوغا سنائی  
دے رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہاں کیا ہوا ہے۔ معلوم ہوا کہ کل اس کے گھر آ کر کسی  
نے اسے قتل کر دیا ہے۔

اسی طرح امام مستغفری نے دلائل النبوة میں ایک سلف صالح کا بیان

۱۰ نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۰۳۔

۱۱ شواہد النبوة مترجم علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ۔

نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں بچپن میں ایک شخص کا شاگرد تھا جو مجھے مذاہبِ رافضہ کی طرف مائل کرتا تھا اور میں اس کے کہنے پر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف متوجہ ہیں۔ اچانک میری نظر حضور علیہ السلام پر پڑی۔ آپ اس جگہ جلوہ افروز تھے۔ آپ کی دائیں طرف دو زلفوں والا ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھا ہوا تھا اور بائیں طرف ایک اور دو زلفوں والا ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور لوگ حضور کو اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ کہہ رہے تھے۔ میں بھی آپ کے قریب ہوا تاکہ نور و سلام عرض کروں۔ ان دو بزرگوں میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص ہم میں سے کیا چاہتا ہے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے مجھے پکڑنا چاہا تو میں خواب سے بیدار ہو گیا۔ اسی وقت میرے سر و اڑھی اور بھوڑوں کے بال گر گئے اور میں چار ماہ تک اسی حالت میں رہا۔ ایک روز میرا ایک دوست مجھے ملنے آیا۔ اس نے مجھ سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تمام بالوں سے تیرا علاج نہیں ہو سکا۔

مجھے ایسا لگا کہ اس کے تصور میں میرے عشق و محبت کا معاملہ تھا۔ میں نے اسے سچ سچ بتا دیا۔ اس نے کہا تو نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے توبہ اور معذرت کیوں نہیں کی۔ شاید تجھے پتہ نہیں کہ صلوٰۃ و سلام جو حضور علیہ السلام کی رُوح پر فتوح پر بھیجا جاتا ہے وہ حضور کی خدمت میں ہی پہنچتا ہے۔ میں نے اسی وقت ایک طشتری اور لوٹا منگایا اور وضو کیا۔ پھر دو رکعت نماز ادا کر کے عرض کیا اے خداوند جہاں! میں توبہ کرتا ہوں اور فضیلتِ شیخین کا اعتراف کرتا ہوں۔ ابھی تا نب ہوئے ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ میرے سر اور اڑھی اور بھوڑوں کے بال پھر اُگ آئے۔ (شواہد النبوة مترجم علامہ جامی)

اسی طرح ایک سلفی بزرگ کا بیان ہے کہ میں نے تمام شام کے سفر میں صبح کی نماز ایک مسجد میں گزاری۔ جب امام نماز سے فارغ ہوا تو اس نے شیخین کو بددعائیں دینا شروع کر دیں۔ آئندہ سال جب میں دوبارہ شام گیا تو اتفاق سے پھر صبح کی نماز اسی مسجد میں ادا کرنا پڑی۔ پھر جب امام امامت سے فارغ ہوا تو اس نے حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے حق میں دُعائے خیر کی۔ میں نے نمازیوں سے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ گزشتہ سال تو یہ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُرا بھلا کہتا تھا اور اب دُعائیں دیتا ہے۔ انہوں نے کہا آیا تم سابقہ امام کو دیکھنا چاہتے ہو میں نے کہا ہاں! وہ مجھے ایک سرانے میں لے گئے۔ جہاں ایک کتا بندھا ہوا تھا اور اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ میں نے اس کتے سے دریافت کیا کیا تم وہی امام ہو جو گزشتہ سال حضرات شیخین کو گالیاں دیتا تھا تو اس نے سر سے اشارہ کیا ہاں میں وہی ہوں۔ (شواہد النبوة مترجم علامہ جامی)

## ہاتھ پاؤں کاٹ دینے

ایک شخص لکڑیاں چناتا تھا اور ساتھ ساتھ یہ کہتا جاتا تھا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ الَّذِي هُوَ ابْهَىٰ مِنَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ بَعْدَ حَسَنَاتِ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ۔ اے اللہ تعالیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو شمس و قمر سے بھی (ضیاء باریوں میں) نازل تر ہیں۔ ابوبکر و عمر کی نیکیوں کے برابر درود بھیج۔

اس شخص سے شیخین کے مخالفین کی ایک جماعت نے کہا تو لکڑیاں بیچتا ہے؟ اس نے کہا ہاں!۔ وہ اُسے اپنے گھر لے گئے۔ وَقَطَعُوا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ۔ اور اُس کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کاٹ دینے اور اپنے گھر

سے دور بے جا کرات کے اندھیرے میں ایک مقام پر پھینک آئے پس اس کے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے۔  
 فَأَخَذَ يَدَيْهِ وَرَجَلَيْهِ وَجَعَلَهُمَا مَكَانَهُمَا فَرَدَّ  
 هُمَا اللَّهُ تَعَالَى كَمَا كَانَا۔ اور اس کے ہاتھ پیر لے کر جہاں تھے وہیں لگا دیئے۔ خدا نے اس کے ہاتھ، پیر جیسے تھے ویسے ہی بنا دیئے۔ وہ پھر آکر لکڑیاں چننے لگا اَنْ مَخَالِفِينَ نَعَى دِيكْحَا تَوْبُطُ مَعْتَجِبُ هُوَ تَعَى پھر انہوں اس حاطب کو اپنے مکان میں لے جا کر اس سے یہ تمام ماجرا دریافت کیا جو اس نے بیان کیا فَتَابُوا عَنْ سَبِّ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرَ اس پر وہ لوگ شیخین کو برا کہنے سے تائب ہو گئے۔

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۰۵ مطبوعہ مصر)

### امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔

حضرت علامہ عبدالرحمن صفوری نے اپنی کتاب نزہتہ المجالس میں لکھا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ کا بیان ہے کہ میرا ایک ہم سایہ تھا جو حضرت ابو بکر و عمر کو برا بھلا کہا کرتا تھا۔ فَاشْتَرَى بَخْلَيْنِ وَسَمَى أَحَدَهُمَا أَبَا بَكْرٍ وَالْآخَرَ عُمَرَ۔ اس نے دو خچر خریدے، اور اس نے ایک کا نام ابو بکر اور دوسرے کا نام عمر رکھا۔ جس کا نام اُس نے عمر رکھا تھا اُس کو چارہ کم ڈالتا تھا۔ ایک دن اُس خچر نے اُس پر حملہ کر کے اُسے ہلاک کر ڈالا فرماتے ہیں لوگوں نے مجھ سے یہ ماجرا بیان کیا۔ تو میں نے کہا شاید اسی خچر نے اُسے ہلاک کیا ہوگا۔ جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا۔ لوگوں نے کہا ہاں

(نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۲۰۴ مطبوعہ مصر)

امیر المؤمنین، خلیفہ اول حضرت پیدنا

ابو جبر صدیق رضی اللہ عنہ

نائب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

زبدۂ عاشقان، نائب مصطفیٰ  
جس کو ہے لقب صدیق اکبر ملا  
جس کے صدق و صفا کا ہے قرآن گواہ  
اسکے صدق و صداقت کی کیا بات ہے

خضر

جانشین رسولؐ، ادا شناس مزاج نبوتؐ، واقف رموز حقیقت، نائب  
مصطفیٰؐ، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام اصحاب رسولؐ، صدق و صفا  
کے پیکر اور فراست و بصیرت کا اعلیٰ ترین مجسمہ تھے، آپ بلند ظرف، عالی دقا  
غیور اور تقویٰ شعار تھے، مجاہد و غازی، زاہد و عابد اور شب زندہ دار تھے۔ آپ  
روشن ضمیر، پاک طینت، صاف دل، نشہ عشق رسالت مآب میں سرشار غریبوں،  
بے کسوں کے غم گسار اور اسرار بزم قدس کے محرم صبر و استقامت کے پیکر، پاکیزہ  
مزاج، خوش اخلاق تھے۔ آپ کے دل میں خشیت الہی، آنکھوں میں مروت، بنی  
نوع انسان سے محبت، جذبات میں تقویٰ و طہارت، اخلاق میں فیاضی و سہداری  
اور نہایت و محرمات سے فطرتاً متنفر تھے غریبوں کی امداد فرماتے، غلاموں کو خرید  
کر آزاد فرمادیتے، آفت زدوں، ستم رسیدوں اور مظلوموں کی اعانت میں مشغول رہتے  
مہراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کفار کے مجمع میں آپ ہی نے سب سے  
پہلے فرمائی۔ ہجرت میں رفیق اور غار میں اثنیٰ اشہین اذہمافی الکفار

کے مصداق آپ ہی تھے حضورِ علیہ السلام علالت میں امامت کے لیے آپ ہی کو منتخب فرماتے۔ آپ نے کفار و مشرکین کے ہاتھوں سخت ترین مصائب و شدائد اٹھا کر متاعِ ایمان کی حفاظت کی۔ شریروں اور سرکشوں سے ٹکرا کر دینِ حق کی سطوت و عزت برقرار رکھی۔ عظمتِ اسلام اور ناموسِ رسالت کی خاطر آپ نے بیش بہا قربانیاں پیش کیں اور صبرِ آزما مصائب برداشت کیے۔

مٹایا آپ ہی کے صدق نے باطل کو دنیا سے  
سبحان اللہ! وہ عہدِ وفا صدیقِ اکبر کا

## کوہِ استقامت

امام الانبیاء علیہ السلام کے وصال کے فوراً بعد حالات نے تشویشناک رخ اختیار کر لیا جو اہل اسلام کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا۔ رحلتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سننے کے بعد کفار و منافقین کے جوصلے بڑھ گئے۔ ضعیف الایمان لوگ دینِ اسلام سے پھرنے لگے، مسلمانوں کے دل فرقتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باعث شکستہ اور بے تاب ہو گئے۔ سازشی گروہ نے اسلام کا شیرازہ بھیرنے اور عقیدتوں کے گلشن کو تاراج کرنے کے لیے خفیہ مہینگیں شروع کر دیں۔ مصائب و آلام اور دشواریوں کے اس هجوم کے پیش نظر اربابِ دانش نے صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی جناب میں یہ عرض کیا کہ اے خلیفۃ الرسول ان نازک ترین حالات میں شکرِ اسامہؓ کو روانہ کرنا مصلحت کے منافی ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا اس وحدۃ لا شریک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس شکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا اس کی روانگی ہرگز نہیں روک سکتی جو علمِ رسولِ خدا نے باندھا ہے۔ وہ ہرگز نہ گھلے گا۔ آپ کے پائے



استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ ہوئی اور استقلال بے مثال میں لمحہ بھر کے لیے بھی فرق نہ آیا۔ چنانچہ جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حالت میں عیش اسامہؓ روانہ کو فرما دیا۔ جس سے بہت ہی بہتر نتائج برآمد ہوئے۔

○ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر لال کی خیر جب اطرافِ مدینہ میں پہنچی تو عرب کے کئی قبیلے مرتد ہو گئے اور کئی قبائل نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ ان سے قتال کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ تو حضرت عمر فاروقِ اعظمؓ اور دیگر صحابہؓ نے وقت کی نزاکت کے لحاظ سے یہ مشورہ دیا کہ اس وقت جنگ کے لیے ہتھیار نہ اٹھائے جائیں۔

لیکن آپ نے ان کے اس مشورہ سے اتفاق نہ کیا۔ مرتدین اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کے لیے ایک کر تریب دیا اور اپنے ساتھ مہاجرین و انصار کو لیکر مدینہ شریف سے روانہ ہوئے اور جب سرزمین نجد کی بلند یوں پر پہنچے، تو نجدی مرتدین بھاگ کھڑے ہوئے۔ بعد میں آپ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو فوج کا امیر مقرر فرمایا اور خود مدینہ شریف واپس شریف لے آئے خدائے بزرگ و برتر نے انہیں فتح اور نصرت عطا فرمائی اور ایک بہت بڑا فتنہ دب گیا۔ تمام صحابہ کبارؓ آپ کی تدبیر و اصابتِ رائے کے معترف ہو گئے انہیں بعد میں معلوم ہو گیا کہ اگر اس وقت ذرہ برابر بھی کمزوری دکھائی جاتی تو مملکت اسلامیہ کا نظم و نسق درہم برہم ہو جاتا اور عرب کے مختلف قبائل کے اندر باغیانہ سوچ جنم لیتی۔ اسلامی قوانین و آئین اور ضوابط و قواعد کی خلاف ورزیوں کی جرات کے پیدا ہو جانے کا اندیشہ بھی تھا اور اسلامی افواج کی تنظیم کا شیرازہ بکھر جانے کا بھی ڈر تھا۔

○ نجدی مرتدین فتنہ گردوں کا قلع قمع کرنے کے بعد اسی سال کے آخر میں حضرت

خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی فوج کو لے کر میامہ کی جانب روانہ ہوئے تاکہ مسیلمہ کذاب کو قتل کر سکیں۔ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل نکل آئے۔ چند روز جنگ جاری رہی بالآخر مسیلمہ کذاب وحشی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ اس وقت اس کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔

○ مسیلمہ کذاب اور قننہ ارتداد کے مٹ جانے کے بعد آپ نے دیگر امور کی جانب توجیہ مبذول فرمائی۔ کافی علاقے فتح ہوئے، قرآن مجید فرقانِ حمید کو بیجا اکٹھا کرنے کا حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم فرمایا۔

### نام و نسب

آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرثہ بن کعب بن لؤجی  
 ماں کا نام اُمّ الخیر سلمیٰ بنتِ صخرہ۔  
 نسب کے لحاظ سے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور رسول کریم علیہ السلام مرثہ بن کعب کی اولاد میں۔ آپ کی کنیت ابو بکر، القاب عتیق اور صدیق ہیں۔

### ابو بکر

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زیادہ تر ان کی کنیت سے ہی پہچانا اور پکارا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں بکر کے چند لغوی معانی بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

### بکر

بکر، اولیت والے، ابتدا کرنے والے، آگے بڑھنے والے، پیش قدمی کرنے

والے کو اور صبح کے وقت کسی کے پاس جائے کو کہتے ہیں۔ ہرنیکی میں آگے بڑھنا ہر بھلائی میں پیش قدمی کرنا آپ کے اوصافِ حمیدہ میں شامل تھا۔ اس لیے بھی آپ کو "ابوبکر" کہا جاتا ہے۔

بَكْرَةٌ : سب سے پہلے مراد کو سنبھلنے والا

بَاكُورَةٌ : درخت کا پہلا پھل

مُبَكَّرٌ : موسم کی پہلی بارش (المنجد)

آپ کی کنیت اور اس کے معنوں پر غور کرنے سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وہ یہ ہے

کہ سب سے پہلے مراد کو سنبھلنے والا کون؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شجر اسلام کا پہلا پھل کون؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پہلا آرام کی پہلی بارش کا مصداق کون؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بَكْرٌ : اَلْفَتَىٰ مِنَ الْاِبِلِ (نوجوان اونٹ) کو بھی کہتے ہیں

چونکہ آپ اونٹوں کی خطرناک اور پچھیدہ بیماریوں کے بہترین معالج اور ان سے

متعلق تمام چیزوں کی بہت زیادہ واقفیت رکھتے تھے اس لحاظ سے بھی

آپ کو ابوبکر کہا جاتا ہے۔

## عتیق

آپ کا ایک لقب عتیق ہے اور عتیق کے معنی آزاد کے ہیں۔ حضور

علیہ السلام نے آپ کو عَتِيقٌ مِنَ النَّارِ (آتش دوزخ سے آزاد)

فرمایا ہے۔

○ مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر فصل ثالث میں ام المؤمنین حضرت

عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت منقول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ

عنه، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: أَنْتَ عَتِيقُ اللَّهِ مِنَ النَّارِ۔ کہ آپ آگ سے اللہ کی طرف سے آزاد شدہ ہیں۔ فَيَوْمَئِذٍ سَمِعَى عَتِيقًا۔ اس دن سے آپ کا نام عتیق رکھا گیا یعنی مشہور ہو گیا۔

○ عتیق کے معنی: الْكَرِيمُ: سخی؛ الْخِيَارُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ: بہر چیز میں سے بہترین کے بھی ہیں۔

○ جناب لیث بن سعد فرماتے ہیں ”سَمِعَى بِأَنَّكَ لِعَتَاقَةٍ وَجْهٌ وَجَمَالٌ۔ یعنی آپ کو کشارہ روئی اور حسن و جمال کی وجہ سے بھی عتیق کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عتیق حسن و جمال کو کہتے ہیں اور آپ نہایت خوبصورت اور صاحب حسن و جمال تھے۔

○ حضرت مصعبؓ اور علمائے الناب کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آپ کو عتیق اس لیے کہا جاتا ہے ”لِأَنَّكَ لَمْ يَكُنْ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ يُعَابَرُكَ كَمَا أَنَّكَ لَمْ يَكُنْ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ يُعَابَرُكَ كَمَا أَنَّكَ لَمْ يَكُنْ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ يُعَابَرُكَ كَمَا أَنَّكَ لَمْ يَكُنْ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ يُعَابَرُكَ كَمَا أَنَّكَ لَمْ يَكُنْ فِي نَسَبِهِ شَيْءٌ يُعَابَرُكَ۔

## صدق

آپ کا دوسرا لقب صدیق ہے اور صدیق کے معنی: الْكَثِيرُ فِي الصِّدْقِ: بہت سچا؛ الْكَامِلُ فِي الصِّدْقِ: سچائی میں کامل۔ الَّذِي يُصَدِّقُ قَوْلَهُ بِالْعَمَلِ: اپنے قول کی عمل سے تصدیق کرنے والا۔

الْبَارُ الدَّائِمُ التَّصَدِيقُ۔ نیکی کی ہمیشہ تصدیق کرنے والا کے ہیں اور آپ کو صدیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہ بولا

ہمیشہ سچ بولتے، سچی بات کرتے اور سچ کا ساتھ دیتے۔  
لقب صدیق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی پس و پیش اور  
تردد کے رسول پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و  
نبوت کی تصدیق کی۔

## فرمانِ رسول

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تالیف — الصَّوَاعِقُ  
الْمُحْرِقَةُ — میں بخاری، ترمذی، مسند امام احمد، ابو حاتم وغیرہ سے باری  
الفاظ روایت نقل فرماتے ہیں کہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز  
سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ  
تعالیٰ عنہم اُحد پہاڑ پر چڑھے تو اُحد پر زہ طاری ہو (عالم کیف و سرور  
میں جھومنے لگا) تو حضور سرورِ عالم نے اُحد پر اپنے پاؤں مبارک  
سے ٹھوکر لگائی اور فرمایا۔

أُثْبِتُ أَحَدًا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ  
وَ شَهِيدَانِ

اُحد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں

(صواعقِ محرقہ مکتبہ مجیدیہ ملتان صفحہ ۸۰ سطر ۱)

خیال رہے کہ اس حدیثِ مصطفیٰ علیہ التَّحِيَّةُ وَالتَّنَائِرُ سے یہ بات بھی  
واضح ہو گئی کہ خدائے بزرگ و برتر نے آنے والے حالات و واقعات کا  
علم اپنے پیارے رسول کو عطا فرمایا ہے جبھی تو حضور نے حضرت فاروق

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کی شہادت کی خبر کئی سال پہلے  
دے دی

علاء ڈاکٹر اقبال رحمۃ اللہ علیہ اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے  
اپنے آقا و بولی کے حضور ان الفاظ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

سید گل صاحب اُمّ الکتاب

پردگیہ برہنہ شش بے حجاب

سید گل صاحب ام الکتاب علیہ السلام کے سامنے تمام حقیقتیں

بے حجاب ہو جاتی ہیں۔

## تصدیق معراج

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں ابی ذہب سے بیان کیا ہے کہ  
جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب اسری سے واپسی پر مقام ذی طوے  
پر پہنچے تو آپ نے فرمایا اے جبریل! میری قوم میری تصدیق نہیں  
کرے گی تو حضرت جبریل نے عرض کیا:

”يُصَدِّقُكَ أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الصِّدِّيقُ“

(صواعق محرقة صفحہ ۷۰)

ابو بکر آپ کی تصدیق کرے گا اور وہ صدیق (سچا) ہے

## ارشاد مولا علیؑ

دارقطنی اور خاکم نے ابویحییٰ سے، طبرانی نے حکیم ابن سعد سے روایت  
کی ہے کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ اکرم نے بارہا منبر پر کھڑے ہو کر

اور قسم اٹھا کر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا لقب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی "صدیق" نازل فرمایا۔  
(تاریخ الخلفاء)

بادشاہِ کشورِ صدق و صداقت پر سلام

صد ہزاراں واقفِ رمزِ حقیقت پر سلام

(خضر)

## ارشادِ امامِ باقرؑ

سیدنا شیخ الاسلام و المسلمین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف لطیف "مذہبِ شیعہ" کے صفحہ نمبر ۲۵ پر اہل تشیع کی مشہور ترین کتاب کشف الغمہ صفحہ نمبر ۲۲۰ کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ امامِ عالی مقام امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے ایک شیعہ صاحب نے مسئلہ دریافت کیا کہ یا حضرت تلواروں کو زیور لگانا (چاندی وغیرہ سے مرصع کرنا) جائز ہے یا نہیں۔ امام صاحب نے فرمایا۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کو زیور لگایا ہوا تھا۔ شیعہ صاحب نے عرض کیا کہ آپ بھی ان کو صدیق کہتے ہیں اس پر امامِ عالی مقام (شدتِ غضب سے) اچھل پڑے اور قبلہ شریف کی طرف رخ انور کر کے فرمایا کہ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔ ہاں وہ صدیق ہیں۔

”فَمَنْ تَمَيَّقَ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَقَهُ

اللَّهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ۔

”پس جو ان کو صدیق نہیں کہتا اللہ تعالیٰ اس کے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا کرے اور نہ آخرت میں۔

مذکورہ احادیث و روایات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا

کہ سیدنا ابوبکر کو صدیق کا لقب دربار رسالت سے ملا جس کی تصدیق مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی۔ خیال رہے کہ جس کو صدیقیت کی دستار خود رسول خدا عطا کریں اور جس کی صداقت کی گواہی حیدر کرار دے اس کی شان میں گستاخیا ایسا بدترین گناہ ہے جو خدا تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کرے گا۔

## صدیق اکبر رضی

لنز روئے

## قرآن حکیم

کشور عشق و محبت پر ہے شاہی تیری اس لیے خضر بھی کرتا ہے گدائی تیری  
تیری تصدیق کے انداز پر صدقے جاؤں جا بجا دیتا ہے قرآن گواہی تیری  
جناب سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں قرآن مجید فرقان  
حمید میں متعدد آیات موجود ہیں یہاں صرف چند آیات پر ہی اکتفا کیا جاتا۔

آیت نمبر ① — تصدیق کرنے والا —

ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَٰئِكَ  
هُمُ الْمُتَّقُونَ • (پارہ ۲۴ سورۃ زمر آیت ۲۳)

اور وہ جو سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے ان کی تصدیق



کی یہی لوگ ہیں جو پر مہیزگار ہیں،  
اس آیت پاک کی تفسیر سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
ان فرمائی ہے اور آپ کے علم و بصیرت کی بلندیوں کا کوئی صاحب ایمان  
نکار نہیں کر سکتا۔ ملاحظہ فرمائیں:

رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَالَّذِي  
جَاءَ بِالصِّدْقِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ  
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي صَدَّقَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ  
الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

(تفسیر نفسی - تفسیر فازن)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”وَالَّذِي جَاءَ  
بِالصِّدْقِ“ (وہ مہستی جو صداقت لے کر آئی) سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ و  
السلام ہیں اور الَّذِي صَدَّقَ بِهِ (جس نے اس کی تصدیق کی) سے  
مراد ابو بکر صدیق ہیں۔

علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں یوں رقم طراز ہیں:  
”الَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ“ هُوَ الرَّسُولُ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي صَدَّقَ بِهِ هُوَ  
أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

سچ لانے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اس  
سچائی کی تصدیق کرنے والے ابو بکر صدیق ہیں۔

خیال رہے کہ یہ اولیت بھی آپ ہی کے حصہ میں آئی کہ آپ نے  
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وقت تصدیق کی جب دوسرے

لوگ آپ کو ٹھلا رہے تھے، نہ  
رسول پاک نے معراج کی تصدیق کرنے پر  
لقب صدیق اکبر کا دیا صدیق اکبر کو

## آیت نمبر ۷ پر ہمیزگار اور سخی

”وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى . الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى .  
وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْزَى . إِلَّا ابْتِغَاءً  
وَجْهَ رَبِّهِ الْأَعْلَى .“ ( پارہ ۳۔ سورہ فیل )

اور بہت دُور رکھا جائے گا اس سے (بہر قسم کا عذاب) جو سب  
سے بڑا پر ہمیزگار ہے جو دیتا ہے اپنا مال کہ سھرا ہو اور اس پر کسی کوئی  
احسان نہیں جس کا بدلہ اسے دینا ہو صرف اپنے رب کی رضا چاہتا  
ہے جو سب سے بلند ہے۔

ان آیات کی شان نزول کتب تفسیر میں یہ ہے کہ جب حضرت سیدنا  
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب سید بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھاری  
قیمت ادا کی اور خرید کر آزاد فرما دیا تو بعض کفار مکہ نے کہنا شروع کر دیا کہ شانہ  
حضرت بلال یا امیہ بن خلف کا ابو بکر پر کوئی احسان ہوگا جس کے بدلے میں  
انہوں نے اتنی گراں قیمت میں بلال کو خرید کر آزاد فرما دیا ہے تو ان کی تردید و نیت  
میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ جن میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر پر حضرت  
بلال کا یا تم میں کسی کافر کا کوئی احسان نہیں۔ بلکہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت  
بلال کو صرف رضائے حق اور خوشنودی رسول برحق کے پیش نظر خرید کر آزاد کیا،  
یہ ہے شان صدیق اکبر کہ ان کے خلوص دل اور حسن نیت کی خدا تعالیٰ نے خود گواہی

بڑا ہی مرتبہ اونچا ملا صدیق اکبر کو  
ہے کرتا یا دسراں میں خدا صدیق اکبر کو

## آیت نمبر ۳ — اعلان بخشش

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ  
اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ  
لِيَتَّقُوا لِلَّهِ مَغْفِرَةً وَّاجْرًا عَظِيمًا

(پارہ ۲۶ سورہ حجرات آیت ۲)

جو پست رکھتے ہیں اپنی آوازوں کو اللہ کے رسول کے سامنے یہی  
وہ لوگ ہیں مختص کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو تقویٰ  
کے لیے انہیں کے لیے بخشش اور اجر عظیم ہے۔

یہ آیت کریمہ صحابہ کبار خصوصاً حضرات شیخین کریمین صدیق و فاروق رضی  
اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب اس سے پہلی آیت لا ترفعوا  
أصواتكم فوق صوت النبي (یعنی اپنی آوازوں کو اونچی نہ کرو  
نبی علیہ السلام کی آواز سے) نازل ہوئی تو صدیق اکبر اور فاروق اعظمؓ ہمیشہ  
نہایت ہی دھیمی آواز میں سرکار علیہ السلام سے گفتگو کرتے اور جب کوئی وفد  
حضور سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچتا تو حضرت صدیق اکبر ان کی طرف  
ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں (دربار رسالت) حاضری کے آداب بتاتا اور  
ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔

وَكَانَ إِذَا قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ

السَّلَامُ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ مَنْ يُعَلِّمُهُمْ  
كَيْفَ يَسْلِمُونَ وَيَأْمُرُهُمْ بِالسَّكِينَةِ وَ  
الْوَقَارِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(روح المعانی جلد ۱۳ صفحہ ۱۳۵)

اسی لیے حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت کے تحت اپنی تفسیر نور العرفان میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی بخشش ایسی یقینی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا یقینی ہے کہ رب نے ان کی بخشش کا اعلان کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ان دونوں بزرگوں کا ثواب و اجر ہمارے وہم و خیال سے بھی بالا ہے کہ رب نے اسے عظیم فرمایا۔ تمام دنیا قلیل ہے مگر ان کا ثواب عظیم ہے۔

صدیق و فاروق کو بارگاہ رسالت میں ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی بنا پر اجر عظیم کی بشارت دی اور ساتھ ہی ان کی بخشش کا اعلان بھی فرمایا اور اسی حقیقت کو فخر المشائخ حضرت خواجہ غلام فخر الدین فخر سیالوی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے۔

بابِ جبریل کے پسلو میں ذرا دھیرے سے

فخر کہتے ہوئے جبریل کو یوں پایا گیا

اپنی پلکوں سے دریا پرہ دستک دینا

اوپنی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا



لہ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ۔ کہو کہ دنیا کا سامان بہت قلیل ہے۔

## آیت نمبر ۴ — خدا صدیق سے محبت کرتا ہے

ارشادِ خدا کے ذوالمنن ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ  
فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ  
أَذَلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ  
يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ  
لَأَيْمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ  
وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (پارہ ۲ سورہ مائدہ آیت ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھرے گا، عنقریب  
اللہ ایسے لوگ لائے گا کہ وہ اللہ کے پیارے اور اللہ انکا پیارا مسلمان پرزیم  
اور کافروں پر سخت۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی  
لامت کا اندیشہ نہ کریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ  
علم والا وسعت والا ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن میں اس  
آیت کے ضمن میں روایت فرماتے ہیں۔

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالْحَسَنُ وَقَتَادَةُ هُمُ  
أَبُوبَكْرٍ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ قَاتَلُوا أَهْلَ  
الرِّدَّةِ وَمَا بَغَى الزُّكُوءَ۔

یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور  
حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابوبکر اور

ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم ہیں جنہوں نے مرتدین اور منکرین زکوٰۃ سے جنگ کی۔  
علامہ امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نفسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر نفسی میں رقمطراز  
ہیں۔

وَإِثْبَاتُ خِلَافَةِ النَّصِيبِيِّ لِأَنَّ جَاهِدَ الْمُرْتَدِينَ  
اس میں خلافتِ صدیق کا اثبات ہے اس لیے کہ آپ نے  
مرتدین جہاد فرمایا۔

دورِ حاضر کے مفکر حضرت ضیاء الامت اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں یوں  
رقمطراز ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانشینوں  
کو قرآن کریم کن الفاظ سے خراجِ تحسین پیش کر رہا ہے جس کے  
سپاہیوں کی یہ شان ہو جس کے لشکر سی ان اوصاف حمیدہ  
سے متصف ہوں جنہیں زبانِ قدرت ان پاکیزہ قبلوں سے سرفراز  
فرما رہی ہو۔ اس خلیفہ برحق کی شان کتنی رفیع اور اس کا مقام کتنا بلند  
ہوگا۔ ایسے خلیفہ کی خلافت کی حقانیت کے بارے میں کسی ایسے  
شخص کو تو کوئی شبہ نہیں ہو سکتا جو قرآن کو خدا کا کلام اور اپنے خدا  
کو عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ یقین کرتا ہو۔

آیت نمبر ۵ — خلافتِ صدیق

ارشادِ خدا نے فرمایا ہے۔

وَعَدَا اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا  
الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ۔

(پارہ ۱۸، سورۃ النور آیت ۵۵)

وعدہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کیے کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا انہیں زمین میں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب **عَلِيٍّ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ** کے جاں نثار غلاموں کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ میں تمہیں اپنی زمین میں خلافت و حکومت سے سرفراز فرماؤں گا اور ”مِنْكُمْ“ کے الفاظ اس بات پر شاہد عادل ہیں کہ اس ارشادِ خداوندی کے اولین مخاطب صحابہ کرام ہیں جن میں صدیق اکبر سب سے ممتاز ہیں اور یہ آیت طیبہ خلافت صدیقی کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔

علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:

وَفِي الْآيَةِ دَلِيلٌ عَلَى صِحَّةِ خَلَاْفَةِ أَبِي  
بَكْرٍ الصِّدِّيقِ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ بَعْدَهُ  
لِأَنَّ فِي أَيَّامِهِمْ كَانَتِ الْفَتْوحَاتِ الْعَظِيمَةُ  
وَفُتِحَتْ كَنْزُ كِسْرَى وَغَيْرِهِ مِنَ  
الْمُلُوكِ وَحَصَلَ الْأَمْنُ وَالتَّحْكِيمُ وَظُهُورُ  
الدِّينِ - (تفسیر فائز)

یعنی اس آیت میں صدیق اکبرؓ اور ان کے بعد کے خلفائے راشدین کی خلافت کے برحق ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ ان کے عہد میں عظیم فتوحات ہوئیں۔ کسری اور دیگر بادشاہوں کے خزانے فتح ہوئے۔ امن، غلبہ اور ظہورِ اسلام کا حصول ہوا۔

علامہ نفسی نے اس آیت کے تحت ”أَسْتُخْلِيفَ ابُوبَكْرٍ“

(ابوبکر کو خلیفہ بنا یا گیا) کے الفاظ سے خلافتِ صدیقی کی حقانیت بیان فرمائی ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا پھر کسی وقت آنا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی اگر آپ کا وصال ہو چکا ہو) تو آپ نے فرمایا:

”إِنْ تَحَوَّتْ جِدَّتِي فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ۔“

”اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا۔“

(مسلم شریف، بخاری شریف، ترمذی شریف)

ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک عورت حضور رسالت مآب علیہ السلام کی خدمت میں کسی مسئلہ کی دریافت کے لیے حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا دوبارہ آنا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ موجود نہ ہوں، مطلب یہ تھا کہ اگر آپ کا وصال ہو چکا تو میں کیا کروں آپ نے فرمایا: اگر تو آئے اور میں موجود نہ ہوں تو ابوبکر کے پاس آجانا ”الْبَحْلِيفَةُ مِنْ بَعْدِي“ جو میرے بعد خلیفہ ہونگے۔

(صواعقِ محرقہ صفحہ ۲۰۰)

نائب احمد، شرافت کی دلیل

جس کو کہتے ہیں صداقت کا وکیل

ابن عساکر نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا

ہے کہ انہوں نے حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا:

”جب آپ نے ابوبکر کو مقدم کرنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے



فرمایا نہیں! میں نے ابو بکر کو مقدم نہیں کیا۔ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَدَّمَہُ  
 وبلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مقدم کیا ہے۔

(صواعقِ محرّقہ صفحہ ۲۵)

## آیت نمبر ۶ رفیقِ غار

قرآن مجید میں فرمانِ خدائے ذوالمنن ہے۔

”ثَانِي اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ  
 لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَا نَزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَةً  
 عَلَيْهِ (بارہ ۱۰ توبہ آیت ۴۰)

”یعنی آپ دوسرے تھے دو سے جب وہ دونوں غارِ ثور میں  
 تھے۔ جب وہ فرار سے تھے۔ اپنے رفیق کو کہہ مت غمگین ہو لقیثنا اللہ  
 تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر نازل کی اللہ نے اپنی تسکین ان پر“

○ کفارِ مکہ اسلام کی دن بدن بڑھتی ہوئی قوت کو دیکھ کر بوکھلا اٹھے اور  
 اہل اسلام پر طرح طرح کے مظالم توڑنے لگے۔ ان کی ستم ظریفیوں اور ریشہ  
 دوانیوں کی حدود کا شانہ مصطفوی تک جا پہنچیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا  
 کہ جب ان کی مجلسِ شوریٰ نے بالاتفاق یہ طے کر لیا کہ تمام قیدیوں کا ایک ایک  
 جوان سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر کا محاصرہ کرے۔ جب آپ باہر نکلنے لگیں  
 تو سب ایک بارگی حملہ کر کے حضور کو شہید کر دیں۔

تفسیر حسنِ عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب کفار نے حضور  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو جبریل علیہ السلام حاضرِ خدمت  
 ہوئے اور خدا تعالیٰ کا یہ پیغام دیا۔ وَاْمَرَكَ اَنْ تَسْتَصْحِبَ

آبَابِ بَكْرٍ (اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ آپ ابو بکر کو ہمراہ رکھیں)

چنانچہ رسول خدا علیہ التحیۃ والتنار نے اپنا بستر اور امانتیں حضرت علی کے سپرد کیں اور خود خدا کے فرمان کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق کو ساتھ لیا اور غار ثور کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت صدیق حضور سے اجازت لے کر پہلے غار میں داخل ہوئے۔

غار میں پہلے گئے وہ غمگسار مصطفیٰ

اس لیے مشہور ہیں وہ یارِ غارِ مصطفیٰ

اور غار ثور میں جتنے سوراخ تھے۔ آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ کر ان کو بند کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ زائد کپڑے سارے کے سامنے ختم ہو گئے اور ابھی ایک سوراخ باقی تھا۔ آپ نے اپنی اڑھی اس پر رکھ کر اس کو بھی بند کر دیا۔ پھر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اندر تشریف لے گئے۔ صبح ہوئی تو حضور نے دریافت فرمایا اے ابو بکر تمہارے وہ کپڑے کد چھڑے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ وہ تمہارے تمام غار کے سوراخوں میں استعمال ہو گئے۔ یہ بات سن کر محبوب کبریٰ نے اپنے دستِ اقدس بارگاہِ رب العالمین میں بند کیے اور عرض کیا۔

”اللَّهُمَّ اجْعَلْ أَبَا بَكْرٍ مَعِيَ فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ“

اے اللہ! ابو بکر کو میرے ساتھ میرے مقام میں قیامت

کے دن جگہ عطا فرمانا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ آپ کی یہ دُعا قبول ہو

چکی ہے۔

(الوفاء باب ہجرت۔ از امام عبدالرحمن ابن جوزی)

ہے رکھا ساتھ اپنے قبر میں بھی شاہِ عالم نے  
 کرے پھر کون آقا سے جدا صدیق اکبر کو  
 علامہ آلوسی اپنی تفسیر رُوح المعانی میں رقم طراز ہیں کہ ابن عساکر نے حضرت  
 علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى ذَمَّرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ وَمَدَحَ أَبَا بَكْرٍ  
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام انسانوں کی  
 مذمت کی ہے جب کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی مدحت فرمائی۔  
 سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں  
 صحابین اکبر کے صحابی رسول ہونے پر نص موجود ہے اور ابو بکر کے علاوہ کسی اور صحابی  
 کی صحابیت اس انداز میں ثابت نہیں ہے۔ اور اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ  
 میں "صاحبہ" سے مراد ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اسی پر اس طرح اجماع ہے  
 جس طرح مَبْحَانِ الَّذِي اسْرَى بِعَبْدِهِ فِي عَبْدِهِ سے مراد رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

"وَمِنْ هُنَا فَاتُوهَا إِنَّ انْكَارَ صَحْبَتِهِ كُفْرٌ"  
 اُس لیے کہتے ہیں کہ صدیق اکبر کے صاحب رسول ہونے کا انکار  
 کفر ہے۔

علامہ امام علاؤ الدین علی بغدادی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ:  
 حسن ابن افضل فرماتے ہیں کہ:

مَنْ قَالَ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَكُنْ صَاحِبَ رَسُولِ  
 اللَّهِ فَهُوَ كَافِرٌ۔

جواب بکر کے صاحب رسول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ چونکہ  
اس نے نص قرآن کا انکار کیا جو کہ کفر ہے۔ (تفسیر خازن)  
علامہ نفسی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔  
”مَنْ أَنْكَرَ صُحْبَةَ أَبِي بَكْرٍ فَقَدْ كَفَرَ  
لِإِنْكَارِهِ كَلَامَ اللَّهِ“

جواب بکرؓ کے صحابی رسول ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اس  
لیے کہ اس نے اللہ کے کلام کا انکار کیا۔ (تفسیر نفسی)

کون صدیق؟ وہ جس نے زندگی کا ہر لمحہ سرکار کے ناکہ دیا تھا۔  
کشتہ عشق شہ والاتبسار یار غار مصطفیٰ مانی بقار  
رازدار مصطفیٰ حسن ونا  
صاحب صدق و صفا، شان و لا

## آیت نمبر ۵ مشیر رسول

خالق ارض و سما کا ارشاد پاک ہے:

وَسَاوِرُهُمْ فِي الْأَمْرِ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)  
اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کا ہیں۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف صواعق محرقہ  
میں ابن عساکر کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن  
فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ میرے  
پاؤں جبریل علیہ السلام آئے اور کہا:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَشْتَشِيرَ أَبَا بَكْرٍ

بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ ابو بکر سے مشورہ کریں۔ (صواعق محرقة ص ۷۶)

مفتی بغداد حضرت علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) روح المعانی میں اس آیت مقدسہ کے تحت فرماتے ہیں کہ اما ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۵۸ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ:-

”وَسَاوِرُهُمْ فِي الْأَمْرِ“ سے مراد ابو بکر و عمر ہیں۔ نیز حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے:

علامہ مذکور اس آیت طیبہ کے تحت صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کی اصابت رائے کے متعلق حدیث پاک اما احمد سے نقل کرتے ہیں۔ کہ آپ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو فرمایا

”لَوْ جُتِمَ مَعَكُمْ فِي مَشْوَرَةٍ مَا خَلَّيْتُكُمْ“

یعنی اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہو جاؤ تو میں اس سے اختلاف نہیں کروں گا۔



## صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

از روئے

### حدیث رسول

گلشنِ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شانِ جانشینِ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جا بجا ایسے پھول کھلے ہوئے ہیں کہ جن سے اہل ایمان کے اذہان اور قلوب معطر ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حسین گل دستہ تیار کر کے ایمان والوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ تاکہ بندہ بے بضاعت کے لیے توشہٴ آخرت اور قارئین کے لیے سچنگی عقائد اور نجاتِ اخروی کا باعث بنے۔

### حدیث نمبر ① — آل امن الناس بولائے ما

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّ مِنْ أَمِنِ النَّاسِ عَلَيَّ بِصُحْبَتِهِ وَمَالِهِ الْبُؤْسُ  
بِكُرٍّ (مشکوٰۃ شریف باب مناقب ابی بکر)

کہ سارے انسانوں میں سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا صحبت و مال (جانی و مالی) کے لحاظ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔

## حدیث نمبر ۷

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پر کسی کا احسان نہیں مگر ہم نے اس کا بدلہ دے دیا سوائے ابو بکر کے ہم پر ان کا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بدلہ قیامت کے دن دے گا۔  
 ”وَمَا نَفَعَنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ ابْنِ بَكْرٍ“  
 (ترمذی شریف - مشکوٰۃ شریف)

مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہ دیا جتنا ابو بکر کے مال نے نفع دیا۔  
 سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے جملہ اقدامات اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ نے اپنا مال، جان، اولاد، وطن اور سب کچھ حضور کی خدمت عالیہ میں بطور نذرانہ پیش کر دیا اور یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اہل محبت کی روشن دلیل ہے۔ جیسا کہ تو سرکار نے ان کے اس جذبہ ایثار کا متعدد رتذکرہ فرمایا۔

## حدیث نمبر ۳

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکر کے مال نے دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فَبِكِي ابْنِ بَكْرٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ أَنَا وَمَا لِي إِلَّا لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ۔

زین بن ماجہ شریف، باب فضل ابی بکر، الصدیق، صفحہ ۱۰، مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)  
 (یہ سن کر) ابو بکر رونے لگے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اور میرا مال  
 صرف آپ کے لیے ہے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کی بے مثال قربانیوں کے پیش نظر حضرت علامہ اقبال  
 رحمۃ اللہ علیہ ان کے حضور ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔  
 آں اَمَّنَ النَّاسِ بِرَمْلَانِے مَا      آں کَلِمِے اَوَّلِ سِینَانِے مَا  
 ہستی اُوکشتِ ملتِ راجولِ ابر  
 ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

## حدیث نمبر ۱۵ خلیل

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت ابو سعید خدری رضی  
 اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

”وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا غَيْرَ مَرِيٍّ لَاتَّخَذْتُ  
 اَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا وَلٰكِنْ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَ  
 مَوَدَّةَ نَسَبٍ“

”اگر میں کسی کو سوائے اپنے رب کے خلیل بنا تا تو ابو بکر ہی میرے  
 خلیل ہونے۔ لیکن اُخوت و محبتِ اسلام ہی کافی ہے۔“

”لَا يُبْقَيْنَ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سَدَّ اِلَّا بَابٌ اِبْنُ  
 بَكْرٍ“ (بخاری شریف، باب فضل ابی بکر)

”مسجد کی طرف کوئی دروازہ کھلا نہ رہنے دیا جائے سوائے ابو بکر کے“



دروازے کے۔

اس حدیث پاک کے مطابق نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنا خلیل سوائے اپنے پروردگار کے کسی اور کو نہیں بنایا۔ لیکن امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ، طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

### حدیث نمبر ۵ — میرا خلیل

إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَنِي خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ  
خَلِيْلًا وَإِنِّي خَلِيْلِي أَبُو بَكْرٍ۔

(صواعق محرقہ باب ثالث فصل دوم ص ۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرا ایک خلیل بنایا ہے۔ جس طرح اس نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا اور بے شک میرا خلیل ابو بکر ہے۔  
ان دونوں حدیثوں میں مطابقت یوں پیدا ہو جاتی ہے کہ سرورِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود نہیں، بلکہ خلاقِ عالم جل جلالہ نے بے مثل تعلقات اور جذبہٴ حبتِ حبیب کی بنا پر جناب صدیق کو اس مقام سے سرفراز فرمایا۔

### حدیث نمبر ۶ — ابو بکر بہترین ہیں

طبرانی نے ابن اسعد ابن زرارہ سے بیان کیا کہ رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی۔

”إِنَّ خَيْرَ أُمَّتِكَ بَعْدَكَ أَبُو بَكْرٍ“

(صواعق محرقہ ص ۶۹)

”کہ آپ کے بعد آپ کی امت میں ابو بکرؓ سب سے بہتر ہیں۔“

### حدیث نمبر ۷

طبرانی اور ابن عدی نے سلمہ ابن اکوع سے بیان کیا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا۔

أَبُو بَكْرٍ خَيْرُ النَّاسِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيًّا۔

(صواعق محرقة ص ۶۹)

ابو بکر انبیاء کے علاوہ تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔

### حدیث نمبر ۸

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا۔

”لَا يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يُؤَمَّهُمْ

غَيْرُهُ۔“ (ترمذی شریف)

ابو بکر کی موجودگی میں لوگوں کی امامت کسی اور شخص کو نہیں کرنی

چاہیے۔

### حدیث نمبر ۹ حوض پر ساتھی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا:

أَنْتَ صَاحِبِي عَلَى الْحَوْضِ وَصَاحِبِي فِي الْفَارِ۔



حضرت روح الامین کا افتخار ہے وہ آئین نبیؐ کا اقتدار  
 ہے وہ سرکارِ دو عالم کا رفیق ہے وہ عشقِ نور کا بحرِ عمیق  
 فخر ہے جس پر رسول پاک کو  
 وہ نکھارے گا دلِ غم ناک کو

## حدیث نمبر ۱۲ — پھٹا ہوا لباس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جبیریل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کا لباس پھٹا ہوا تھا۔ میں نے کہا، اے جبیریل یہ کیا ہے۔ تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا ہے۔

أَنْ تَتَخَلَّلَ فِي السَّمَاءِ لِتَخَلَّلِ أَبِي بَكْرٍ فِي  
 الْأَرْضِ - (صواعقِ محرقة ص ۷۵)

کہ وہ زمین میں ابو بکر کے پھٹا ہوا لباس پہننے کی وجہ سے آسمان میں پھٹا ہوا لباس پہنیں۔

## حدیث نمبر ۱۳ — رحمِ دل

صواعقِ محرقة میں مسلم، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔  
 "أَرْحَمُ أُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ"

(صواعقِ محرقة ص ۷۵)

میری امت کا سب سے رحمِ دل آدمی ابو بکر ہے۔

## حدیث نمبر ۱۴ جنتی

احمد نے سعید بن زید سے اور ترمذی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ - (صواعق محرقة ص ۷)

## حدیث نمبر ۱۵

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر جنت میں ہونگے نیز حضورؐ نے فرمایا

”أَمَّا أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي“ (مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر)

اے ابو بکر تم وہ شخص ہو جو میری امت میں سب سے پہلے جنت میں جاؤ گے۔

## حدیث نمبر ۱۶ بغیر حساب کے

ابن عساکر نے عائشہ ام المؤمنین سلام اللہ علیہا سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا:

«الْإِنْسَانُ كُلُّهُ يَخْتَابُ اللَّهَ إِلَّا أَبَا بَكْرٍ» (صواعق محرقة ص ۷)

رکھ قیامت کے دن، سب لوگوں کا حساب لیا جائے گا۔ سوائے

ابوبکر کے۔

### حدیث نمبر ۱۷

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے آپ نے قسم اٹھا کر فرمایا **إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْزَلَ إِسْمَ أَبِي بَكْرٍ مِنَ السَّمَاءِ الصِّدِّيقَ** لہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم گرامی "صدیق" آسمانوں سے اتارا۔

### حدیث نمبر ۱۸ — علیؑ نے منبر پر فرمایا

ابو اسحق سبعی نے ابوبکرؓ سے روایت بیان کی، فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو منبر شریف پر متعدد بار یہ کہتے ہوئے سنا کہ **إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ سَمَّى أَبَا بَكْرٍ عَلِيَّ لِسَانِ بَيْتِهِ** صلی اللہ علیہ وآلہ صدیقاً۔  
اللہ عزوجل نے اپنے نبی کی زبان پر ابوبکر کا نام صدیق رکھا۔

### حدیث نمبر ۱۹ — صدیق خلیفہ رسولؐ

مولا علی کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ان کا نام "صدیق" رکھا۔

لہ الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ جلد ۱ ص ۸۱۔

لہ ایضاً۔

وَكَانَ خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
 رَضِيَهُ لَدَيْنَنَا فَرَضِينَاهُ لِدُنْيَانَا ۚ  
 وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے۔ وہ ہمارے دین  
 کے لیے راضی تھے اور ہم اُن سے اپنی دُنیا کے لیے راضی تھے۔

حدیث نمبر ۲۰ — آسمانوں کی ہر چیز پر ابوبکر کا نام

حضرت ابوسریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ  
 رسولِ عالم نے فرمایا میں نے آسمانوں کی طرف عروج فرمایا تو ہر چیز پر لکھا  
 ہوا دیکھا۔

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالْأَبْوَبُكَرُ الصِّدِّيقُ  
 خَلِيفَتِي ۚ

محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ابوبکر میرا خلیفہ ہے ۚ

حدیث نمبر ۲۱ — بوڑھوں کے سردار

اسماعیل بن خالد سے روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے  
 نبی اکرم کی طرف دیکھتے ہوئے عرض کیا۔

يَا سَيِّدَ الْعَرَبِ ۚ اے عرب کے سردار۔ حضور علیہ السلام

نے فرمایا۔ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ ۚ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

۱۷ الرياض النضرة في مناقب العشرة جلد ۱ ص ۱۸ - ۱۷ ایضاً۔

— وَأَيُّوكَ سَيِّدُ كَهْوَلِ الْعَرَبِ — تمہارا باپ عرب  
کے بوڑھوں کا سردار ہے۔ — وَعَلَى سَيِّدِ شَبَابِ الْعَرَبِ —  
اور علی عرب کے جوانوں کا سردار ہے۔

### حدیث نمبر ۷۲ — توحید پر بات چیت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ  
میں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔  
وَهُوَ وَالْبُؤَيْكِرِيُّ كَلِمَانِ فِي عِلْمِ التَّوْحِيدِ  
فَأَجْلِسُ بَيْنَهُمَا ۝

حضور علی الصلوٰۃ والسلام اور جناب ابو بکر علم توحید پر گفتگو فرما رہے تھے  
تو میں ان کے درمیان بیٹھ گیا۔ فرماتے ہیں کہ گویا میں حبشی ہوں اور جو وہ کہتے  
ہیں میں نہیں جانتا۔ مطلب یہ کہ اس رازوں بھری گفتگو کو میں نہ سمجھ سکا۔

### حدیث نمبر ۷۳ — علم کا دودھ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رات  
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں نے دیکھا کہ گویا مجھے دودھ سے بھرا  
ہوا بڑا پیالہ دیا گیا ہے، یہاں تک کہ میں نے اسے سیر ہو کر پیا۔  
فَرَأَيْتُهَا تَجْرِي فِي عُرْوَتِي بَيْنَ الْجِلْدِ وَالْعَظْمِ

۱۔ الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۳۶۔

۲۔ ص ۱۵۱



فَفَضَّلَتْ مِنْهَا فَأَعْطَيْتُهَا أَبَا بَكْرٍ ۗ تُوَدِّيَهَا كَمَا تُوَدِّيهِ جِلْدُ  
اور ہڈیوں کی درمیانی رگوں میں دوڑ رہا ہے۔ جو اس سے باقی بچا وہ میں نے ابو بکرؓ  
کو عطا فرما دیا۔

لوگوں نے عرض کیا۔ یَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا عَلَيْنَا أَعْطَاكَهُ  
اللَّهُ ۗ۔ یَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَهْدِيهِ اللَّهُ تَعَالَى لِي  
آپ کو عطا کیا۔ اور آپ نے سیراب ہو کر جو باقی بچا وہ ابو بکرؓ کو دے دیا  
۔ حضورؐ نے فرمایا۔ قَدْ أَصْبَيْتُمْ ۗ۔ تم نے ٹھیک کہا۔ ۱۷

### حدیث نمبر ۲۴ ۞ غار کا ساتھی

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے  
جناب ابو بکرؓ کو فرمایا۔ اَنْتَ صَاحِبِيْ عَلٰى الْحَوْضِ وَصَاحِبِيْ  
فِي الْغَارِ ۗ تو میرا حوضِ کوثر پر ساتھی ہے اور غار میں بھی ساتھی ہے۔

### حدیث نمبر ۲۵ ۞ جس نے صدیقؓ سے محبت کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم نے فرمایا میں  
نے آسمانوں کی معراج کے وقت جبریل سے پوچھا اے جبریل! هَلْ  
عَلٰى اُمَّتِيْ حِسَابٌ؟ کیا میری امت پر حساب ہے؟ (یعنی

۱۷۔ ریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۱۵۱ و ۱۵۲۔

۱۸۔ ، ، ، ص ۱۵۱۔

۱۹۔ ، ، ، ص ۱۶۳۔

قیامت کے دن میری اُمت کا حساب ہوگا؟)

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔ كَلُّ اُمَّتِكَ عَلَيْهَا حِسَابٌ  
مَا خَلَا اَبُو بَكْرٍ۔ آپ کی تمام اُمت پر حساب ہے سوائے  
ابو بکر کے۔

جبریل کہتے ہیں کہ جناب ابو بکر صدیقؓ کو قیامت کے دن کہا جائے  
گا۔ يَا اَبَا بَكْرٍ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ۔ اے ابو بکر حنبت میں  
داخل ہو جاؤ تو ابو بکر کہیں گے۔ مَا اَدْخُلُ حَتَّى يَدْخُلَ  
مَعِيَ مَنْ كَانَ يُحِبُّنِي فِي الدُّنْيَا۔ میں جنت میں نہ جاؤں  
گا۔ جب تک میرے ساتھ جنت میں وہ داخل نہ ہو جو دُنیا میں مجھ سے  
محبت کرتا تھا۔



## کرامات ابو بکر صدیقؓ

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی متعدد کرامات کتب احادیث اور  
تفسیر اور کتب تواریح و سیر میں حیطہٴ تحریر و بیان میں آچکی ہیں۔ ان میں سے  
چند کرامات یہاں بیان کی جاتی ہیں

۔ جو ہو پر دوں میں نہ ہاں

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب کرامات صحابہؓ

لہ الریاض النضرۃ ج ۱ ص ۱۶۵۔

کے صفحہ ۱۱ پر تاریخ الخلفاء کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنابہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بیس وسق (یعنی ساٹھ ساع تقریباً پانچ من) کھجوریں جو درختوں میں لگی ہوئی تھیں ہبہ فرمائیں جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے جنابہ عائشہ صدیقہ سے فرمایا: بیٹی بے شک میں نے تجھے بیس وسق کھجوریں جو ہبہ کی تھیں۔ اگر تم ان کو توڑ کر ان پر قبضہ کر لیتیں تو وہ تمہاری ہو جاتیں مگر آج تو اس میں میراث جاری ہوگی۔ اور وارث تمہارے دونوں بھائی اور دونوں بہنیں ہیں۔ پس اب اس کو احکام قرآن مجید کے موافق تقسیم کر لینا اس پر حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا ابا جان! اگر اس سے بہت زیادہ ہی ہوتیں جب بھی میں ہبہ سے دست بردار ہو جاتی۔ لیکن یہ تو فرمائیے۔ کہ میری بہن تو ایک اسمارت ہے۔ یہ دوسری کون ہے؟ آپ نے جواب دیا بنت خارجہ (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیوی) کے پیٹ میں مجھے لڑکی دکھائی دیتی ہے۔

(کرامات صحابہ ص ۱۱۰ - جمال الادب ص ۲۸)

جو ہو پردوں میں پنہاں چشم بنیاد کچھ لیتی ہے  
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

(اقبال ص ۱۰۰)

خیال ہے کہ اس میں جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو کرامتیں ہیں۔ ایک تو یہ خبر دینا کہ اس مرض میں میرا وصال ہو جائے گا، دوسری یہ کہ اُمّ حبیبہ بنت خارجہ بن زید کے ہاں جو اولاد بعد از وفات پیدا ہوئی تھی وہ لڑکی ہے اور پھر ایسا ہی ہوا بنت خارجہ کے بطن سے اُمّ کلثوم پیدا ہوئیں۔ معلوم ہوا کہ

جناب صدیق اکبرؓ کو اللہ کی جناب سے بوسیلہ مصطفیٰ علیہ السلام ما فی الارحام عطا ہوا۔ جب غلاموں کے علم کا یہ حال ہے۔ کہ آئندہ پیش آنے والے حالات ان کے سامنے عیاں ہیں۔ تو پھر آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا کیا مقام ہوگا۔ علم خیر الانام کا انکار اور پردہ عطاءئے رب ذوالجلال والاکرام کا انکار ہے اور سعید الفطرت لوگ حضورؐ کے علم پاک کا انکار ہرگز نہیں کرتے۔

## کھانے میں برکت

امام علامہ یوسف بن اسماعیل بہانی کی عظیم کتاب ”جامع کرامات الاولیاء“ کی تلخیص کتاب لامع علامات الاولیاء کا ترجمہ جمال الاولیاء جو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے حکم سے جمیل احمد صاحب تھانوی نے کیا۔ اس کے صفحہ ۲۸ پر ہے کہ آپ کی کرامتوں میں ایک وہ واقعہ ہے۔ جس کو بخاریؒ و مسلمؒ نے حضرت ابو بکر کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمن سے روایت کیا ہے۔ کہ ایک روز شام کو حضرت ابو بکر نے تین مہمانوں کی دعوت کی۔ ان کو گھر بٹھا کر خود سرکار علیہ السلام کی خدمت میں بغرض حاضری چلے گئے۔ وہاں بیٹھے بیٹھے دیر ہو گئی۔ جب گھر تشریف لائے تو مہمانوں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور جب آپ کے فرمان پر مہمانوں نے کھانا شروع کیا تو ہر شخص یہ محسوس کر رہا تھا۔ بلکہ مشاہدہ میں آ رہا تھا کہ ہر لقمہ اٹھانے کے بعد کھانا پہلے سے زیادہ ہو جاتا۔ جناب صدیق اکبرؓ نے اپنی بیوی سے (جن کا تعلق قبیلہ بنو فراس سے تھا) فرمایا۔

يَا اُخْتِ بَنِي فِرَاسٍ مَا هَذَا۔

”اے بنی فراس کی بہن یہ کیا معاملہ ہے؟“

تو انہوں نے جواباً عرض کیا۔

« قَالَتْ قُرَّةُ عَيْنِي إِنَّهَا الْآنَ لَأَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ

ذَلِكَ بِثَلَاثِ مَرَارٍ »

میری آنکھوں کی ٹھنڈک اس وقت تو یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

اور پھر یہ کھانا آقا علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود بھی تناول فرمایا اور دیگر صحابہ کو بھی کھلایا۔  
(جمال الاولیاء ص ۲۱۸ کرامات صحابہ ص ۱۴)

## حضرت ابو بکر کے اشعار

علامہ صفوری نے روض الافکار کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک بار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت علیل ہو گئی۔ جناب ابو بکر صدیق آپ کی عیادت کے لیے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ جب واپس ہوئے تو سرکار کی علالت کی وجہ سے گھبراہٹ کے عالم میں خود بیمار ہو گئے۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحت یاب ہو گئے اور پھر آپ جناب ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکار کو دیکھا تو برہنہ یہ اشعار پڑھنے لگے۔

مَرِيضَ الْحَبِيبِ فزُرْتَهُ      قَمَرِصَتْ مِنْ أَسْفَى عَلَيْهِ

شَفَى الْحَبِيبِ فزَارَنِي      فَشَفَيْتَ مِنْ نَظَرِي إِلَيْهِ

حبیب علیل ہوا تو میں نے اُس کی زیارت کی۔ پھر میں اُس کے غم میں بیمار پڑ گیا۔ حبیب کو شفا ہوئی تو اس نے مجھے دیکھا

تو میں اس کے دیدار سے شفا یاب ہو گیا۔

(نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۰۸)

## اپنے وصال کا اعلان

تھانوی صاحب نے تاریخ الخلفاء کے حوالے سے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں نقل کیا ہے کہ ابو یعلیٰ نے حضرت عائشہؓ سے ایک قصہ کے تحت بیان کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبر نے جنابہ عائشہ صدیقہؓ سے دریافت فرمایا کہ رسول اللہ نے اس دار فانی سے کس دن رحلت فرمائی حضرت عائشہ اُمّ المؤمنینؓ نے کہا پیر کے دن۔ آپ نے فرمایا کہ میں ایک دن بعد اس چیز کا امیدوار ہوں۔

فَتُورِي لَيْلَةَ الثَّلَاثَاءِ وَدُفِنَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ  
چنانچہ آپ نے منگل کی رات کو داعی اجل کو لبیک کہا اور صبح ہونے سے پہلے آپ کو دفن کر دیا گیا۔

(کرامات صحابہ ص ۱۱)

## مکہ تھرا یا

جناب ابن سعد نے حضرت سعید ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے وقت مکہ معظمہ تھرا یا۔ جس پر صدیق اکبر کے والد ماجد جناب ابو قحافہ نے فرمایا۔ یہ زلزلہ کیسا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ”مات ابنک کہ آپ کے صاحبزادے نے جام رحلت نوش فرمایا ہے جس پر ابو قحافہ نے فرمایا یہ تو بہت بڑی سخت مصیبت آن پڑی۔

(شواہد النبوة)

## آوازِ محبوب

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبر کی وفات کے بعد بعض لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ آپ کو شہداء کے درمیان دفن کر دیا جائے اور بعض کہتے ہیں آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ ابھی یہ بات ہو ہی تھی کہ مجھ پر نیند کا غلبہ ظاہر ہو گیا۔ پھر میں نے کسی کو یہ کہتے یسنا، محبوب کو محبوب کی طرف لے آؤ۔ جب میں بیدار ہوئی تو معلوم ہوا کہ تمام حاضرین نے اس آواز کو سن لیا ہے۔ یہاں تک کہ مسجد میں موجود لوگوں نے بھی اس آواز کو گوش ہوش سے سنا۔

(شواہد النبوة رکن ششم علامہ جامی)

خالقِ حسن سے حاصل ہے معیت کا شرف  
لذتِ عشقِ خدا اُلفتِ صدیق میں ہے  
آپ کی مہر کا نقش "عَبْدٌ ذَلِيلٌ لِرَبِّ جَلِيلٍ"  
مہر کا نقش | تھا۔

آپ کے دربان اور غلام کا نام سدیف تھا۔  
آپ کے کاتب حضرت عثمان بن عفان اور حضرت  
عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہم تھے۔

## تاریخ وصال

میرت نگاروں نے کہا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۲ جمادی الثانی ۱۳ھ پیر کے دن مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی۔

## کفن کی چادر

حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میرے باپ حضرت صدیق نے فرمایا۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کفن کتنے کپڑوں کا تھا؟ فرماتی ہیں میں نے کہا تین سو تین چادریں تھیں۔ جس میں قمیض و دستار نہ تھی۔ یہ بات سن کر میرے باپ نے اپنے بستر کی چادر کی طرف دیکھا جو مرض کے دنوں میں اُن کے استعمال میں تھی اور اس میں زعفران یا سرخ مٹی کا رنگ تھا۔ آپ نے چادر کو دیکھتے ہوئے فرمایا مجھے اس میں غسل دینا اور دو چادریں مزید ملا لینا۔ آپ کو کفن پہنانے کے بعد اس چارپائی پر لٹا دیا گیا۔ جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استراحت فرمایا کرتے تھے۔ یہ چارپائی صاج کی لکڑی کی تھی اور کھجور کے پتوں کے بان کی بنی ہوئی تھی۔ یہ چارپائی مبارک اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی میراث میں فروخت ہوئی۔ جسے معاویہ کے موالی میں سے ایک شخص نے چار ہزار درہم میں خریدا ”فَجَعَلَهُ لِلنَّاسِ“ اور لوگوں کے لیے تبرک مقرر کیا۔

(الریاض النضرۃ جلد ۸ ص ۲۵۸)

## نماز جنازہ

ابو محمد سے روایت ہے کہ وہ مدینہ منورہ میں تھے کہ حضرت عمر فاروق نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ منبر کے پاس مسجد نبوی میں پڑھائی اور اُن پر چار تکبیریں کہیں

## تدفین

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پوچھا گیا کہ حضرت



ابو بکر کی نماز جنازہ کہاں پڑھائی گئی تو کہا کہ حضورؐ کی قبر اطہر اور آپ کے منبر شریف کے درمیان۔ اور پھر پوچھا گیا۔ آپ پر کتنی بکیریں کہی گئیں؟ کیا چار اور انہیں رسول کریم کی قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا اور ان کی لحد کو آپ کی لحد مبارک سے ملا دیا گیا۔ انہیں حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ، اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہم نے قبر میں اتارا اور رسول اللہ کے ساتھ حضرت عائشہ کے گھر میں دفن کیا گیا۔

(الریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۲۵۸)

## سبب موت

”الدُّرُّ الشَّمِيَّةُ فِي أَحْبَابِ الْمَدِينَةِ“ کے حوالے سے علامہ محب طبری نے ابن شہاب سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر کے پاس حلوے کا ہدیہ آیا تو اسے آپ نے حضرت حارث بن کلدہ کے ساتھ مل کر کھانا شروع کر دیا۔ حارث نے کہا اے خلیفہ رسول، کھانے سے ہاتھ اٹھالیں اسی میں ایک سال کے بعد اثر کرنے والا زہر ملا ہوا ہے۔ لہذا میں اور آپ ایک ہی دن فوت ہوں گے۔ آپ نے کھانے سے ہاتھ اٹھا لیا تو وہ دونوں مسلسل بیمار رہنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک سال پورا ہونے پر دونوں حضرات ایک ہی دن اللہ کو پیارے ہوئے۔

(الریاض النضرۃ جلد ۱ ص ۲۵۸)

## وصیت

انقال سے پہلے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے تابوت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۃ النور کے

سامنے لا کر رکھ دینا اور السلام علیک یا رسول اللہ کہہ کر عرض کرنا، حضور! ابو بکر  
 آپ کے آستانہ پاک پر حاضر ہوا ہے۔ اگر اجازت ہوئی تو دروازہ کھل جائے گا۔  
 اور مجھے اندر لے جانا۔ وگرنہ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ جب حضرت ابو بکر کی وصیت  
 پر عمل کیا گیا اور ابھی وہ کلمات پایہ اختتام کو نہ پہنچے تھے کہ دروازہ خود بخود کھل  
 گیا۔ (شواہد النبوة)

## آپ کی ازواج و اولاد

- سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چار بیویاں تھیں۔
- ① قتیلہ، یہ بنی عامر بن لوی کے قبیلہ سے تھی۔
  - ② اُمّ رومان بنت حارث، بنی فراس بن غنم بن کنانہ کے قبیلہ سے تھیں۔
  - ③ اسماء بنت عمیس، یہ حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب  
 کی بیوی تھیں۔ حضرت جعفرؓ کی شہادت کے بعد حضرت ابو بکرؓ سے نکاح  
 کر لیا۔
  - ④ اُمّ حبیب بنت خارجہ بن زید۔

## صاحبزادے

- آپؐ کے تین صاحبزادے تھے۔
- ① عبداللہ، ان کی والدہ کا نام قتیلہ تھا۔
  - ② عبدالرحمن، کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ان کی والدہ کا نام اُمّ رومان تھا۔
  - ③ محمد، ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عمیس تھا۔



## صاحبزادیاں

- سب سے بڑی صاحبزادی کا نام حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ تھا۔
- دوسری صاحبزادی کا نام پاک عائشہ صدیقہ ام المؤمنینؓ تھا۔
- تیسری صاحبزادی کا نام ام کلثومؓ تھا۔ جو سب سے چھوٹی تھیں۔

○

سلام

سایہ مصطفیٰ، نایبہ اصفیاء  
عز و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام

یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل  
ثانی اشنین، ہجرت پہ لاکھوں سلام

(فاضل بریلوی)



خلیفہ دوم  
امیر المؤمنین سیدنا

حضرت محمد بن خطاب  
فاروق اعظم

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

پیر فاروق اعظم حبیب نبیؐ جس کا تھراتے ہیں نام سن کے شقی  
ان کے انصاف کی دھوم عالم میں ہے۔ ان کی شان عدالت کی کیا بات ہے  
حضرت

سرتاپا بسالت، مینار استقامت، ماہ فلک عدالت، آسمان جلالت،  
صاحب فراست، پیکر شرافت، تصویر اخوت، تفسیر محبت، حسن خلافت، شہریار  
جہان سلطوت، تالیش چہرہ دین، امیر المؤمنین، خلیفہ رسالت مآب، ابو حفص عمر بن  
خطاب رضی اللہ عنہ، وہ مرد جلیل ہیں، جن کے اسلام لانے پر رسول خدا کو راحت  
ملی مسلمانوں کو آزادی میسر آئی۔ اور مشرکین مکہ کی کمر ٹوٹ گئی۔ دنیائے اسلام میں  
ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ چھپ کر عبادت کرنے والے سایہ دیوار کعبہ میں مصروف  
عبادت نظر آنے لگے۔ مسلمان کے چہرے پر مسرت و شادمانی کی تمازت پھیل  
گئی۔ اور عرش بریں کے فرشتوں نے خوشیوں کے نعرے بلند کیے۔ جبریل نے  
بارگاہ رسالت میں مبارک باد پیش کی۔ اسلامی عزت و وقار اور شان و شوکت  
میں ترقی ہوئی۔ ہر لب پر مسکراہٹ اور ہر دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ فاروق اعظم

وہ رجلِ عظیم ہیں جن کا نام کسُن کر بڑے بڑے سلاطین کے دل دہل جاتے ہیں اور جن کے تصور سے نامور پہلوانوں کے جسموں میں جھبر جھری اور ہتھکھڑا ہٹ پیدا ہو جاتی ہے؛ بادشاہوں کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور طاغوتی طاقتیں کانپ اٹھتیں۔ یہ وہ بالکمال اور پر جلال ہستی ہے جس کے ساتے سے شیطانِ رحیم دُور بھاگتا ہے اور جس کے چہرے کے رُعب کی ضیاء سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں۔

قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں آیا زلزلہ  
حضرت فاروق کا رعب بسالت دیکھ کر  
خضر

## نام و نسب

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا نام نامی اکرم گرامی عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن قریظ بن رباح بن عدی بن کعب بن لوی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عمرؓ کا نسب کعب بن لوی پر ملتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو حفص، لقب فاروق تھا۔

## کنیت

علامہ شبلیؒ نے نور الابصار میں ابن اسحاق کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن حضرت عمرؓ کی کنیت ابو حفص رکھی۔  
وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي حَفْصٍ وَهُوَ الْأَسَدُ۔ (نور الابصار صفحہ ۵۹)

حَفْص، حفص عربی میں شیر کے بچے کو کہتے ہیں۔

## فَارُوق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے:

آپ نے فرمایا جن دنوں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم دارِ ارقم میں تشریف فرما تھے۔ میں وہاں اسلام قبول کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ اور دروازے پر دستک دی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازے پر تشریف لائے۔ میں نے آپ کے روبرو کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کیا تو اس خوشی میں صحابہ کرام جو وہاں موجود تھے نے اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا، جسے مکہ والوں نے بھی سنا اس کے بعد میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم حق پر نہیں؟ حضور نے فرمایا

بے شک ہم حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا جب ہم حق پر ہیں۔ تو پھر فاموش کیوں رہیں چنانچہ ہم دو صفیں بنا کر کعبہ شریف پہنچے۔ ایک صف حضرت حمزہ عم رسول کی اور دوسری میری تھی۔ ہمیں دیکھ کر قریش نے غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اس دن رسول کریم نے مجھے فاروق کا لقب عنایت فرمایا۔ کیونکہ اسلام کا اعلانیہ اظہار اور حق و باطل میں نمایاں فرق اسی دن قائم کیا گیا۔

(تاریخ اسلام)

صحابہ کا سردار فاروق اعظم

دعائے محمد عطاے خدا ہے

علی پاک کا یار فاروق اعظم

جلالت کا پیکر، ہے خود دار غازی

ابن سعد نے ایوب بن موسیٰ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ وَ  
قَلْبِهِ وَهُوَ الْفَارُوقُ فَفَرَّقَ اللَّهُ بِهِ بَيْنَ

الْحَقُّ وَالْبَاطِلُ - (صواعق محرقة ۹۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کے قلب زبان پر حق جاری کر دیا اور وہ فاروق ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کے درمیان فرق کر دیا ہے۔

ہے قیصر کو کس نے رُلا یا؟ عمرؓ نے ہے کسریٰ کو کس نے بھگایا؟ عمرؓ نے  
ہے باطل کو کس نے مٹایا؟ عمرؓ نے ہے اللہ کی تلوارِ فاروقِ اعظمؓ  
اس مجاہدِ عالی وقار کی شان و شوکت کو کون بیان کر سکتا ہے۔

جس کو خود خیر الانام علیہ السلام فاروق کا لقب عطا فرمایا اور جس کے اسلام لانے پر کفار مکہ یہ کہنے پر مجبور ہو جائیں کہ مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔ اس تابشِ دینِ حق کی براد کو سلام جس کا نام سن کر بڑے بڑے فرعونوں کے سر چکرا جائیں۔ اس شمشیرِ دین، توقیرِ اسلام اور تنویرِ صداقت کی عظمتوں کو سلام جس کی ہیبت سے طواغیتِ زمانہ کے پسینے چھوٹ جائیں۔

تو نے آکر حق کو باطل سے نمایاں کر دیا کفر کی تاریکیوں کو چاک داماں کر دیا  
بت ہوئے بے آبرو کو نجی صدا تو حید کی  
تو نے پھر محرابِ کعبہ کو درختاں کر دیا

## عمرؓ انغوشِ اسلام میں

کتبِ سیر میں ہے کہ ایک روز حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ بازار میں آئے، بدن پر ہتھیار بجا رکھے تھے۔ چہرے پر غصے کے آثار نمودار تھے۔ آنکھیں سُرخ اور قبر آلود تھیں۔ سراپا غضب نظر آ رہے تھے کہ رستے میں نعیم بن عبد اللہ سے ملاقات

ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا عمر رضی اللہ عنہما کیسے ہے؟ اتنے غصے میں کیوں ہو؟ کہاں کا ارادہ ہے؟  
 جواب میں آپ نے کہا آج میں محمد بن عبداللہ کا سر اڑانے اور اس کے دین کا جھگڑا  
 چکانے جا رہا ہوں۔ حضرت نعیم نے اس ارادے سے باز رہنے کا مشورہ دیا تو حضرت  
 عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے بھی اپنا آبائی دین چھوڑ کر دین محمدی اختیار کر لیا  
 ہے۔ انہوں نے کہا۔ تمہاری بہن (فاطمہ) اور بہنوئی (سعید بن زید) بھی اپنا آبائی  
 مذہب ترک کر کے دین اسلام سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ یہ خبر سن کر عمر اور زیادہ غضب  
 ناک ہو گئے۔ اٹھے پاؤں اپنی بہن کے گھر پہنچے۔ گھر میں آپ کی بہن اور بہنوئی  
 کے علاوہ حضرت جناب رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ یہ تینوں دہیسی آواز میں سورہ  
 طہ کی تلاوت کر رہے تھے۔

حضرت عمر کے پاؤں کی آہٹ پا کر حضرت جناب اس مکان کے ایک  
 کونے میں چھپ گئے۔ حضرت عمر نے گھر میں داخل ہوتے ہی سوال کیا کہ یہ تم آہستہ  
 آہستہ کیا پڑھ رہے تھے؟ اور سنا ہے کہ تم لوگوں نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ دیا،  
 دوسری طرف سے جواب ملا۔ ہاں ہم نے باطل کو چھوڑ کر حق کا دامن تھام لیا ہے  
 یہ جملہ سنتے ہی عمر نے اپنے بہنوئی اور بہن کو اتنا مارا کہ ان کے زخموں سے خون  
 بہہ نکلا۔ عمر مارتے مارتے تھک گئے تو کہنے لگے اے میری بہن اور بہنوئی کان  
 کھول کے سن لو کہ تمہیں دین محمد چھوڑنا پڑے گا۔ وگرنہ اپنی تلوار سے تم دونوں کے  
 ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ حضرت عمر کی یہ بات سن کر۔

بہن بولی عمر ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے شکنجوں میں کیسے یا بوٹیاں کتوں سے نچالے  
 مگر ہم اپنے دین حق سے ہرگز پھر نہیں سکتے  
 بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے

ہمشیرہ کی جرات و استقامت اور بے خوف لہجہ گفتار دیکھ کر عمر کی



آنکھیں کھل گئیں۔ بہن اور بہنوئی کی جانب غور سے دیکھا کہ وہ  
دہن سے نامِ حق آنکھوں سے آنسو منہ سے خون جاری  
عمر کے دل یہ اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری

(حفیظہ جالندھری)

حضرت عمر پر ایک عالم کیف طاری ہو گیا ندامت سے گردن جھک گئی۔  
تھوڑی دیر بعد جب سر اٹھایا تو پیشانی پر پسینے کے قطرے اور آنکھیں اشک بار  
تھیں۔ بھرائی ہوئی آواز میں بولے بہن وہ کتاب جو تم پڑھ رہی تھیں۔ ذرا مجھے بھی  
دکھانا۔ آپ کی ہمیشہ نے جواب دیا۔ اس کتاب کے اوراق کو چھونے کے لیے  
پاک صاف ہونا شرط ہے۔ لہذا آپ غسل کریں۔ پھر اس کو ہاتھ لگانا  
آپ نے بہن کے کہنے پر عمل کرنے کے بعد اوراق قرآن کو لیا اور پڑھنا شروع  
کیا۔ ابھی چند ہی آیات تلاوت کی تھیں کہ پکار اُٹھے۔

اے ہمیشہ مجھے بھی دربار رسالت میں لے چلو تاکہ میں بھی ایمان و یقین کی  
دولتِ لازوال سے بہرہ یاب ہو سکوں۔

یہ سن کر حضرت جناب رضی اللہ عنہما بہر شرف لائے اور کہنے لگے اے  
عمرؓ مبارک و بشارت ہو۔ مجھے اُمید ہے کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس  
دُعا کا جواب ہو جو آپ نے جمعرات کی شب کو کی تھی۔ حضور نے اس شب  
کو اللہ کی جناب میں عرض کی۔

اللَّهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعَمْرِ بْنِ خَطَّابٍ  
اَوْ بِعَمْرِ وَبْنِ هَشَامٍ۔

اے اللہ تو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے سے اسلام  
کو عزت و سربلندی اور قوت و غلبہ عطا فرما۔

نبیؐ نے اپنے خدا سے عمر کو مانگ لیا

پھر اہل خلد کو تحفہ! دیا بنا کے دیا

غرض حضرت جناب رضی اللہ عنہ جناب عمرؓ کو ساتھ لیے حضرت ارقم  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر گئے۔ جہاں سرکار علیہ السلام تشریف فرما تھے آپ  
بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ کلمہ شہادت پڑھا اور آغوش اہلام میں چلنے  
گئے۔ یہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کے اثرات تھے کہ ایک بہن کی استقامت  
نے جہانی کو دربار رسالت میں حاضر ہو کر فاروق اعظم بننے کی سعادت کا موقع فراہم  
کیا۔

بہن کی استقامت نے عمر کو روشنی بخشی  
نگاہِ مصطفیٰ نے بندگی کو زندگی بخشی



# عمر بن خطاب

از روئے

## کتاب اللہ

عدالت کے جہاں میں مسلم تیری سلطانی  
تیری شوکت کے سطوت کے رانے ہیں زبانوں پر  
نبی نے بخش دی تجھ کو بسالت کی فراوانی  
گواہ ہیں تیری عظمت کی کئی آیات قرآنی  
خضر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق کافی تعداد میں قرآنی آیات نازل ہوئیں۔ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن میں ایسی باتیں بھی ہیں جو عمر کی رائے کے مطابق ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب کسی چیز کے بارے میں لوگ گفتگو کریں اور حضرت عمر بھی اپنی رائے کا اظہار کریں تو قرآن حضرت عمر کی رائے کے مطابق ہوتا ہے۔

امام سیوطی نے بیس موافقات کا ذکر کیا ہے۔

آیت نمبر ① — جب عمر اسلام لائے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

الْمُؤْمِنِينَ۔ (پ۔ انفال آیت ۶۴)

ترجمہ: اے نبی کافی ہے آپ کو اللہ تعالیٰ اور جو آپ کے فرماں بردار ہیں۔ مومنوں سے۔

طبرانی وغیرہ نے ابن عباس، ابن منذر، ابن جبیر اور ابوالشیخ نے ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ۔

”أَنَّهَا نَزَلَتْ يَوْمَ اسْتَلَمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ“

(رُوحُ الْمَعَانِي)

ترجمہ: جس دن عمر بن خطاب ایمان لائے اس دن یہ آیت پاک نازل ہوئی۔

## آیت نمبر ۴

أَحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ۔ (پارہ ۲ سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۷)

ترجمہ: حلال کر دیا گیا تمہارے لیے رمضان کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا۔

ابتداء میں ماہِ رمضان کی راتوں میں بھی اپنی عورتوں سے قربت ممنوع تھی ایک رات حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے اور اپنے آپ کو ملامت کرتے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے معذرت خواہ ہوں کہ میں عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد گھر گیا۔ تو میں نے بڑی عمدہ خوشبو پائی اور میرے نفس نے مجھے اپنی زوجہ کی قربت پر آمادہ کر دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا: اے عمر تجھے ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اتنی دیر میں متعدد افراد نے بھی یہی عرض کیا۔

”فَنَزَلَتْ فِي عُمَرَ وَأَصْحَابِهِ (تفسیر خاندن)  
 ”پس یہ آیت پاک عمر فاروق اور ان کے ساتھیوں کے حق نازل ہوئی“  
 معلوم ہوا کہ بعض اوقات بزرگوں کی چھوٹی سی لغزش آنے والوں کے لیے  
 عطا و نجات کا ذریعہ ہوتی ہے۔

## آیت نمبر ۳ — فرشتوں کا دشمن

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ  
 وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ

(پارہ ۱ سورہ بقرہ آیت ۹۸)

اور جو کوئی دشمن ہوا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں  
 اور جبریل و میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے (ان کا فردوں کا)  
 امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب  
 تاریخ ائخلفاء میں اور علامہ آلوسی بغدادی اپنی محکمۃ الاراء تفسیر روح المعانی میں رقم  
 طراز ہیں کہ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ جبریل ہمارا دشمن ہے تو  
 حضرت عمر نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ  
 وَمِيكَائِيلَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ

اور بالکل ان ہی الفاظ میں آیت نازل ہوئی ہے  
 کئی بار ان کی باتیں بن گئیں آیات قرآنی  
 مسلم تھی فراست حضرت فاروق اعظم کی

## آیت نمبر ۵ — مقام ابراہیم

وَإِذْ دَوَّامِرًا مِّنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّىٰ -

(پ ۱ سورۃ بقرہ آیت ۱۲۵)

ترجمہ: بنا لو ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو جائے نماز۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں تین باتوں میں اپنے رب کے موافق ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم،

”لَوْ أَنِّي أَخَذْتُ مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّىٰ“

کاش میں مقام ابراہیم کو جائے نماز بناؤں۔

فَنَزَلْتُ “وَإِذْ دَوَّامِرًا مِّنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّىٰ“

(تفسیر فائز، تفسیر درمنثور)

خیال رہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے، جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ معظمہ کی تعمیر کرتے رہے۔

”اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں کی ہر ادا اور ان سے تعلق رکھنے والی ہر چیز بڑی پیاری ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ بے جان حقیر پتھر جسے حضرت خلیل علیہ السلام کے پاؤں سے چھو جانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ قدرت کی نگاہ میں اتنا عزیز اور ذی شان ہے کہ امت مصطفویٰ کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اسے اپنی جائے نماز بنا لیں۔“

(ضیاء القرآن)



## آیت نمبر ۵

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ  
الْآخِرِ (پارہ ۵، سورۃ نسا، آیت ۵۹)

ترجمہ: پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹنا دو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ اور قیامت پر۔

سورۃ نسا کی آیت نمبر انسٹھ اور ساٹھ کی شان نزول کے متعلق علماء تفسیر و حدیث نے یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان جھگڑا تھا یہودی نے منافق کو کہا کہ ہم اس جھگڑے کا فیصلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے کروا لیں۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ آپ رشوت وغیرہ کی آلاستوں سے پاک ہیں اور منافق نے کہا کہ ہم کعب بن اشرف یہودی عالم سے فیصلہ کروائیں گے۔ تاکہ رشوت وغیرہ سے کام چل سکے۔ پس ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم مان لیا۔ پس حضور نے یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور منافق راضی نہ ہوا اور کہا ہم حضرت عمر کے پاس یہ فیصلہ لے جائیں گے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو یہودی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے۔ اور یہ ان کے فیصلے پر راضی نہیں۔ حضرت عمر نے منافق سے فرمایا۔ کیا ایسا ہی ہے؟ اس نے کہا ہاں! حضرت عمر نے فرمایا میرے آنے تک یہیں بٹھرو۔ پس حضرت عمر گھر میں داخل ہوئے اور اپنی تلوار نکال لائے، آتے ہی منافق کی گردن اڑا دی اور فرمایا۔

هٰكذَا أَقْضَى لِمَنْ لَمْ يَرِضْ بِقَضَاءِ اللَّهِ

وَرَسُولِهِ ۝

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے پر راضی نہ ہو۔ میں اس کا فیصلہ یوں کرتا ہوں۔

(نفسی، غازن، روح المعانی، ضیاء القرآن)

اس منافق کا نام بشر تھا جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور یہودی کو مجبور کر کے حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمر نے اس کو قتل کر کے اپنے اس عمل سے یہ امر واضح کر دیا کہ کفر و نفاق اور منافقت و شیطنت کا بہترین علاج یہی ہے۔

خیال رہے کہ منافقین کی علامت یہ ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا تو انکار کرتے ہیں۔ مگر اپنے باطل نظریات کو چھپانے کے لیے حضورؐ کے غلاموں کے حوائے سے بات بنانے کی ناکام کوشش ضرور کرتے ہیں۔

## آیت نمبر ۶ قصہ افک

سیدہ عائشہ صدیقہ اُم المؤمنین سلام اللہ علیہا کی عفت و پاکیزگی پر منافقین نے جو بہتان تراشی کی تو اس کے بارے میں حضور علیہ السلام نے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا تو حضرت عمر فاروق نے عرض کیا ”مَنْ زَوَّجَكَهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ - يَا رَسُولَ اللَّهِ! حضرت عائشہؓ کو آپ کی زوجیت میں کس نے دیا ہے حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ حضرت عمر نے عرض کیا:

أَفْتَضُنُّ أَنْ رَبَّكَ دَكَّسَ عَلَيْكَ فِيهَا - کیا آپؐ خیال فرماتے ہیں کہ آپ کے رب نے یہ معاملہ آپ سے مخفی رکھا ہوا ہے۔

برگزر نہیں۔



## سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ

(پارہ ۱۸ سورہ نور آیت ۱۶)

اے اللہ! تو پاک ہے۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

(صواعقِ محفہ صفحہ ۱)

یہ وہ الفاظ ہیں جو حضرت عمرؓ کی زبان پر جاری ہوئے اور یہ الفاظ بعینہ سورہ نور کی ایک آیت کی صورت اختیار کر گئے۔

## قصہ افک، عمرؓ، عثمانؓ اور علیؓ

جب منافقوں نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان تراشی کی تو مدینہ الرسول کی گلیوں میں ادا سی چھاگئی۔ صحابہ کبار کے دل اضطراب کی لپیٹ میں آ گئے۔ افواہوں کے نوک دار کانٹوں نے محبت و عقیدت کے پھولوں کی پتیوں کو زخمی کر دیا۔ منافقین کی لمبی لمبی زبانیں آگ اگل رہی تھیں۔ دشمنان اسلام نے آسمان سر پر اٹھالیا۔ یہود و نصاریٰ کے پروپیگنڈا نے جلتی پرتیل کا کام کیا۔ ایسے حالات میں شاہِ مدینہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پریشان ہونا ایک طبعی امر تھا۔ جب یہ بہتان، طوفان کی صورت اختیار کر گیا۔ تو پھر چہرہ پر انوار پر اضطرابی کیفیت دیکھ کر حضورؐ کے جاں نثار آگے بڑھے اور حضورؐ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نہایت ادب سے معروضات پیش کیں۔ جنہیں امام ابوالبرکات نفسی نے اپنی تفسیر میں نقل فرمایا ہے۔ سرکارِ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرکارؐ کی خدمت میں عرض کی۔ یا رسول اللہ!

أَنَا قَاطِعٌ بِكَذِبِ الْمُنَافِقِينَ — منافقوں نے

جو اتم المؤمنین پر بہتان باندھا ہے میں اس جھوٹ کو مسترد کرتا ہوں۔  
 — لِأَنَّ اللَّهَ عَصَمَكَ مِنْ وَقُوعِ الذُّبَابِ عَلَى جِلْدِكَ  
 — کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسمِ اطہر پر مکھی کو بیٹھنے سے منع فرمادیا  
 ہے۔ — لِأَنَّهُ يَقَعُ عَلَى النَّجَاسَاتِ فَيَتَلَطَّحُ بِهَا۔  
 — کیونکہ وہ نجاست پر بیٹھتی ہے، جس سے گندگی بل جاتی ہے۔ —  
 فَلَمَّا عَصَمَكَ اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ الْقَدْرِ مِنَ الْقَدْرِ  
 — پھر خدا آپ کو اس گندگی سے محفوظ رکھتا ہے۔ —  
 فَكَيْفَ لَا يَعْصِمُكَ عَنْ صُحْبَةِ مَنْ تَكُونُ  
 مُتَلَطِّحَةً بِمِثْلِ هَذِهِ الْفَاحِشَةِ؟ —  
 پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو ایسی عورت کی صحبت سے محفوظ نہ  
 فرمائے جو آلودہ ہو اس قسم کی بُرائی کے ساتھ۔

حضرت عمر کا اندازِ بیاں ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے کتنے نفیس پیرایہ میں  
 حسین ترین استدلال پیش کیا۔ جس سے حضورؐ کا چہرہ چمک اُٹھا۔ آپ کے  
 بعد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی عظمت اور اتم المؤمنین کی پاکیزگی کو  
 ان الفاظ میں بیان کیا۔

اے اللہ پاک کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

”إِنَّ اللَّهَ مَا أَوْقَعَ ظِلِّكَ عَلَى الْأَرْضِ — بے شک  
 اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر نہیں پڑنے دیا۔ — لِيَعْلَمَ بِضَعِ  
 الْإِنْسَانِ قَدَمَهُ عَلَى ذَاكَ الظِّلِّ — تاکہ کسی انسان کا  
 قدم آپ کے سایہ پر نہ آسکے۔ — فَلَمَّا لَوْ يُمْكِنُ أَحَدًا  
 مِنْ وَضْعِ الْقَدَمِ عَلَى ظِلِّكَ — جب اللہ نے کسی کو یہ قدرت

نہیں دی کہ وہ اپنا قدم آپ کے سایہ پر رکھے۔ کَيْفَ يُمْكِنُ  
أَحَدًا مِنْ تَلَوِيثِ عِرْصِنِ زَوْجَتِكَ — تو وہ کسی کو کیسے قدرت  
وہمت دے گا کہ آپ کی زوجہ محترمہ کی عزت کو ملوث کرے۔

حضرت عثمان غنی کا استدلال اور طرزِ بیان تشفی کی نرم و نازک اور پاکیزہ حریر  
میں لپٹا ہوا ہے جس میں سید عالم کی لطافتوں کا تذکرہ بھی ہے۔ اُمّ المؤمنین کی  
پاک دامن کا ذکر بھی ہے۔

اب ذرا مولائے کائنات، بابِ شہرِ علوم حضرت سیدنا مرشدنا علی المرتضیٰ  
کرم اللہ وجہہ کا بیان و کلام بھی دیکھیں جو اپنے اندر حقائق کا ایک پورا جہاں بسائے  
ہوئے ہیں۔ کیونکہ یہ اس سید العرب کا کلام ہے جو متکلمین کا امام ہے۔

جناب علیؑ حضور کی بارگاہِ عالی وقار میں عرض کرتے ہیں۔ اے شاہِ عالم  
” ایک بار آپ کی نعل مبارک کے ساتھ آلائش لگ گئی تھی۔

إِنَّ جِبْرِيلَ أَخْبَرَكَ أَنَّ عَلِيَّ نَعَلَيْكَ قَدْرًا وَ  
أَمْرًا بِأَخْدَاجِ النَّعْلِ عَنِ رِجْلِكَ بِسَبَبِ مَا  
التَّصَقَّ بِهِ مِنَ الْقَدْرِ — حضرت جبریل نے آکر بتایا اور اس  
نعل کو پاؤں سے الگ کرنے کی عرض کی۔ کیونکہ اس کے ساتھ آلائش  
لگی ہوئی تھی۔ فَكَيْفَ لَا يَا مُرَّكَ بِأَخْدَاجِهَا بِتَقْدِيرِ  
أَنَّ تَكُونَ مُتَلَطِّخَةً بِشَيْءٍ مِنَ الْفَوَاحِشِ؟ — اس

وجہ سے کہ وہ کسی ایسی ویسی بُرائی میں ملوث ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر  
کوئی ایسی ویسی بات ہوتی تو خدا بزرگ و برتر اس امر کو کس طرح برداشت فرماتے

(تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التأویل جلد ۲ ص ۲۹۲ مطبوعہ دارالکتاب

العربیہ لبنان) (تفسیر نفسی علی ہاشم سخا زین جلد ۳ ص ۲۲۲)

مندرجہ بالا تفسیر جو سورہ نور (پارہ ۱۸) کی آیت نمبر ۱۲ کے آخری الفاظ (هَذَا اَفْكَ مُبِينٌ) کے ضمن علامہ نفسی نے بیان فرمائی ہے۔ جہاں اس میں جناب عمر فاروق، جناب عثمان غنی اور مولا علی رضی اللہ عنہم کے صداقت کی خوشبو میں ڈھلے ہوئے الفاظ میں محبت و عقیدت کے جذبات کی ترجمانی ہوئی ہے۔ وہاں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے مثل معجزات و کمالات اور اوصاف حمیدہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جو لوگ سرکار کے صحابہ پر طعن کرتے ہیں وہ ان حقیقتوں کی روشنی کو اپنے دلوں میں بسالیں۔ اور جو لوگ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے مثل تصور کرتے ہیں۔ وہ بھی مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں اپنے بے حقیقت نظریات پر نظر ثانی فرمائیں۔ کوئی نبی، کوئی مرسل رسول اکرم کی مثل نہیں کسی پیغمبر کے اصحاب حضور کے اصحاب کی مثل نہیں یہ وہ حقیقت ہے جس سے انکار کا کسی صاحب ایمان کے تخیلات میں یارا نہیں۔

سرکار کو اپنی مثل کہنے والے ذرا غور کریں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم اطہر پر پنجاستوں کی دنیا میں بسیر کرنے والی مکھی نہیں بیٹھ سکتی۔ جب کہ معاندین مکھیوں کے جھرمٹ میں زندگیاں بسر فرما رہے ہیں۔ خدا نے اپنے حبیب کا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا کہ کہیں کسی انسان کا قدم حبیب کے سایہ پر نہ آ جائے۔ آقائے قدسیاں کے پاؤں کی نعلین کے ساتھ مچھڑ کے پر کے برابر بکری کی منگنی کا فضلہ لگ جائے تو سدرہ سے حیران نازل ہو کر دست بستہ عرض کریں کہ حضور اپنے پاک طیب اور ریشم سے زیادہ نرم و نازک پاؤں سے نعل اتار دیں کہ اس میں تھوڑی سی آگوش لگ گئی ہے

لہ اَفْكَ جھوٹی بات کو کہتے۔

جو حیرت اور رب جلیل کو گوارا نہیں۔ نبوت کی طبیعت کی نفاست پر یہ امر بھی گراں ہے کہ نعلین کے تلوے میں ایسی چیز لگ جاتے جو لالٹشوں کے قبیل سے تعلق رکھتی ہو۔ ادھر کمالات نبوت کے منکرین کی طرف دیکھیں جو عصر مذلت میں ڈبکیاں لگا رہے ہیں۔



## فَارُوقِ عَظِيمِ رضی اللہ عنہ

از روئے

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فدائے جمال شہِ مرسلین بھی  
ہے سطوت کا مینار فاروقِ عظیم

عمر ہے محبت کا ماہِ حسین بھی  
امیرِ امیران، امامِ زمانہ

خضر

### حدیث نمبر ①

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

”لَوْ كَانَ نَبِيٌّ بَعْدِي لَكَانَ عُمَرُ بْنُ

(جامع ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

الْخَطَّابِ.

”اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا۔“

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ نبوت و رسالت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ سرکارِ علیہ السلام نے واضح اور غیر مبہم انداز میں فرمادیا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر فاروق ہوتا۔

نبوت کا ہو اور بند جب آئے نبی سرور  
نبی آسکتا اگر کوئی تو پھر آتے عمر زہبر

### حدیث نمبر ۲

جناب عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ پہلی امتوں میں محدث ہو کرتے تھے۔  
فَاِنْ يَلِكُ فِيْ اُمَّتِيْ اَحَدٌ فَعَمْرُ بِنِ الْخَطَّابِ۔  
اب اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو عمر بن خطاب ہے۔

(ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۱)

صواعقِ محرقہ میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے عرض کی یا رسول اللہ محدث کیسے کہتے ہیں تو آپ نے فرمایا ”تَتَكَلَّمُ الْخَلِيْفَةُ عَلٰى لِسَانِهِ“ کہ اس کی زبان پر فرشتے بولتے ہیں۔ (صواعقِ محرقہ ص ۹)

نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں ہے کہ :

مُحَدِّثٌ (بجسردال بصیغۃ اسم فاعل) حدیث کے راوی کو کہتے ہیں اور  
مُحَدَّثٌ (بفتح وال بصیغۃ اسم مفعول) اسے کہتے ہیں جسے الہام ہو اور  
وہ صاحب کشف و مکاشفہ ہو۔

(نور الابصار ص ۹)

تو محدث تو مفسر تو مجاہد تو فقیہ  
تو نے ملت کی ہر اک مشکل کو آسان کر دیا

### حدیث نمبر ۳ — دعائے رسولؐ —

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اللَّهُمَّ اعْزِ الْأِسْلَامَ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ  
خَاصَّةً“  
(سنن ابن ماجہ شریف)

”اے اللہ! اسلام کو عمر بن خطاب کے ساتھ خاص طور پر  
عزت عطا فرما۔“

خدا سے مصطفیٰ نے ان کو مانگا  
نبی کا مددگار فاروق اعظم

### حدیث نمبر ۴ — شیطان عمر سے ڈرتا ہے —

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”إِنَّ الشَّيْطَانَ يَفِرُّ مِنْ عُمَرَ“

(صواعق محرقة ص ۹)

”اس میں کوئی شک نہیں کہ شیطان عمر سے ڈرتا ہے“

### حدیث نمبر ۵ —

حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا۔

إِنِّي لَا أَنْظَرُ إِلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ قَدُ  
فَرَّوْا مِنِّي عُمَرَ۔ (جامع ترمذی شریف جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)  
ترجمہ: میں جن وانس کے شیطانوں کو عمر سے بھاکتے دیکھ رہا ہوں۔

### حدیث نمبر ۴

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”إِنَّ الشَّيْطَانَ يَخَافُ مِنْكَ يَا عُمَرُ“

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۱۰)

ترجمہ: اے عمر! بے شک تم سے شیطان خوف کھاتا ہے:  
عمرؓ کے نام سے ساعے سے ہر شیطان ڈرتا ہے  
خدا والوں سے ہر بے دین و بے ایمان ڈرتا ہے

### حدیث نمبر ۵

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہ دو  
عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا فِي السَّمَاءِ مَلَكٌ إِلَّا وَهُوَ يُوَقِّرُ عُمَرَ  
وَمَا فِي الْأَرْضِ شَيْطَانٌ إِلَّا وَهُوَ يَفْرِقُ مِنْ  
عُمَرَ۔ (صواعق محرقة ص ۹)

آسمانوں میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو عمر کی توقیر (عزت) نہ کرتا ہو  
اور زمین میں کوئی ایسا شیطان نہیں ہے جو عمر سے ڈرتا نہ ہو۔



اس سے یہ امر ظاہر ہوا کہ۔ ہ  
فرشتے کرتے ہیں توقیر و عزتِ فاروقؓ  
الاپتے ہیں وہ نعمتِ شوکتِ فاروقؓ  
ہے خوف طاری شیاطینِ ارض پر ان کا  
نہیں وہ جانتے بد بخت، عظمتِ فاروقؓ

### حدیث نمبر ۸

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا۔

”وَلَذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقَيْكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا  
فَجَاقِطُ إِلَّا سَلَكَ فَجَاغَيْرَ فَجَلَّكَ۔“

(بخاری و مسلم شریف)

ترجمہ: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کہ  
شیطان اس راستے پر کبھی نہیں چلے گا۔ جس پر تو چل رہا ہے۔ بلکہ دوسرا  
رستہ اختیار کرے گا۔

### حدیث نمبر ۹

طبرانی نے حضرت مدلیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ الشَّيْطَانَ لَمَّا يَلْقَ عُمَرَ مِّنْهُ أَسْلَمَ إِلَّا

خَرَّ لِيَوْجِهِ۔“

(صواعقِ محرقة صفحہ ۹۰)

ترجمہ: بے شک عمر کے اسلام لانے کے بعد شیطان انہیں جہاں بھی

بلا مُننہ کے بل گرا۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ناری ہوں یا  
خاکی جنات میں سے ہوں یا انسان میں سے۔ دونوں قسم کے شیاطین حضرت عمر فاروق  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ڈرتے اور دُور بھاگتے ہیں۔ آپ کے رعب و جلال کا خوف  
ہر وقت ان پر طاری رہتا ہے اور شیطان اس رستے پر سرگز نہیں چلتا جس پر حضرت  
عمر چلے ہوئے ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عمر جس رستے پر ہے وہ حق ہے کہ اس  
کی آخر رسول علیہ السلام نے گواہی دی۔

### حدیث نمبر ۱۰ — زبانِ عمرؓ

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ارشاد فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ يَقُولُ بِهِ

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱ مطبوعہ سعید کینی کراچی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق جاری فرما دیا ہے جو کچھ وہ کہتے  
حق ہی کہتے ہیں۔

### حدیث نمبر ۱۱ — فرشتوں نے خوشی منائی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ ایمان لائے تو جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا:  
يَا مُحَمَّدُ لَقَدْ اسْتَبَشَرَ اَهْلُ السَّمَاءِ بِاسْتِزْمِ  
عُمَرَ۔ (ابن ماجہ شریف)

ترجمہ: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے اسلام لانے کی خوشی منائی ہے۔

اس کے ایماں سے لَقَدْ اسْتَبَشَّرَ اَهْلُ السَّمَاۗءِ  
یوسف گم گشتہ آئے جیسے سوئے کارواں

عبدالعزیز خالد

## حدیث نمبر ۱۲ — سونے کا محل —

حضرت جابر، معاذ، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا کیس کا ہے۔

فَقِيلَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ -

(ترمذی شریف جلد ۶ صفحہ ۲۰۹)

ترجمہ: تو کہا گیا کہ یہ عمر بن خطاب کا ہے۔

## حدیث نمبر ۱۳ — چراغ اہل جنت —

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ کے پاس کچھ مال حاضر کیا گیا تاکہ اسے تقسیم کریں آپ نے امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مال کی تقسیم کی ابتداء کی تو آپ کے صاحبزادہ عبداللہ رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور عرض کی کہ ابا جان میں زیادہ حق دار ہوں۔ آپ مجھے عطیہ میں مقدم رکھیں کیونکہ میں خلیفہ کا بیٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اے عبداللہ! هَاتِ لَكَ اَبَاكَ ابِيْهِمَا وَجَدَّ اَكْجَدِّهِمَا۔

تم ان کے باپ جیسا اپنا باپ اور ان کے نانا جیسا اپنا نانا  
لاؤ۔“

حضرات حسنین کرمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے والد حضرت علی  
کرم اللہ وجہہ سے اس گفتگو کا ذکر کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف متوجہ  
ہو کر فرمایا کہ جاؤ امیر المؤمنین کو یہ خوشخبری دو کہ میں نے سرور کائنات صلی  
اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جبرئیل نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کو فرمان ہے۔

”إِنَّ عُمَرَ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ“

عمر اہل جنت کے چراغ ہیں

دونوں صاحبزادے آئے اور امیر المؤمنین کو یہ خبر دی تو آپ کو بہت خوشی  
ہوئی اور فرمایا تم جو بیان کر رہے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لکھو لاؤ۔ دونوں  
صاحبزادے آئے اور اپنے والد سے لکھوا لیا۔ جب امیر المؤمنین فاروق اعظم کی  
وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا:  
إِذَا مِتُّ فَتَادُ فِتْوَا مَعِيَ خَطَّ الْإِمَامِ عَلِيِّ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ امام علی رضی اللہ عنہ  
کا خط دفن کروینا۔

فَعَلَّ ذَلِكَ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

(نور الابصار صفحہ ۶۵، مطبوعہ مصر ۱۳۸۲ھ)

حدیث نمبر ۱۴ — حضور عمر کے ساتھ ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔

”عُمَرُ مَعِيَ وَ اَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ مَعَ عُمَرَ“

(نور الابصار صفحہ ۶۱)

عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں۔ عمر جہاں بھی ہو  
حق اس کے ساتھ ہے۔

### حدیث نمبر ۱۵

علامہ سید مؤمن شبلنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ولیمی اور سند فردوس کے حوالے  
سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
”رِضَا الرَّبِّ رِضَا عُمَرَ“ (نور الابصار صفحہ ۶۱)  
عمرؓ کی رضا میں رب کی رضا ہے۔

### حدیث نمبر ۱۶

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ”الصَّوَاعِقُ الْمَحْرَقَةُ“ میں طبرانی کے  
حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے بیان کیا ہے کہ رسول کریم علیہ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نے فرمایا:  
”قَالَ لِي جَبْرِيلُ لَيْسَ بِكَ الْاِسْلَامُ عَلَيَّ مَوْتِ  
عُمَرَ“ (صواعق محرقة ۹۷)  
ترجمہ: جبریل نے مجھے کہا اسلام کو عمر کی موت پر رونا چاہیے۔

### حدیث نمبر ۱۷ — مفتاح الاسلام

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک روز نبی صلی اللہ

علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ کر تبسم فرما رہے تھے اور آپ نے فرمایا اے عمر بن خطاب کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے چہرہ کو دیکھ کر کون خوش ہوں؟ عرض کیا "اللہ ورسولہ اعلیٰ" اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں" آپ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تبارک تعالیٰ نے عرفہ کی رات تمہاری طرف شفقت و رحمت کی نظر فرمائی۔ وَجَعَلَكَ مِفْتَاحَ الْإِسْلَامِ اور اللہ تعالیٰ نے تجھے اسلام کی کنجی بنا دیا۔

(شہادتِ نواسہ سیدالابرار صفحہ ۲۵۰ بحوالہ دارقطنی)

## حدیث نمبر ۱۸ — عمر کی غیرتِ ایمانی

حضرت امّ الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز عتبہ بن ربیعہ، ابو جہل بن ہشام، عباس بن عبدالمطلب (عمّ رسول) ابی بن خلف، امیہ بن خلف، وغیرہ کو اسلام کی دعوت فرماتے تھے۔ اس درمیان میں حضرت عبداللہ بن امّ مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو نابینا تھے) حاضر ہوئے اور اس نے بار بار بلند آواز سے "ندا کر کے عرض کیا "يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِمَنِي مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ" اے اللہ کے رسول جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ اس میں سے مجھے بھی سکھائیے۔ ابن امّ مکتوم نے یہ نہ سمجھا کہ حضور دوسروں سے گفتگو فرما رہے ہیں (اس لیے کہ آپ نابینا تھے) اس سے قطع کلام ہوگا۔ یہ بات حضور علیہ السلام کو گراں گزری اور اتارنا گواری چہرہ اقدس پر نمایاں ہوئے جس پر سورہ عبس کی آیات نازل ہوئیں۔

"عَبَسَ وَتَوَلَّى . أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى . وَ مَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهِ زَكَّى ."

ترجمہ: تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا (اس وجہ سے کہ) آپ کے پاس  
ایک نابینا حاضر ہوا اور آپ کیا جانیں شاید یہ پاکیزہ تر ہو جاتا۔  
یہاں پر نابینا فرمانے میں عبد اللہ بن اُمّ مکتوم رضی اللہ عنہ کی معذوری کی طرف  
اشارہ ہے۔ (تفسیر خزائن القرآن از صدر الاقائل رحمۃ اللہ علیہ)

خیال ہے کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام سے تھوڑے  
سے رنگِ جلال و عتاب میں گھٹ گوفرمائی۔

ضیاء القرآن میں تعارف سورۃ عبس کے ضمن میں رُوح البیان کے حوالے  
سے لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروق کو پتہ چلا کہ ایک امام (مسجد) ہمیشہ نماز میں اسی  
سورۃ (عبس) کی قرأت کرتا ہے۔ تو آپ نے ایک آدمی بھیجا جس نے اس  
کا سر قلم کر دیا۔ چونکہ وہ حضور کے مرتبہ عالی کی تنقیص کے ارادے سے اس کی  
قرأت کیا کرتا تھا۔ تاکہ مقتدیوں کے دل میں بھی حضور کی عظمت کم ہو جائے  
اس لیے نگاہ فاروق میں وہ مرتد تھا اور مرتد واجب القتل ہوا کرتا ہے۔

(ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی تنقیص کے ارادے سے قرآن حکیم کی تلاوت  
بھی ایک خاص قسم کے جرم کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے اور یہ اہل نفاق  
کا پرانا طریقہ ہے۔

ان لوگوں کو اس بات پر بار بار غور کرنا چاہیے جو اپنی تمام غاصبہ حثیتیں  
اس پر صرف کر رہے ہیں۔ کہ سرورِ عالم بھی عام انسان کی مانند تھے۔  
ان کی تنقیص کرو آقا بھی مانو ان کو  
یوں نہ ہم دوش کرو کفر کو اسلام کے ساتھ

(صائم چشتی)

## حدیث نمبر ۱۹ — حسین کو مقدم کہا

علامہ محمد عبدالسلام رضوی نے اپنی کتاب شہادتِ نواسۃ سیدالابرار میں اصولِ کافی کے صفحہ نمبر ۲۹۲ کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ایران کو فتح کیا اور اسلام کا علم بلند کیا تو مالِ غنیمت میں ایران کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی شہربانو حضرت عمرؓ کے پاس آئی تو سیدنا عمر فاروقؓ نے سیدنا حسین علیہ السلام کو مقدم سمجھا اور یہ شہزادی سیدنا حسین علیہ السلام کے پاس نکاح کے موقع پر اس حال میں آئیں کہ شاہانہ پوشاک جس پر ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے اور سونے چاندی کے زیورات سے آراستہ تھی اور اس طرح سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ نکاح کر کے آپ کے حوالے کر دیا۔

جنابہ شہزادی شہربانو رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطنِ اطہر سے سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور آپ سے نسلِ حسینی جاری ہوئی۔ ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر گو وہ میں سیدنا حسین علیہ السلام کو لے کر کہا:

”هَلْ أَنْبَتَ الشَّعْرَ عَلَيَّ رُوْسِنَا إِلَّا أَبُوكَ  
ہمارے سروں پر بال کس نے اگائے ہیں۔ تمہارے ہی نانا جان صلی اللہ  
علیہ وسلم نے۔“

یعنی یہ سب عزت و عظمت اور ثروت مرتبت سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے۔

(شہادتِ نواسۃ سیدالابرار صفحہ ۲۹۲)



## حدیث نمبر ۲۰ — اسلام کا سچا ہمدرد

سیدی شیخ الاسلام والمسلمین سیالوی قدس سرہ العزیز نے اپنی کتاب مذہب شیعہ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر اہل تشیع کی معتبر ترین کتاب تاریخ التواریخ جلد ۵ کتاب نمبر ۴ صفحہ نمبر ۱۲۲ کے حوالے سے سیدنا عم فاروق کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ رحمتیں فرماتے ابا حفص عمر رضی اللہ عنہ، پر، خدا کی قسم وہ اسلام کے سچے ہمدرد تھے، یتیموں کے آسرا تھے، احسان کے اعلیٰ مرتبہ پر متمکن تھے، ایمان کا مرکز تھے ضعیفوں کی جائے پناہ تھے، متقی اور پرہیزگاری کے ملجا و ماوی تھے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت فرمائی جس میں تکلیفوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے والے تھے، یہاں تک کہ دین روشن کیا، ملکوں کو فتح کیا، اور اللہ کے بندوں کو خوف سے بچا کر امن میں رکھا۔ اَعْقَبَ اللهُ مَنْ يُنْقِصُهُ اللَّعْنَةُ اِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ جو شخص بھی ان کی شان کو گھٹائے وہ قیامت تک اللہ کی لعنت کا مستحق ہے۔

ولا کی بے تو شان، جان و فابھی تو فروس والوں کا روشن دیا بھی

تیرے سائے دشمن ہیں لاریب از دل

ہے سب کا بل نارفاروق اعظم

## حدیث نمبر ۲۱ — عمر کا اعمال نامہ اور علی

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحقیقی کتاب ”مذہب شیعہ“ کے صفحہ نمبر ۳۱ پر اہل تشیع کی مشہور اور معتبر ترین کتاب ”الستافی لعلمہ

انہدای " جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ (مطبوعہ نجف اشرف) کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے۔ کہ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو بعد از شہادت غسل دے کر کفن پٹنایا گیا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا:

”صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مَا عَلَى الْأَرْضِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ  
أَلْقَى اللَّهُ بِصَحِيفَةٍ هَذَا الْمُسْتَجِي بَيْنَ  
أَظْهُرِ كُؤُ“

ترجمہ: اس پر اللہ تعالیٰ کی صلوة رحمتیں اور برکتیں ہوں تمام ارضوں  
زمین پر میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ  
میں اللہ سے بلوں اور میرا نام اعمال بھی اس کفن پوش کے اعمال  
نامہ کی طرح ہو جو اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے:

— حدیث نمبر ۲۲ — حضور نے عمر کو سینے سے لگایا —

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ دو جہاں منبر  
پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور بعد میں فرمایا میں تمہیں اپنے صحابہ  
سے اختلاف کرتے دیکھتا ہوں — اَمَا عَلِمْتُمْ إِنْ حُبِّي وَحُبِّ  
آلِ بَيْتِي وَحُبِّ أَصْحَابِي فَرَضَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيَّ أُمَّتِي  
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ — کیا تم نہیں جانتے ہو، کہ میری اور میرے اہل  
بیت کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالیٰ نے میری امت پر قیامت  
تک فرض کر دی ہے — پھر آپ نے جناب ابو بکر صدیق کی وفاقوں کو بیان

کرنے کے بعد فرمایا۔ عمر ابن خطاب کہاں ہیں؟ حضرت عمرؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ میں یہاں ہوں سرکار نے فرمایا۔ اُذُنٌ مِستیٰ فَنَدَانَا مِنْهُ فَضَمَّمَهُ اِلَى صَدْرِهِ، وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔  
 میرے قریب آجاؤ، وہ قریب ہوئے۔ تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو چُومنا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخساروں پر آنسو بہ رہے تھے۔ پھر آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا۔ اے مسلمانوں کی جماعت یہ عمر ابن خطاب ہے۔ هَذَا شَيْخُ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ، هَذَا الَّذِي أَمَرَ بِي اللَّهُ أَنْ أَتَّخِذَهُ ظَهِيرًا وَمَشِيرًا۔ یہ مہاجرین اور انصار کا شیخ و بزرگ ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں۔ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ الْحَقَّ عَلَى قَلْبِهِ وَلِسَانِهِ وَيَدِهِ۔ یہ وہ شخص ہے جس کے دل، زبان اور ہاتھ پر اللہ رب العزت نے حق اتارا ہے۔ هَذَا الَّذِي تَرَكَ حَقَّهُ وَمَالَهُ مِنْ صِدِّيقٍ۔ اس شخص نے اپنا حق اور اپنا مال چھوڑ دیا دوست کی وجہ سے۔ هَذَا الَّذِي يَقُولُ الْحَقَّ وَإِنْ كَانَ مَرًّا۔ یہ سچ کہتا ہے۔ اگر چہ کڑوا ہو۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے معاملے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا۔ هَذَا الَّذِي يَقْرِقُ الشَّيْطَانَ مِنْ شَخِصِهِ، هُوَ سِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔ یہ وہ شخص ہے جس کے رُعب و دبدبہ سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ یہ جنت والوں کا چراغ ہے۔ فَعَلَى مَبْغِضِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَلَعْنَةُ اللَّاعِنِينَ۔ پس اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی

لعنت ہے **وَاللّٰهُ مِنْهُ بَرِيٌّ** **وَإِنَّا مِنْهُ بَرِيٌّ** اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے اور میں اُس سے بری ہوں۔

(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ (ابو جعفر احمد، بحب طبری) جلد ۱ ص ۴۹)

مطبوعہ دارالکتاب علمیۃ بیروت، لبنان

اور پر درج حدیث مبارکہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان و عظمت اور رعب و بسالت کا تذکرہ مصطفیٰ کریم کی زبان اقدس سے نکلتے ہوئے الفاظ اپنے اندر ایک خاص تمکنت رکھتے ہیں۔ اور ہر مسلمان کو اس پر غور کرنا چاہیے

عمرؓ کون عمرؓ؟

باغبان باغِ اسلام و یقین      پاسبانِ اُمتِ سلطانِ دین  
سطوتِ اسلام، زورِ مومنوں،      طالب و مطلوبِ شاہِ مُسلاں  
کُفر کا سر جس نے نیچا کر دیا      خادموں کو جس نے کر و فر کر دیا

وہ جوانِ بہت، جبری، جانباز ہے

وہ رسول اللہ کا شہباز ہے

## حدیث نمبر (۲۳) لمبا کرتا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ لوگوں کو میرے سامنے لایا جا رہا ہے، یہ سب لوگ کرتے پئے ہوئے تھے۔ جن میں بعض کے کرتے اتنے تھے جو سینے تک پہنچے تھے اور بعض کے اس کے نیچے تک تھے اور پھر میرے سامنے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لایا گیا۔ وَعَلَيْهِ قَحِيصٌ يَّجْرُهُ۔ جو اتنا لمبا کرتا پئے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسٹے

ہوئے چلتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟۔ قَالَ التَّيِّنُ۔ حضور نے فرمایا اس سے مراد دین ہے۔ (بخاری، مسلم، بحوالہ ارشادات رسول اکرم ص ۵۹۸)

حضرت عمرؓ کی رگ رگ میں دین اسلام اور پیغمبر خیر الانام کی محبت کے انوار پھیرے ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ عدل و انصاف کے آسمان پر مہتاب کی مانند چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ وہ رجب عظیم ہے۔ جس نے کائنات کو جو رستم عدل کا جس نے کیا اور سچا علم جس نے کائی گردن جو رستم

حدیث نمبر ۲۴) خیر الناس

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے جناب صدیق کو کہا۔ یا خیر الناس بعد رسول اللہ۔ اے خدا کے رسول، کے بعد سب لوگوں سے بہتر۔ جب حضرت عمرؓ نے جناب صدیق کو ان الفاظ سے پکارا تو خلیفۃ الرسول نے فرمایا، کہ تم میرے بارے میں یہ کہہ رہے ہو، تو سن لو کہ میں نے بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ مَا طَلَعَتْ شَمْسٌ عَلَى رَجُلٍ خَيْرٌ مِنْ عُمَرَ۔ کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمر سے بہتر ہو۔

(الریاض المنصرہ جلد ۱ ص ۲۸۷)

حدیث نمبر ۲۵)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا عُمَرُ مَعِيَ وَ اَنَا

مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ بَعْدِي مَعَ عُمَرَ حَيْثُ كَانَ

عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں اور میرے بعد حق عمر کے ساتھ ہوگا۔ وہ جہاں بھی ہو۔ ایک اور روایت میں آتا ہے۔ اُدُنْ مِثِّيْ وَ اَنْتَ مِثِّيْ وَ اَنَا مِنْكَ وَالْحَقُّ بَعْدِي مَعَكَ۔ ”اے عمر“ میرے قریب ہو تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں (یعنی تو میرا ہے میں تیرا ہوں) اور حق میرے بعد تیرے ساتھ ہوگا۔

(الریاض النضرہ جلد ۱ ص ۲۸۷)

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ کہنا درست ہوگا کہ عمر کی عمر کا وہ حصہ جو اسلام کے دامن میں آنے کے بعد کا ہے وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ کے اسلام قبول کرنے سے پہلے صرف ۲۹ افراد نے اسلام کا نوری دامن تھا ما تھا۔ آپ کے آنے سے پورے چالیس ہو گئے، دنیائے طریقت میں چالیس کا عدد اپنے اندر ایک خاص انقلابی صورت رکھتا ہے اور یہ وہ کیفیت ہے جسے ہر کوئی سمجھنے سے قاصر ہے۔ شاہِ مدینہ نے کتنے پیار بھرے انداز میں فرمایا۔ اے عمر! تو میرا ہے، میں تیرا ہوں۔ اس لیے بھی مکہ معظمہ کے ایک ٹوٹے ہوئے حجرہ میں ”جو رشکِ عرش بریں بھی تھا۔ میں رات کے وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھے، جن کو اللہ نے اپنے ہاتھ فرمایا۔ اے اللہ! اے خدائے لم یزل، اے مالکِ ذوالمنن اسلام کو عمر سے عزت و قوت عطا فرما۔ ادھر محبوبِ دو عالم نے دعا مانگی، ادھر عمر آغوشِ اسلام میں گئے۔

جب نبی کو مل گیا حق سے عمر  
دشمن حق ہو گئے زیر و زبر  
عمر کے آنے سے اسلام میں قوت پیدا ہوئی۔ سرکارِ کاجہرہ خوشی سے

چمک اٹھا۔ مکہ کے مسلمانوں کے چہروں پہ نکھار آگیا۔ عرش پر فرشتوں نے  
خوشیاں منائیں۔ یتیمیوں، بے کسوں، مفلسوں کے دلوں کو تسلی و تسفی اور حُرّت  
و استقامت ملی، اسی لیے عرب کی سرزمین عمرہ کے لیے آج تک نغمہ سرا  
ہے۔ کہہ سہ

تاجِ فرقِ عادلان، نازِ رسول      منکرِ شانِ عمر، مردِ جہول  
حافظِ نادرگان و بے کساں      رُعبِ حق، اُمیدگاہِ مفلساں

آسمانِ عدل کا ماہِ منیر

خضر کا آقا، امیروں کا امیر

اپنے تو اپنے ہیں، بے گانوں نے بھی آپ کے عدل و انصاف کی  
تصدیق کی ہے متعصب ترین مستشرقین یورپ نے اور تاریخی مؤرخ کائیول  
سے اسلام پر حملہ آور ہونے والے کسی اندرونی بخار میں مبتلا مؤرخین بھی جناب  
عمر کے عدل کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سہ

زمانے میں عدل مشہور جس کا      تھا قرآن و سنت ہی دستور اس کا

بڑی محنتوں سے سجایا جہاں میں

عدالت کا گلزارِ فاروقِ اعظم

(خضر)



# کراماتِ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

لہر میں آئیں تو کر دیں خشک دریا کو وراں  
تہر میں آئیں تو کر لیں سب نورِ آفتاب

○

## کرامت

الشریفة العزیزت کے برگزیدہ بندوں کی کرامات کا نام آجائے یا اُن کا تذکرہ کیا جائے تو بعض لوگوں کے ماتھے پر بل پڑ جاتے ہیں اور دماغ کی رگیں پھٹنے کے قریب ہو جاتی ہیں۔ چودھویں صدی کے دوسرے عشرہ میں اسلام دشمن قوتوں کی سازشوں سے جن لینے والے بعض افراد نے چھوٹے چھوٹے گروہ تشکیل دے کر اور بڑے پرشش ناموں کے ساتھ میدان میں اتارا۔ جن کے زہریلے پروپیگنڈہ سے اہل اسلام کو تشویش میں مبتلا کر دیا۔ اُن اہلس کے جائزہ نشینوں اور بعض سادہ لوح مسلمانوں نے یہ تصور کر لیا کہ اسلام میں کرامات ادبیاء کی کوئی حیثیت نہیں۔ مجھے ابھی تک یاد ہے کہ میرے ایک خاندانی بزرگ کے پاس بیٹھے ہوئے اُن کے ایک دوست نے دورانِ گفتگو فرمایا کہ ہم تو عقل و شعور سے بعید کرامات کے چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ شکر ہے فلاں مفکر کی فکر جدید نے اس اُلجھن اور جھنجھٹ سے آزاد اور بے نیاز کر دیا۔

بھلے انسانو! اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، انبیاءِ معجزات، اور ختمِ نبوت پر



ایمان رکھنے والے اگر کراماتِ اولیاء کو الجھنوں سے تعبیر کریں گے تو قرآنی اسلوب کا انکار کریں گے اور اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

رُوحانی امور کے خلاف لکھنے میں شدت اختیار کرنے والے فاضل کا نام ابن تیمیہ ہے۔ مولانا بدر عالم صاحب جو ”ندوة المصنفین دہلی کے رفیق بھی رہے ہیں نے ”ترجمان السنۃ“ میں لکھا ہے۔ قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَمِنَ الْكِرَامَاتِ مَا أَظْهَرَهَا أَصْحَابُهَا كَأَظْهَارِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ الْمَشِيُّ عَلَى الْمَاءِ حافظ ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ جو کرامتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے ظاہر فرمائیں وہ ایک سے ایک بڑی ہیں۔ مثلاً حضرت علاء بن حضرمی لشکر سمیت پانی کے اوپر، اوپر گھوڑوں کا دریا عبور کر جانا لکھتے ہیں بعض امتیوں کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ فرما دیا، ان میں آدمیوں کے واقعات بھی ہیں کچھ جانوروں کے زندہ ہونے کے واقعات بھی ہیں۔ اور مسلمان صالحین لشکر کثیرے کر مندروں کے پاز کل گئے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے آگ کو گل و گلزار بنا دیا ہے اس قسم کے واقعات بہت ہیں۔

(ترجمان السنۃ جلد ۴ ص ۳۳۳-۳۳۴ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی)

خیال رہے کہ مولانا بدر عالم صاحب کے حوالے سے حافظ ابن تیمیہ کا حوالہ دینے کا مطلب یہ ہے کہ مذہبی امور میں شدتوں کی انتہا کو چھپنے والے ”کِرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ حَقٌّ“ پر ایمان رکھنے پر مجبور ہیں اور اس حقیقت کو جھٹلانے کا یارا نہیں رکھتے تو ان کے پیروکار کیوں تذبذب کا شکار ہیں۔ صد اقتوں کے خلاف گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرنے والے واپسین

کی خدمت میں صرف اتنا التماس کرتے ہیں کہ ملکِ ملت کی بہتری اسی میں ہے کہ آپ لوگ سادہ لوح مسلمانوں کے ادہان کو گندہ اور پراگندہ نہ کریں، محبت کا درس دیں، نفرت کے تیز زہر سائیں۔

## مکتوبِ عمر بن عاص

حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے جب مصر فتح کیا تو مصر والوں نے آکر کہا کہ دریا تے نیل ہر سال ایک نوحوان کنواری لڑکی چاہتا ہے جس کو ہم اس میں پھینک دیتے ہیں ورنہ وہ جاری ہونے سے رک جاتا ہے، اور ملحقہ علاقوں کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین فاروقِ حق و باطل کو اس کی خبر دی۔ فاروقِ اعظم نے ان کو یہ خط لکھا کہ اسلام پہلی رسالت ختم کرتا ہے اور دریا تے نیل کو ایک خط لکھا اور ان سے یہ فرمایا کہ یہ مکتوب، دریا تے نیل میں پھینک دیا جائے۔ حضرت عمر بن عاص نے خط دیکھا تو اس کا مضمون یہ تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَمِیرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِلَى نِیْلِ مِصْرَ،  
رَا مَا بَعْدُ) فَاِنْ كُنْتَ تَجْرِیْ مِنْ قِبَلِكَ فَلَا

تَجْرِیْ وَاِنْ كَانَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ هُوَ

الَّذِیْ یُجْرِیْكَ فَتَسْئَلُ اللّٰهُ الْوَاحِدَ

الْقَهَّارَ اَنْ یُّجْرِیْكَ“

اے نیل! اگر اس سے پہلے تو اپنی مرضی سے بہتا تھا تو بے شک

نہ چل اور اگر اللہ تعالیٰ واحد و قہار تجھے بہاتا تھا تو میں اللہ تعالیٰ

واحد و قہار سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کر دے۔

حضرت عمر بن عاص والی مصر نے وہ خط یوم صلیب سے ایک دن قبل دریائے نیل میں پھینک دیا۔ جب یوم صلیب کی صبح ہوئی تو رات ہی رات اللہ نے نیل کو سولہ گز جاری کر دیا اور اس سال مصر والوں سے یہ بُرائی ختم ہو گئی۔

(نور الابصار صفحہ ۶۲)

طوفانوں کے سرختم تیرے احکام کے آگے  
ہے یاد زمانے کو ابھی نیل کا قصہ

(حکیم سرور)

## یَسَارِيَةَ الْجَبَلِ

عمر بن حارث سے روایت ہے کہ جمعہ کے روز سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ ترک کر دیا اور دو یا تین مرتبہ بلند آواز سے ”یَسَارِيَةَ الْجَبَلِ“ اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر فرمایا پھر خطبہ شروع کر دیا۔ بعض صحابہ کرام نے کہا امیر المؤمنین کو جنون ہو گیا ہے کہ خطبہ چھوڑ کر ”یَسَارِيَةَ الْجَبَلِ“

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو حضرت امیر المؤمنین سے بے تکلف تھے امیر المؤمنین کے پاس آئے اور کہا اے امیر المؤمنین آپ لوگوں کو باتیں کرنے کا موقع دے رہے ہیں کہ خطبہ کی حالت میں ”یَسَارِيَةَ الْجَبَلِ“ اونچی آواز سے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے۔ آپ نے فرمایا:

وَاللَّهِ مَا مَلَكَتْ ذَلِكَ حِينَ رَأَيْتُ مَسَارِيَةَ  
وَأَصْحَابَهُ يُقَاتِلُونَ عِنْدَ جَبَلٍ يُؤْتُونَ

مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ فَلَمْ  
أَمْلِكْ أَنْ قُلْتُ يَا سَارِيَةَ الْجَبَلُ لِيَلْحَقُوا  
بِالْجَبَلِ -

ترجمہ: خدا کی قسم جب میں نے ساریہ اور اس کے شکر کو پہاڑ کے پاس لڑتے ہوئے دیکھا کہ ان کے آگے پیچھے دشمن جمع ہو رہے ہیں تو میں نے بے اختیار ہو کر ”اے ساریہ پہاڑ کا خیال کر“ کہا تاکہ مسلمانوں کا شکر پہاڑ کی طرف متوجہ ہو۔

چنانچہ کچھ دن گزے کہ سال اللہ شکر اسلام ساریہ کا تادمہ پیغام پکے کر آیا کہ جمعہ کے دن دشمن سے سامنا ہوا۔ صبح سے ہم نے لڑائی شروع کی۔ حتیٰ کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ اچانک ہم نے بلند آواز سنی ”يَا سَارِيَةُ الْجَبَلُ“ دو تین مرتبہ سنائی دیا۔ ہم پہاڑ کی طرف متوجہ ہوئے اور دشمن پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو اللہ نے شکست دی۔

علامہ شبلی نجی مذکورہ بالا روایت ”رياض النضره“ کے حوالے سے نقل فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ بعض نے ذکر کیا ہے کہ نہاوند کے پہاڑ میں غار سے ساریہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔

”إِلَى الْآنَ يُعْظِمُونَ ذَلِكَ الْغَارَ وَيَتَّبِعُونَ  
بِهِ“

اب تک اس غار کی تعظیم کی جاتی ہے اور اسے متبرک سمجھا جاتا ہے۔

(نور الابصار صفحہ ۶۲)

اس بات پر غور کرنے سے جو نتائج اٹھتے ہوتے ہیں وہ کسی قسم کی تاویل کے محتاج نہیں وہ غیر مبہم اور بالکل واضح ہیں۔

غور فرمائیں کہ مدینۃ الرسول میں مسجد نبوی کے منبر پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبہ ارشاد فرمایا ہے ہیں اور نہادند کے میدان میں لڑی جانے والی جنگ کا مشاہدہ بھی فرمایا ہے ہیں، شکر اسلام کے سپہ سالار کو خطرے سے خبردار بھی کر رہے ہیں اور آپ کی آواز بھی وہاں سنی جا رہی ہے۔

ان تمام امور سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بندگان خدا کے سامنے کائنات ہیچ اور زمین اپنی تمام تر وسعتیں سمیٹ لیتی ہے اور ان کی نگاہ کے سامنے سمندر، پہاڑ، جنگلات اور دوریاں حائل نہیں ہوتیں۔

تعصب کی عینک تھوڑی دیر کے لیے اتار کر اگردہ لوگ بھی اس بات پر غور کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں جو یہ کہتے نہیں تھکتے کہ اللہ کے آخری رسول کو تو دیوار کے پیچھے تک کا علم نہیں۔ (معاذ اللہ)

## صاحبِ قبر سے گفتگو

یحییٰ بن ایوب خراسی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت فاروق اعظم نے ایک نوجوان کی قبر پر جا کر یہ آیت تلاوت فرمائی،

”وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّاتٌ“

(سورۃ رحمن آیت ۴۶)

جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرے اس کے لیے دو جنتیں ہیں۔

اس نوجوان نے اپنی قبر سے جواب دیا۔ اے عمر فاروق! ”

”قَدْ أَعْطَانِي هَارِبِي فِي الْجَنَّةِ مَرَّتَيْنِ“

(کرامات صحابہ ص ۳)

مجھے تو میرے رب نے ایسے باغ دو مرتبہ عنایت فرمائے ہیں۔

خیال رہے کہ جن لوگوں نے زندگی بھر بزرگوں کے مراقبہ کی بے عُرمتی صرف اس بنا پر ہی کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے مٹی میں مل کر ملیا میٹ اور نیست و نابود ہو گئے ہیں اور ان کی برزخی زندگی کے انکار میں جنوں کی حد تک تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ اس روایت (جس کو مولانا اشرف علی تھانوی نے قرۃ العینین اور حافظ الحدیث ابن عساکر کے حوالے سے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں بھی نقل کیا ہے۔ پر نہایت ہی ٹھنڈے دل سے بار بار غور کریں۔ جس سے ان پر صحابہ رسول کے عقائد و نظریات بالکل واضح ہو جائیں گے۔

## گھر جل گیا

مولانا عبدالرب دہلوی نے دلائل النبوة اور شرح السنۃ کے حوالے سے حضرت نافع کی روایت جو انہوں نے ابن عمر سے بیان کی، وہ اس طرح ہے کہ حضرت امیر المؤمنین عمر کے پاس ایک شخص آیا۔ آپ نے اُس سے دریافت فرمایا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا انگارا۔ آپ نے فرمایا تیرے باپ کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا شعلہ۔ فرمایا کس بستی کا رہنے والا ہے؟ اُس نے جواب دیا سوزش کا۔ فرمایا تو کس قوم کا فرد ہے؟ اُس نے کہا جلن کا۔ حضرت عمر نے فرمایا اپنے گھر جاؤ وہ جل گیا ہے۔ جب وہ شخص اپنے گھر پہنچا تو اُسے جلا ہوا پایا۔ (فردوس آسیہ ص ۹۴)

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں سے استیزار کے انداز میں بُرے الفاظ کے ساتھ پیش آنا اور گفتگو کرنا ہر طرح کے نقصان کا باعث ہے۔



## امیر المؤمنین کا لقب

جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو جناب ابو بکر صدیق خلیفہ بنائے گئے تو انہیں خلیفۃ الرسول کہا جاتا تھا۔ حضرت ابو بکر کے بعد جناب عمرؓ بنائے گئے تو انہیں خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا گیا۔ مسلمانوں نے کہا عمرؓ کے بعد جو شخص آئے گا، اُسے بھی خلیفۃ رسول اللہ علیہ السلام کہا جائے گا تو تو یہ سلسلہ طویل ہو جائے گا۔ لہذا تم لوگ کسی ایسے نام پر اتفاق کرو جس سے تم اپنے خلیفہ کو پکارو، اور جس نام سے بعد کے خلفاء بھی پکارے جائیں۔

فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَحْنُ الْمُؤْمِنُونَ وَعُمَرُ أَمِيرُنَا فَدُعِيَ عُمَرُ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سُمِّيَ بِذَلِكَ۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۸۱ مطبوعہ دار صادر لبنان)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اصحاب نے کہا کہ ہم مومن ہیں اور عمرؓ ہمارے امیر ہیں۔ لہذا حضرت عمرؓ، امیر المؤمنین پکارے گئے۔ وہ پہلے شخص ہیں جو امیر المؤمنین کے نام سے پکارے گئے۔

## اولیات عمرؓ

حضرت عمرؓ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ربیع الاول ۱۶ھ میں تاریخ مقرر کی۔ انہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مکے سے مدینے کی طرف

ہجرت کو آغاز کرنے قرار دیا۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے قرآن کو مصحف میں جمع کیا۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمضان کی نماز تراویح کا طریقہ ڈالا، لوگوں کو اس پر جمع فرمایا اور شہروں میں اس کے متعلق فرمان جاری کیے یہ واقعہ ۱۳ھ کا ہے، انہوں نے مدینہ میں دو قاری مقرر کیے،

وَقَارِئًا يُصَلِّي بِالرِّجَالِ وَقَارِئًا يُصَلِّي بِالنِّسَاءِ  
 ایک قاری جو مردوں کو نماز تراویح پڑھائے اور دوسرا جو عورتوں کو نماز تراویح پڑھائے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے شراب پینے پر اسی تازیانے اور لوگوں پر تہمت لگانے والوں اور ان کی نیکی میں شک کرنے والوں پر سختی کی۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لوگوں کی نگرانی و حفاظت کے لیے مدینہ منورہ میں اپنے حلقے میں رات کے وقت گشت کیا۔ اور ڈرہ لیا اور اس سے لوگوں کی تادیب کی۔ اُن کا دُرعہ تلوار سے زیادہ ہیبت ناک تھا۔

(طبقات ابن سعد ایضاً)

## آپ کی خلافت میں

فردوسِ آسیر میں مدارج النبوة کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس۔ شہر فتح ہوئے۔ اور چار ہزار مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور ایک ہزار نو سو مہر رکھے گئے۔ اور کفار کے چار ہزار عبادت خانے منہدم کیے گئے۔





## متفرقات

جب آپ نے صحابہ کرام کے وظائف مقرر کیے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محبوب غلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند اسامہ بن زید کی سخاوت اپنے بیٹے عبداللہ سے زیادہ مقرر کی۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عذر کیا۔ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسامہ رضی اللہ عنہ کو تجھ سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔



حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو میں نے شمار کیا کہ ان کے تہبند پر بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے زمانہ خلافت میں دیکھا کہ حضرت عمرؓ کے گرتے کے مونڈھے پر تہ بہ تہ پیوند لگے ہوئے تھے۔



فتح شام کے بعد قیصر روم سے دوستانہ مراسم ہو گئے تھے اور خط و کتابت رہتی تھی۔ ایک دفعہ اُمّ کلثومؓ آپ کی زوجہ نے قیصر کی حرم کے پاس تحفہ کے طور پر عطر کی چند سیسیاں بھیجیں اس نے جو اباشیشوں کو جو ابہرت سے بھر بھیجا حضرت عمر کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا گو عطر تمہارا تھا۔ قاصد جو لے کر گیا وہ سرکاری تھا اور اس کے مصارف بیت المال سے ادا کیے گئے تھے۔ چنانچہ جو ابہرت لے کر بیت المال میں داخل کر دیتے اور ان کو کچھ

معاوضہ دے دیا۔



ایک دفعہ فاروقِ حق و باطل بیمار ہو گئے۔ اطباء نے شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا۔ لیکن قلبِ متقی بغیر مسلمانوں کی اجازت کے لینے پر راضی نہ تھا۔ چنانچہ اسی حالت میں مسجد میں تشریف لائے اور مسلمانوں کو جمع کر کے اجازت طلب کی اجازت ملنے پر شہد استعمال فرمایا:



بازار میں ایک فریہ اونٹ فروخت ہوتے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ اونٹ آپ کے صاحبزادے عبداللہ کا ہے۔ ان سے پوچھا یہ اونٹ کیسا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو خرید کر سرکاری چراگاہ میں بھیج دیا تھا اور اب کچھ موٹا تازہ ہو گیا ہے تو بیچنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ چونکہ یہ سرکاری چراگاہ میں فریہ ہوئے اس لیے تم صرف راس المال (اصل قیمت) کے مستحق ہو اور بقیتہ قیمت لے کر بیت المال میں داخل کر دی۔



ایک دفعہ رات گوشت کر رہے تھے کہ ایک بڈو کے خمیرہ سے رونے کی آواز آئی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ بڈو کی عورت دروازہ میں مبتلا ہے آپ گھر آئے اور اپنی زوجہ ام کلثوم کو ساتھ لے کر بڈو کے خمیرہ میں گئے۔ بھوڑی دیر کے بعد آپ کی زوجہ نے کہا امیر المؤمنین اپنے دست کو بچتہ کی مبارک باد دیجئے۔ بڈو امیر المؤمنین کا سن کر چونک پڑا۔ آپ نے فرمایا فکر نہ کر۔ کل میرے پاس آنا بچتے کی تنخواہ مقرر کر دوں گا۔

(ماخوذ از خلفائے راشدین)

## شہادتِ فاروقِ عظیمؓ

ابورافع سے روایت ہے کہ ابو لؤد لؤد (جس کا نام فیروز تھا اور کنیت ابو لؤد تھی) جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا اور چکیاں بنایا کرتا تھا۔ اس سے مغیرہ بن شعبہ چار درہم روزانہ لیتے تھے۔ ابو لؤد اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اے امیر المؤمنین مغیرہ نے میرے ذمہ خراج زیادہ مقرر کر رکھا ہے آپ ان سے بات کریں کہ خراج میں کمی کر دیں۔ حضرت فاروقؓ نے فرمایا اللہ سے ڈرا اور اپنے مالک کی فرماں برداری کر۔ وہ غصہ سے بھر گیا اور کہنے لگا کہ میرے سوا تمام لوگوں کا آپ انصاف کرتے ہیں۔ اور آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ اس نے دودھاری خنجر بنایا اور اسے زہر کی پان دی۔

امیر المؤمنینؓ ۲۳ھ میں ذوالحجہ کی ۲۳ تاریخ بروز بدھ صبح کی نماز پڑھانے تشریف لائے اور لوگوں کی صفوں کو دیکھنا شروع کیا تو ابو لؤد اور بھی لوگوں میں داخل ہو گیا اور اس کے ہاتھ میں وہی دودھاری خنجر تھا اور اس کا قبضہ درمیان میں تھا اس نے امیر المؤمنین کو تین ضربیں ماریں ایک روایت میں چھ ضربیں مذکور ہیں ان میں سے ایک ضرب آپ کی ناف کے نیچے لگی اسی ضرب سے آپ شہید ہوئے اور آپ کے ساتھ کلیب بن نضریشی کو بھی اس نے شہید کیا امیر المؤمنین نے جب خنجر کی شدت محسوس فرمائی تو زمین پر گر پڑے اور فرمایا کیا یہاں عبدالرحمن بن عوف ہیں۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا وہ آگے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے نماز پڑھائی اور آپ زمین پر پڑے رہے۔ پھر آپ کو آپ کے مکان میں لے جایا گیا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے کہا۔ بعض نے کہا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے کہا کہ جاؤ دیکھو کس نے مجھے زخمی کیا ہے۔ انہوں نے

عرض کیا یا امیر المؤمنین، ابو لؤلؤ نے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ آپ نے فرمایا:

”الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ قَتْلِي إِلَّا عَلَى  
يَدِ رَجُلٍ لَمْ يَسْجُدِ اللَّهَ سَجْدَةً وَاحِدَةً۔“

ترجمہ: تمہارا تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے میرا قتل ایسے شخص کے ہاتھ میں رکھا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو ایک سجدہ بھی نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا: اے عبد اللہ! ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت دیتی ہیں؟

ابو لؤلؤ ملعون نے گرفتار ہونے کے بعد اسی خنجر سے خودکشی کر لی۔ آپ ۲۳ ذی الحجہ کو زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو یہ درخشندہ آفتاب غروب ہو گیا۔

بعض نے کہا آپ نے پیر کے دن شہادت پائی اور ۳ سال کی عمر پائی، بعض نے کہا کہ ۶۵ سال۔ آپ کا عہد خلافت دس سال چھ ماہ سے ایک دن کم ہے۔  
(نور الابصار صفحہ ۶۷)

## آپ کی ازواج

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیویوں کی تعداد نو تھی۔

- ۱۔ حضرت زینب بنت عثمان بن مظعون
- ۲۔ عاتکہ بنت زید
- ۳۔ ام کلثوم
- ۴۔ ام حکیم بنت حارث
- ۵۔ فقیہہ
- ۶۔ لہیہہ
- ۷۔ ام ولد
- ۸۔ ملیکہ بنت جردل خزاعی

۹۔ قریبہ بنت ابی اُمیہ۔

قریبہ بنت ابی اُمیہ المخزومی اور یلیکہ بنت جردل الخزاعی کو حضرت عمر نے اسلام نہ لانے کی بنا پر طلاق دے دی تھی۔

## آپ کی اولاد

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں نو صاحبزادے ۴ صاحبزادیاں ہیں

### صاحبزادے

- ۱۔ عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۲۔ عبد الرحمن الاکبر رضی اللہ عنہ
- ۳۔ زید الاکبر رضی اللہ عنہ
- ۴۔ عاصم رضی اللہ عنہ
- ۵۔ عباس رضی اللہ عنہ
- ۶۔ عبید اللہ رضی اللہ عنہ
- ۷۔ عبد الرحمن اوسط جن کی کنیت ابو شحمہ ہے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حد ماری اور وہ حد کے دوران ہی فوت ہوئے۔
- ۸۔ عبد الرحمن الاصغر جن کو مجبر کہا جاتا ہے

### صاحبزادیاں

- ۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا (ام المومنین)
- ۲۔ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔
- ۳۔ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- ۴۔ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

## سلام

وہ عمر جس کے اعدا پر شیدا سقر اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

فاروقِ حق و باطل امام الہدیٰ

تیغِ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام

(امام رضا بریلوی)

## خلیفہ سوم

امیر المؤمنین

سیدنا

عثمان ذوالنورین

رضی اللہ عنہ

کیسا رتبہ ہے زلیشان عثمان کا جس کی دولت تھی راہِ خدا کے لیے ہے وہ محبوب محبوب رحمان کا اس سرِ پائسخت کی کیا بات ہے

خفتر

مخزنِ جود و سخا، سپیکرِ علم و حیا، صاحبِ سلیم و رضا، زاہد بے ریا، اہل حیا کا پیشوا، پیشوائے اغنیاء، تاجدارِ تقیاء، دامادِ مصطفیٰ، محبوبِ ربِّ لم یزل، عاشقِ حسنِ ازل، کوکبِ فلکِ محبت، شناورِ بحرِ شرافت، شہسوارِ میدانِ شرافت، واقفِ رمزِ حقیقت، آبروئے دینِ متین، ناموسِ اسلام، کمالِ احیاء والایمان، جامع القرآن، امامِ مظلوم عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ عظیم شخصیت ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو ان کا ہاتھ قرار دیا۔ یہ وہ عثمان ہیں جنہوں نے اپنے مال و دولت اپنے آقا کے اشارہ ابرو پر بار بار اللہ کے رستے میں لٹایا۔ قدرت نے آپ کو شریفانہ جذبات عطا فرمائے تھے۔ آپ اخلاقِ کریمانہ اور عاداتِ حسنہ کی دولتِ لازوال سے بہرہ یاب تھے۔ آپ سادگی اور تواضع کا ایک بہترین نمونہ تھے۔ متاعلِ جاہلیت نے سخت متنفر تھے۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی تحریک پر اسلام قبول کیا

اور اسلام قبول کرنے کے بعد ایسے ایسے مصائب و شدائد برداشت کیے جن کی مثال ملنا مشکل ترین ہے، بٹرومہ یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لیے آپ نے ہی وقف فرمایا، تسنین کریمین نے آپ ہی کے دروازے پر کھڑے ہو کر پہرا دیا، ارض بقیع (جنت البقیع) کو خرید کر آپ نے ہی مسلمانوں کے لیے وقف فرمایا:

ہر مشکل وقت میں آپ نے اسلام اور اہل اسلام پر بے دریغ خرچ کیا۔

آنکہ ہم زلفِ علی، شیدائے دیں، مہربیں

مولائے مابندۂ یزداں عثمانِ غنی

(مختصر)

## نام و نسب

سیدنا امیر المومنین خلیفہ سوم کا نام نامی اسم گرامی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف۔

حضور علیہ السلام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نسب عبد مناف پر جا کر مل جاتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام اروی بنت کریمہ تھا۔ آپ کی نانی جان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی پھوپھی ام حکیم بیضا بنت خواجه عبد المطلب سے۔

(نور الابصار ص ۷۰)

## کنیت

حضرت عثمان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔

## لقب

ذوالنورین اور غنی ہے۔

## ذوالنورین

آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔  
 سدا پچھ کے رستہ کے خنجر کو لوں فتورے لانا پیا عثمان اُتے  
 ذوالنورین عثمان لوں لقب ملیا کنی شان جناب عثمان دی لے  
 (خنجر)

## غنی

آپ صاحب دولت و ثروت تھے اور اپنا مال غربا و مساکین پر بے شمار خرچ کرتے تھے۔ اہل بیت رسول پر اور جنگی تیاریوں میں خاص طور پر بہت زیادہ خرچ کیا کرتے۔

## ولادت

آپ کی ولادت واقعہ فیل سے چھ سال بعد ہوئی۔ آپ کا بچپن نہایت پاکیزگی میں گزرا۔ حالانکہ زمانہ جاہلیت میں ہر سو حرام چیزوں کا دور دورہ تھا۔

## قبول اسلام

کتب تواریخ و سیر میں ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے نہایت اعلیٰ قسم کے دوستانہ تعلقات تھے جب حضرت ابو بکر صدیق نے اسلام قبول فرمایا تو حضرت ابو بکر نے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ



تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ بھی اسلام قبول کر لیں۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول فرمایا اس وقت آپ کی عمر ۳۹ سال تھی اور بعض نے ۳۳ سال لکھا ہے۔

## بجرت عثمان

سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو ہجرتیں فرمائیں ایک حبشہ کی طرف اور دوسری مدینۃ الرسول کی طرف۔ آپ میں عظیم قائدانہ صلاحیتیں موجود تھیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شمار ہیں۔

## پیکر استقامت

حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے پکڑ کر باندھ دیا اور کہا: ”اے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر دین محمدی اختیار کرنے والے میرے بھتیجے عثمان، جب تک تم دین رسول چھوڑ نہ دو گے۔ میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ آپ کے چچا حکم نے ظلم و تشدد کا ہر حربہ آزما کر دیکھ لیا۔ لیکن میرے آقا عثمان کے پائے استقامت میں ایک لمحہ کے لیے بھی لغزش نہ آئی۔

آپ نے اپنے چچا کو دو ٹوک الفاظ میں فرما دیا چچا! جان تو جاسکتی ہے ایمان نہیں جاسکتا۔



## عثمان ذوالنورینؓ

انزروتے

## قرآن مجید

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا اپنے برگزیدہ بندوں کا مختلف انداز میں تذکرہ فرمایا ہے۔ سرکارِ مدینہ علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں بے شمار آیاتِ قرآنی نازل ہوئیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق بھی متعدد آیاتِ قرآن مجید میں موجود ہیں اور آپ کو جامع قرآن ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔

## آیت نمبر ① جیشِ عسره اور عثمانؓ

مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ  
سُنْبُلَةٍ مِائَةٌ حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ  
يُشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

(پارہ ۳، سورہ بقرہ آیت ۲۶۱)

ترجمہ: مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں

ایسی ہے جیسے ایک دانہ جو اگاتا ہے۔ سات بالیں ہر بال میں

سورانہ ہوا اور اللہ بڑھا دیتا ہے جس کے لیے چاہتا ہے۔ اور

اللہ وسیع بخشش والا جاننے والا ہے۔

جیشِ عسره (غزوة تبوک) کی تیاری کے موقع پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

آلاتِ حرب و ضرب اور دیگر ضروریاتِ سفر کے لیے لوگوں کو مال و متاع اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا تو صحابہؓ نے اس میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیا۔ عارف باللہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے بغوی اور کلبی کے حوالے سے نقل فرمایا ہے، کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چار ہزار درہم پیش خدمت کیے اور عرض کی کہ میرے پاس کل آٹھ ہزار درہم تھے۔ چار ہزار میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیے چھوڑ آیا ہوں اور چار ہزار اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کر دیئے ہیں۔  
 حضورؐ نے فرمایا،

«بَارِكْ اللهُ فِي مِمَّا امْسَكَتَ وَفِي مِمَّا  
 اَعْطَيْتَ»

جو تم گھر میں چھوڑ آئے ہو وہ اور جو تم نے پیش کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں میں برکت ڈالے۔

وَعُثْمَانَ حَهْرَ الْمُسْلِمِينَ فِي غَزْوَةِ بَبُوكَ  
 بِالْفَيْ بَعِيرٍ بِأَقْتَابِهَا وَانْحَدَّ سَهَابٌ فَنَزَلَتْ  
 هَذِهِ الْآيَةُ

اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غزوة تبوک میں ایک ہزار اونٹ معہ ساز و سامان دے کر مسلمانوں کو تیار کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت عبدالرحمن بن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار غزوة تبوک کی تیاری کے سلسلے میں بے کرا حاضر خدمت ہوئے اور انہیں آقا علیہ السلام کی جھولی میں ڈال دیا۔ پھر میں (عبدالرحمن بن سمرة) نے دیکھا کہ سرکاران میں اپنا دست مبارک

ڈالتے ہیں اور انہیں الٹ پلٹ کر کے دیکھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:

مَا صَرَّ عُثْمَانُ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ -

(تفسیر مظہری)

آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل اس کے لیے باعثِ ضرر نہیں ہو سکتا۔

## آیت نمبر ۵ — اللہ کی گواہی —

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا آتَاهُمُ  
اللَّهُ عَلَيْهِمْ فَحَنِيهُم مِّنْ قَضِي نَحْيِهِ وَمِنْهُمْ  
مَّن يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا .

ترجمہ: اہل ایمان میں ایسے جو ان مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دکھایا وعدہ جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا ان جو ان مردوں میں سے کچھ تو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعض (اس وقت کا) انتظار کر رہے ہیں۔ (جنگی خطرات کے باوجود) ان کے رویہ میں ذرا تبدیلی نہیں ہوتی۔

یہ آیت مبارکہ حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، جناب سعید بن زید، حضرت حمزہ اور حضرت مصعب بن عمیر وغیرہم رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔ ان حضرات نے ندوانی تھی کہ جب وہ رسول کریم کے ساتھ جہاد کا موقع پائیں گے تو ثابت قدم رہیں۔ یہاں تک کہ شہید ہو جائیں۔ ان کی نسبت اس آیت میں ارشاد ہوا کہ انہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا۔

(خزائن العرفان)



## آیت نمبر ۳ — شب زندہ دار —

أَمَّنْ هُوَ قَانَتْ آتَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا  
يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ -

(پارہ ۲۳ سورہ زمر آیت ۹)

ترجمہ: بھلا جو شخص عبادت میں بسر کرتا ہے۔ رات کی گھڑیاں کبھی سجدہ کرتے ہوئے کبھی کھڑے ہوئے ڈرتا ہے آخرت سے اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی رحمت کی۔

بقول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما یہ آیت حضرت عثمان ذوالنورین کے حق میں نازل ہوئی۔ (خزائن)

آپ نماز تہجد کے بہت پابند تھے اور اس وقت آپ اپنے کسی خادم کو بیدار نہ فرماتے تھے اور تمام کام اپنے دست مبارک سے سرانجام دیتے تھے۔  
(نور العرفان)

## آیت نمبر ۴ — ایک درخت کے عوض پورا باغ —

سَيِّدًا كَرِيمًا يَخْشَى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝  
الَّذِي يَصِلَى النَّارَ الْكُبْرَى ۝

(پارہ ۳۰ سورہ الاعلیٰ)

ترجمہ: سمجھ جائے گا جس کے دل میں (خدا کا) خوف ہوگا اور دور رستے کا بد بخت جو بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

صاحب نور العرفان رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان کے حوالے سے

لکھا ہے کہ یہ آیت مقدسہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح اور ایک منافق کی مذمت میں نازل ہوئی۔

واقعہ یہ تھا کہ ایک انصاری نے اپنے پڑوسی کی شکایت بارگاہ نبوی میں پیش کی کہ وہ میرا پڑوسی ہے اس کے دھن میں اُگے درخت کی ایک شاخ میرے گھر میں ہے۔ اگر اس شاخ کا پھل میرے گھر میں گر جاتا ہے۔ تو وہ بہت سختی سے اٹھا لیتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس (منافق) کو بلا کر فرمایا کہ تو یہ درخت میرے ہاتھ فروخت کر دے اس کے عوض تجھے جنت میں درخت دیا جائے گا۔ اس (منافق) نے انکار کر دیا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک پورے باغ کے عوض وہ درخت خرید کر اس انصاری کو دے دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر نور العرفان)

## آیت نمبر ۵

الَّذِينَ يَنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُونَ مَا أَنْفَقُوا مَتًّا وَلَا آذًى لَهُمْ  
أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ  
وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ (پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت ۲۶۲)

ترجمہ: ”وہ لوگ جو اللہ کے رستے میں مال خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کر کے احسان جتانے اور ایذا دینے والے نہیں ہوتے، ان کا اجر ان کے رب کے ہاں ہے، اور انہیں نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم۔“  
مطلب یہ ہے کہ احسان جتلا کر اپنی کچھ عطا کرنے کے بعد یہ نہ کہے کہ میں نے تیرے ساتھ فلاں وقت میں تجھ پر اسان کیا لہذا میرا تجھ پر حق واجب

ایسا نہ کرنے والوں کے بارے میں آیت ہے۔ (وَلَا اِذَىٰ) اور نہ ہی اُسے  
اذیت دے یعنی احسان کی وجہ سے اُس پر فخر و ناز نہ کرے اور نہ اُسے یاد دلائے  
تاکہ اُسے ان امور سے تکلیف نہ ہو۔ اور نہ اس معاملے میں اُسے ہرستانے۔

## شان نزول

مندرجہ بالا آیت مقدسہ کی شان نزول، رُوح البیان، خزائن العرفان میں  
اس طرح ہے کہ یہ آیت اس سے پہلی آیت جو پیچھے گزر چکی ہے۔ حضرت عثمان  
اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

اس آیت میں ان دونوں کے حال کی ترجمانی کی گئی ہے کہ انہوں نے اللہ  
تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا اور دل میں خیال تک نہ تھا کہ وہ کسی کو احسان جتلانے یا  
کسی کو ذہنی اذیت پہنچانے کی عرض سے خرچ کر رہے ہیں۔ صاحب رُوح  
البیان نے امام حسین علیہ السلام کا واقعہ بھی اسی آیت کے ضمن میں بیان  
فرمایا ہے:

## آیت نمبر ۴

إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ  
عَنْهَا مُبْعَدُونَ۔ (پارہ ۱، سورہ الانبیاء آیت ۱۰۱)

ترجمہ: بلاشبہ وہ لوگ جن کے لیے مقدر ہو چکی ہے۔ ہماری طرف سے  
بھلائی، تو وہ ہی اس جہنم سے دُور رکھے جائیں گے۔

حُسْنَىٰ: سے ہر قسم کی خوبی و سعادت ازیلی اور اطاعت کی توفیق مراد

ہے۔

## شان نزول

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ نے منبر پر یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا کہ میں (علی) ابوبکر، عمر، عثمان طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمن اور ابو عبیدہ بن جراح ان خوش نصیبوں میں سے ہیں۔ جن کو یہ مشرودہ جان قرار اور عظیم خوش خبری سنائی جا رہی ہے۔

○ جناب محمد بن حاطب کہتے ہیں کہ میں نے مولا علی سے سنا ہے کہ یہ آیت عثمان کے بارے میں نازل ہوئی۔

## آیت نمبر ۸

هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ  
هُوَ عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ

(پارہ ۱۴ سورہ نحل آیت ۷۶)

ترجمہ: ”کیا برابر ہو سکتا ہے یہ (نکما) اور وہ شخص جو حکم دیتا ہے انصاف کے ساتھ اور وہ سیدھے راستے پر گامزن ہے۔“

یہ مثال مؤمن کی ہے۔ معنی یہ ہے کہ کارہ گونگے غلام کی طرح ہے وہ کسی صورت بھی مسلمان کی مثل نہیں ہو سکتا، جو انصاف کا حکم کرتا ہے اور خود صراطِ مستقیم پر قائم ہے۔ جو شخص سلیم الطبع اور سمجھدار ہو، سلیس انداز میں گفتگو کا ملکہ بھی رکھتا ہو۔ اور ہر کام سلیقے سے کرنے کا ہنر بھی جانتا ہو۔ عدل جو نظامِ حق کی روح کی طرح ہے کا حکم بھی دے اور تعلیم بھی۔ وہ کسی نیچے، ناکارہ بے وقوف کی طرح ہرگز نہیں ہو سکتا۔



## سبب نزول

① حضرت عطا نے اس آیت مبارکہ کا سبب نزول بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ (أَبْكَمُ - گونگا) (جو اسی آیت کے پہلے حصہ میں ہے)۔ سے مراد ابی بن خلف ہے۔ اور۔ (يَا مُرِدَّ الْعَدْلِ) سے مراد حضرت حمزہ اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عثمان بن مظعون ہیں۔

② یہ کہ یہ آیت حضرت عثمان اور آپ کے ایک کافر غلام جس کا نام اسید بن ابوالعیص تھا کے متعلق نازل ہوئی اسید کو اسلام سے سخت نفرت تھی وہ خود بھی کافر تھا اور دوسروں کو بھی اسلام سے، ہر بھلائی اور حسن سلوک سے اور خیر و خیرات سے روکتا تھا۔ (منظری)

## آیت نمبر ⑤۔ جو بوقت شہادت زبان پر جاری تھی

حضرت ہارون بن یحییٰ سے روایت ہے۔ ان عثمان جمل یقول: حین ضرب والدماء تسیل علی لحیة لا إله الا انت سبحانک ائی کنت من الظالمین۔

— جب بوقت ضرب خون ریش مبارک پر بہ رہا تھا تو آپ کی زبان پر۔ لا إله الا انت سبحانک ائی کنت من الظالمین۔ آیت کریمہ شریف کا ورد جاری تھا۔ اور ساتھ ہی یہ دعا بھی ابوں پر جاری

۱۔ سورہ انبیا۔ آیت ۸۷۔ ترجمہ۔ کوئی مجھ سے نہیں سوائے تیرے پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔

تھی۔ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اِسْتَعْدِیْکَ وَاَسْتَعِیْنُکَ عَلٰی جَمِیْعِ  
اُمُوْرِیْ وَاَسْأَلُکَ الصَّبْرَ عَلٰی بَلِیَّتِیْ۔  
(نور الابصار)



حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

از روئے

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرد کاٹل صاحب عرفان عثمان غنی رضی  
ہیں جہاں عشق کے سلطان عثمان غنی رضی

حدیث نمبر ① ————— جنت میں رفیق

حضرت ابو نہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا:

”لِکُلِّ نَبِیِّ رَفِیْقٍ فِی الْجَنَّةِ وَرَفِیْقِیْ فِیْهَا

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ۔“ (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۱۔ جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۰)

ترجمہ: ہر نبی کے لیے جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا رفیق عثمان

ہے۔

نگاہ نبوت کی بلندیوں پر ذرا غور فرمائیں کہ آنے والے حالات کو کیسے

حسین انداز سے بیان فرمایا جا رہا ہے اور عثمان کی بلندی شان کا بھی اندازہ لگائیں اور منکرین کی پستیوں کا بھی عثمان کا مقام دکھیں۔  
 جانشینِ اعلیٰ زوجِ بتول  
 مُنْكَرٌ اَوْصَا فِي شَخْصٍ جَهْوَلٍ !

## حدیث نمبر ۴) شہیدِ مظلوم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا:  
 ”فَقَالَ يُقْتَلُ هَذَا فِيهَا مَظْلُومًا لِعُثْمَانَ“

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: پس آپ نے حضرت عثمان کے متعلق فرمایا اس میں یہ مظلوم شہید ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث طیبہ سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالم علیہ السلام کو یہ علم یقینی طور پر عنایت فرمایا ہے کہ کسے کب کہاں اور کیسے موت آئے گی اور اس کا انجام کیا ہوگا۔ ان لوگوں کو ان حقائق پر غور کرنا چاہیے جو شیطان کے دیئے ہوئے اس فریب میں مبتلا ہیں کہ نبی کو اپنے انجام کی خبر تک نہیں۔ (معاذ اللہ)

اور وہ کون ہے؟ جو سیدنا عثمان کی مظلومیت پر آنسو نہیں بناتا۔ آج تک نوحہ کنان میں آپ کے آہ پر اُحد و مرورہ و صفا، فاران عثمان ان کا پاکیزہ لہو اور ارقِ قرآن پر گرا راہِ حق میں ہو گئے قرآن عثمانِ غنیؓ

## حدیث نمبر ۴ — مخالف عثمان کی نماز جنازہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک جنازہ لایا گیا، کہ آپ اس پر نماز پڑھیں مگر آپ نے اس پر نماز نہیں پڑی (آپ کی خدمت میں) عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو کسی کی نماز جنازہ چھوڑتے نہیں دیکھا۔

قَالَ إِنَّهُ كَانَ يَبْغِضُ عُثْمَانَ فَأَبْغَضَهُ اللَّهُ۔

(ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۶۲)

ترجمہ: آپ نے فرمایا یہ عثمان سے بغض رکھتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بغض رکھا۔

اس حدیث مقدسہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کے مخالفین سے باخبر ہیں۔ نیز حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے حضور کی محبت کا یہ عالم ہے کہ ان کے مخالف کی نماز جنازہ نہیں پڑی اور آپ کے ارشاد سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عثمان سے بغض رکھنا حجت خداوندی سے محرومی کا باعث اور اس کی ناراضگی کا موجب ہے۔

## بیعت رضوان

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بغرض عمرہ مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوئے۔ حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور حضرت عثمان کو مکہ والوں سے گفت و شنید کے لیے روانہ فرمایا۔ حضرت عثمان غنی نے قریش مکہ کو سرکار کا یہ پیغام سنایا کہ ہم جنگ کرنے

نہیں عمرہ اور زیارت بیت اللہ شریف کی غرض سے آئے ہیں۔ کفارِ مکہ نے حضرت عثمان سے کہا کہ ہم اس سال تو تمہارے نبی کو مکہ نہیں آنے دیں گے ہاں البتہ تم طوافِ کعبہ کر سکتے ہو۔ حضرت عثمان نے فرمایا اے قریشِ مکہ یہ کبھی ہو سکتا کہ عثمان اپنے رسولؐ کے بغیر طوافِ کعبہ کرے۔ ادھر حدیبیہ کے مقام پر صحابہ کرام میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ عثمان کتنے خوش نصیب ہوں گے جو طوافِ کعبہ کی سعادت سے بہرہ یاب ہو گئے ہوں گے۔ اس پر اقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے میرے صحابہ میں جانتا ہوں کہ عثمان میرے بغیر طوافِ کعبہ نہیں کریں گے۔ حضرت عثمان کے واپس آنے میں جب دیر ہو گئی تو مسلمانوں میں سخت تردد ہوا اور یہ افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے غلاموں کے جوش و جذبہ کو دیکھ کر عثمان کے انتقام کے لیے صحابہ کرام سے (جو تعداد میں چودہ سو تھے) ایک دست کے نیچے بیعت لی جو بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے۔

### حدیث نمبر ۴۷ - دستِ خود را دستِ او گفتہ رسولؐ

جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲ پر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا:

”هَذِهِ يَدُ عُثْمَانَ وَضَرَبَ بِهَا عَلِيٌّ يَدَهُ وَ

قَالَ هَذِهِ لِعُثْمَانَ“

یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس ہاتھ کو اپنے دوسرے ہاتھ پر مارا اور فرمایا یہ عثمان کے لیے ہے۔

(جامع ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۱۲)

نَاطِقٌ فِي وَصْفِهِ وَحَى النَّبِيَّ  
دستِ خود را دستِ او گفت رسولؐ

(بخضر)

## حدیث نمبر ⑤ — قمیضِ خلافت

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا عِثْمَانَ اِنْ وَّلَاكَ اللهُ هَذَا الْاَمْرَ يَوْمًا  
اے عثمان اللہ تعالیٰ اگر تجھے ایک روز یہ کام (خلافت) سپرد  
فرمائے گا۔

فَاَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ اَنْ تَخْلَعَ قَمِيصَكَ  
الَّذِي قَمَّصَكَ اللهُ فَلَا تَخْلَعْهُ (يَقُولُ  
ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ)

(سنن ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱)

ترجمہ: منافق یہ کوشش کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو قمیض پہنایا  
ہے وہ تیرے بدن آٹا لیں تو تم اسے ہرگز نہ اتارنا دیا آپ نے یہ تین  
مرتبہ فرمایا۔

## حدیث نمبر ④ — حضور عثمان سے راضی ہیں

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں  
کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے پہلے وقت سے لے کر

فجر کے طلوع ہونے تک یہ فرماتے ہوئے دیکھا:  
 اللَّهُمَّ إِنِّي رَضِيْتُ عَنْ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْهُ  
 (نورالابصار صفحہ ۷۰)

اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں۔ تو بھی عثمان سے راضی ہو!

### حدیث نمبر ۷ ————— کَامِلُ الْحَيَاءِ

علامہ شبلی نے رحمۃ اللہ علیہ نے طبرانی کے حوالے سے روایت کی ہے کہ  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:  
 "أَشَدُّ أُمَّتِي حَيَاءً عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ"  
 (نورالابصار صفحہ ۷۱)

"میری ساری امت سے زیادہ حیا دار عثمان بن عفان ہے۔"

کان ألفت، شوکتِ اسلام، تصویرِ حیا

گوہرِ دین، صاحبِ ایقان عثمان غنیؓ

(مختصر)

### حدیث نمبر ۸

ابونعیم کے حوالے سے نورالابصار میں ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا:

"عُثْمَانُ أَحْيَى أُمَّتِي وَأَكْرَمُهَا" (نورالابصار)

"میری امت میں عثمان سب سے زیادہ حیا دار اور باعزت

ہے۔"

## حدیث نمبر ۹

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أَلَا أَسْتَحْيِي مِنْ رَجُلٍ تَسْتَحْيِي مِنْهُ الْمَلَائِكَةُ“  
(صواعق محرقة صفحہ ۱۰۸ بحوالہ شیخین)

ترجمہ: تو کیا اس شخص سے حیا نہ کروں (عثمان ذوالنورین) جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

ابن عقیان توری بالحیا  
حکمت اودین را اصل اصول  
(خفتر)

## حدیث نمبر ۱۰ — دنیا و آخرت میں وسعت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

عُثْمَانُ بْنُ عُفَّانٍ وَوَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَوَلِيٌّ فِي الْآخِرَةِ  
(صواعق محرقة صفحہ ۱۰۹)

عثمان بن عفان دنیا و آخرت میں میرا دوست ہے۔

## حدیث نمبر ۱۱ — داماد رسول

طبرانی نے ام عیاش سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم



نے ارشاد فرمایا:

”مَا زَوَّجْتُ عُثْمَانَ بِأَمْرِ كَلْتُومٍ إِلَّا بِوَحْيٍ  
فِي السَّمَاءِ۔“

(صواعق محرقة صفحہ ۱۰۸)

میں نے عثمان کے ساتھ (اپنی صاحبزادی) ام کلثوم کی شادی آسمانی  
وحی کے مطابق کی۔

### حدیث نمبر ۱۲

المحبوب عقبہ بن علقمہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت  
علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کہتے ہوئے سنا آپ فرماتے تھے۔  
”لَوْ أَنَّ لِي أَرْبَعِينَ بِنْتًا لَزَوَّجْتُ عُثْمَانَ وَاحِدَةً  
بَعْدَ وَاحِدَةٍ حَتَّى لَا يَبْقَى مِنْهُنَّ وَاحِدَةٌ۔“

(نور الابصار ص ۷۳)

ترجمہ: اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے میں سب کا  
نکاح عثمان سے کر دیتا۔ یہاں تک کہ ان میں سے ایک بھی باقی  
نہ رہتی۔

○

ستید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں ستیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا  
ستیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی کے نکاح میں آئیں  
جس پر حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہا نے لکھا: یہ  
نور کی سرکار سے پایا دو شالانور کا  
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

## حدیث نمبر ۱۳ — رسول کریم کی گواہی

حضرت مزہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا۔ جب آپ نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں بہت قریب بتایا۔ ایک شخص چادر پوش رگھونگٹ نکالے یا سر کو کپڑے سے ڈھانپے ہوئے گزرا تو آپ نے فرمایا: "هَذَا يَوْمَئِذٍ عَلَيَّ الْهُدَىٰ" کہ یہ شخص اس دن ہدایت پر ہوگا۔ حضرت مرثد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کی طرف اٹھا تو وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کا چہرہ حضور علیہ السلام کے سامنے کیا اور عرض کیا کہ یہ ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہی ہے۔

ترندی شریف صفحہ ۲۱۱ جلد ثانی مطبوعہ سعید کمپنی کراچی۔ ابن ماجہ شریف صفحہ ۱۱

سعید کمپنی کراچی مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۵۴ مطبوعہ دہلی

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام عثمان کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں مستقبل قریب میں رونما ہونے والے فتنوں کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ ان فتنوں میں عثمان ہدایت پر ہوں گے یہی وجہ ہے کہ ایمان والے حضرت عثمان غنی کو پیکرِ صبر و رضا کے نام سے پکارتے ہیں: ہ

تالیش النوار حق اور پیکرِ صبر و رضا  
سرد کونین کی برہان عثمان غنیؓ

واقف رمز حقیقت محرم سردیں  
مذہبِ ایمان کی ہیں جان عثمان غنیؓ

نازشِ محبوب خالق فخرِ اصحابِ رسولؐ

زینتِ دین، کاتبِ قرآن عثمان غنیؓ

(مختصر)

## حدیث نمبر ۱۴ — ذوالنورین کی شفاعت سے

صواعق محرقہ میں ہے کہ حافظ الحدیث ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَدْخُلَنَّ بِشَفَاعَتِهِ عَثْمَانُ سَبْعُونَ أَلْفًا كُلَّهُمْ  
قَدْ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ. الْحَبْنَةُ بِغَيْرِ حِسَابٍ.

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

ترجمہ: کہ عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے آدمی جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے جن پر دوزخ کی آگ واجب ہو چکی ہے۔

## حدیث نمبر ۱۵ — قطرہ خون

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”تُقْتَلُ وَأَنْتَ مَظْلُومٌ وَتَسْقُطُ قَطْرَةٌ مِنْ  
دَمِكَ عَلَى فَسِيكَ فَيُكْفِيكَهُمُ اللَّهُ“

”اے عثمان تم ظلماً قتل کیے جاؤ گے اور تمہارے خون کا قطرہ قرآن کی اس آیت فسیک فیکہم اللہ پر گرے گا۔“

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صفحہ ۱۰، مطبوعہ مصر)

ان کا پاکیزہ لہو اوراقِ قرآن پر گرا

راہِ حق میں ہو گئے قربانِ عثمانِ غنی (مختصر)

### حدیث نمبر ۱۶

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

يَا عَثْمَانُ إِنَّكَ سَبِيلِي بَعْدِي فَلَا تُقَاتِلَنَّ۔

(نور الابصار صفحہ ۷۱)

اے عثمان تم عنقریب میرے بعد مصیبت میں مبتلا ہو گے پس  
تم تلوار نہ اٹھانا۔

### حدیث نمبر ۱۷

نیز فرمایا:

يَوْمَ يَمُوتُ عُمَانُ يُصَلِّيُ عَلَيْهِ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ

(نور الابصار صفحہ ۷۱)

جب عثمان کو موت آئے گی تو آسمان کے فرشتے ان کی نماز جنازہ  
پڑھیں گے۔

مذکورہ بالا احادیث میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ آئندہ  
پیش آنے والے حالات و واقعات کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ  
کی صداقت و ہدایت کی گواہی۔ آپ کی شفاعت سے ستر ہزار گنا بگواروں کی  
بخشش کا اعلان۔ آپ کی مظلومیت کو بیان کرنے کے بعد یہ فرمانا کہ تیرے  
خون کا قطرہ فسینک فیکمم اللہ ما وهو السميع العلیح۔  
تو کافی ہوگا آپ کو ان کے مقابلے میں اللہ اور وہ سب کچھ سننے والا سب

کچھ جاننے والا ہے) پر گرے گا۔

سیدنا عثمان غنی کو آلام و مصائب سے قبل از وقت آگاہ کرنا اور آسمانی فرشتوں کا آپ کی نماز جنازہ میں شرکت وغیرہ سے یہ بات ثابت ہوتی کہ نبی کا اپنے امتیوں کے احوال پر نظر رکھنا نبوت کا ایک احسن ترین خاصہ ہے۔

اور جو لوگ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تمام امور سے بے خبر کہتے ہیں (معاذ اللہ) ان کا اپنے اس نظریہ پر نظر ثانی کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس قسم کے افکار و نظریات سے کفار و مشرکین کے عقائد و خرافات کی تائید ہوتی ہے۔

### حدیث نمبر ۱۸ ————— شبیبہ ابراہیمؑ

حضرت سلم بن یسار سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کی طرف دیکھا اور فرمایا:

سَبِيْدُهُ بِاِبْرَاهِيْمَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) وَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ لَتَسْتَحِيْ مِنْهُ ؕ

کہ حضرت عثمان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں اور یقیناً فرشتے ان کی حیا کرتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جناب عثمان کے حسن و جمال میں ابراہیم علیہ السلام کے انوار جلوہ گر ہیں۔ اور زمین و آسمان کے فرشتے ان سے حیا کرتے ہیں۔ وہ لوگ کس قدر بد نصیب ہیں جو راماد رسول کی بارگاہِ عظمت میں حیا سوز حرکات کے ترکیب ہوتے ہیں۔

## حدیث نمبر ۱۹ — شفاعت عثمان

حضرت ابو امامہ باہلی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

يَدْخُلُ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ مِثْلُ  
أَحَدِ الْحَيِّثَيْنِ رَبِيعَةَ وَمُضَرَ.

(الرياض النضرہ جلد ۲ ص ۳۰)

یعنی میری امت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کی مثل لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ اصحاب رسول کا کہنا ہے کہ اس سے مراد حضرت عثمان بن عفان ہیں۔

## حدیث نمبر ۲۰

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

يَشْفَعُ عُثْمَانُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي مِثْلِ رَبِيعَةَ وَ  
مُضَرَ.

(الرياض النضرہ جلد ۲ ص ۳۰)

حضرت عثمان قیامت کے دن ربیعہ اور مضر کے قبائل کے مثل لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

ان مندرجہ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ ربیعہ اور مضر کے قبائل جن کے افراد کی تعداد بے شمار ہے۔ ان دونوں قبیلوں کے افراد کی جتنی تعداد ہے اتنے ہی لوگوں کی حضرت عثمان شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت

سے اتنے ہی لوگ جنت میں داخل ہونگے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان غنی بہت بلند شان کے مالک ہیں اور اللہ کے نزدیک ان کا بہت مقام ہے کہ ان کی سفارش ہر گناہ کاروں کی بخشش ہوگی۔ خیال رہے کہ جس کے غلاموں کا یہ حال ہے اُس آقا و مخدوم کی شفاعت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

### حدیث نمبر ۲۱ جنتی عثمان

مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت عثمان کے بارے میں پوچھا گیا:  
فَقَالَ ذَاكَ خَتَنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى  
إِبْنَتَيْهِ ضَمِنَ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

مولا علی نے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو صاحبزادیوں کے شوہر ہونے کی حیثیت سے عثمان حضور کے داماد ہیں اور حضور علیہ السلام نے ضمانت دی ہے کہ ان کا گھر جنت میں ہے۔

کوئی مانے یا نہ مانے پر تیری جاگیر ہے  
قصر جنت، گلشن رضوان عثمان غنیؓ

### حدیث نمبر ۲۲

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا صَعِدَ الْمُنْبَرِ  
فَنَزَلَ حَتَّى قَالَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ۔

(الریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۳۵)

کہ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی منبر پر جلوہ افروز ہو کر اترتے تو آپ نے فرمایا عثمان جنتی ہے؛

### حدیث نمبر ۲۳

عبداللہ بن ظالم سے روایت ہے کہ ایک آدمی سعید بن زبیر کی طرف آیا تو اُن سے کہنے لگا کہ مجھے عثمان سے جتنا بغض ہے اتنا کسی اور سے نہیں۔ تو جناب سعید نے فرمایا۔ تو نے یہ بہت بُری بات کی ہے؛ — اَلْبَغْضُ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

(الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۵)

کیا تو ایسے شخص کے ساتھ بغض رکھتا ہے جو اہل جنت میں سے ہے

سیرتِ اُدْ عَمْرٍو خَلْقِ نَبِيٍّ  
كَانَ مَصْدُوقًا بِأَوْ ضَاعَ حَبْرُؤَلِ

### حدیث نمبر ۲۴ — عثمان کی چھینک ایمان کی دلیل

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ شاہِ مدینہ، سلطانِ دو عالم، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری کے دوران میں جناب عثمان کو مسلسل تین مرتبہ چھینک آئی۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ يَا عُمَانُ اَلَا اُبَشِّرُكَ — اے عثمان کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ دوں؟ حضرت عثمان نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ فرمائیے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا — فَهَذَا جِبْرِيلُ يُخْبِرُنِي عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ



إِنَّ مَنْ عَطَسَ ثَلَاثَ عَطَسَاتٍ مُتَوَالِيَاتٍ، كَانَ  
الْإِيمَانُ ثَابِتًا فِي قَلْبِهِ -

(الرياض النضره جلد ۲ ص ۳۹)

پس یہ جبریل علیہ السلام ہیں، مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دے رہے  
ہیں کہ یہ سلسل تین مرتبہ چھینک مار رہا ہے۔ اس کے دل میں ایمان ثابت ہے

### حدیث نمبر ۲۵

حضور نمبر پر جلوہ گر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد جناب ابو بکر صدیق  
حضرت عمر فاروق کو بلا کر محبت بھرے انداز میں اُن کا ذکر فرمایا۔ اس کہتے ہیں:  
پھر حضور نے فرمایا، عثمان بن عفان کہاں؟ جناب عثمان اُٹھے اور عرض کیا میں  
یہاں ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا میرے قریب آؤ، حضرت عثمان آپ  
کے قریب ہوئے۔ آپ نے سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو چوما، اور ہم نے دیکھا  
کہ آپ کے آنسو رخساروں پر بہ رہے ہیں۔ اور آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر  
فرمایا۔ اے مسلمانوں کی جماعت! - هَذَا شَيْخُ الْمُهَاجِرِينَ وَ  
الْأَنْصَارِ، هَذَا الَّذِي أَمَرَنِي اللَّهُ أَنْ أَتَّخِذَهُ سَدَأً وَ  
خَتَنَ ابْنَتِي - یہ مہاجرین و انصار کا شیخ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے  
حکم دیا ہے کہ میں اسے اپنی سند اور دو بیٹیوں پر داماد بناؤں۔ وَ كَو  
كَانَتْ عِنْدِي ثَالِثَةٌ كَزَوْجَتِهَا أَيَّاهُ - اگر میرے پاس  
تیسری بیٹی ہوتی ہے تو اس کے نکاح میں دے دیتا۔ هَذَا الَّذِي  
اسْتَجِيتُ مِنْهُ مَلَائِكَةَ السَّمَاءِ - یہ وہ شخص ہے  
جس سے فرشتے آسمان پر حیا کرتے ہیں۔ فَعَلَى مُبْغِضِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ

وَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ - اور اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

(ریاض نضرہ جلد اول ص ۲۹)

تمام احادیث پر غور کرنا چاہیے۔ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، تاکہ ایمان روشنی برقرار رہے اور مصطفیٰ کریم کے اصحاب خصوصاً خلفائے راشدین کی عقیدت و محبت گلشنِ ارادت میں سدِ بہاریں رہیں۔ سیدنا عثمان غنیؓ پر کئی نام نہاد مفکرین نے سینہ قرطاس پر قلم چلا کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا ہے۔ اسلام کے لیے حضرت عثمان کی خدمات کا شمار کرنا دشوار ہے۔ خلیفہ سوم نے حضور کے اشارہ ابرو پر اپنا مال و متاع قربان کیا۔ وطن چھوڑا دو مرتبہ ہجرت کی، قرآن کو جمع کیا۔ جامع قرآن کا لقب پایا۔

شمسوار عرفان دیاں منزلاں دامنزل منزل قرآن دی جوڑدارہیا  
 ہراک منزل تے تاہیوں فرشتیاں نے تھمتی ہوئی رکاب عثمان دی اے  
 آگ دوزخ دی ابدالاباد تیکر رہسی ساڑدی اوس مردود تائیں  
 رنگ خون انڈر گردن پاک دتی جہڑے خانہ خراب عثمان دی اے  
 سدھا پچھرستہ کنے خنجر کولوں فتوسے لاناہ پیا عثمان اُتے  
 ذوالنورین عثمان نول کہن نوری، کئی شان جناب عثمان دی اے



## سخاوتِ ذوالنورین

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم سے رومہ کا کتواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ کے زمانے میں قحط پڑا تو لوگ سخت پریشان ہوئے حضرت ابو بکر کے پاس آکر کہنے لگے اے خلیفہ رسول خدا بارش ہو نہیں رہی اور قحط سالی سے لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ اب کیا کریں؟ آپ نے فرمایا جاؤ صبر کرو میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ لَا تُمْسُوا حَتَّىٰ يُفَسِّحَ اللَّهُ عَنْكُمْ شام سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دور فرما دے گا۔

شام ہوئی تو خبر آئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قافلہ غلہ لے کر صبح تک مدینہ منورہ پہنچنے والا ہے۔ جب قافلہ پاک مدینہ پہنچا تو لوگ اسے دیکھنے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ہزار اونٹ، گندم، تیل اور خشک انگور سے لدے ہوئے حضرت عثمان کے دروازے پر بیٹھے ہیں۔ جب تجارت کا سارا مال گوداموں میں رکھ دیا گیا تو تاجر بھی آگئے۔ حضرت عثمان نے ان سے کہا آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہم ایک پرو درہم نفع دیں گے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اس سے زیادہ نفع ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آپ ایک درہم کے مال پر چار درہم نفع لے لیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع ملتا ہے۔ انہوں نے کہا پانچ درہم لے لیں۔ فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا اے ابو عمر۔ مدینہ میں ہمارے سوا کوئی تاجر باقی نہیں ہے جو آپ

کو اس سے زیادہ نفع دے اور نہ ہی کوئی تاجر ہم سے پہلے آپ کے پاس آیا ہے۔ آپ نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ أَعْطَانِي بِكُلِّ دِرْهَمٍ عَشْرَةً عِنْدَكُمْ زِيَادَةً“

بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک درہم کے عوض دس درہم منافع دیا ہے۔“

کیا آپ اس سے زیادہ نفع دے سکتے ہیں؟ تاجروں نے کہا۔ ہم اتنا زیادہ نفع دینے کے ہرگز تحمل نہیں ہیں حضرت عثمان نے فرمایا۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ:

إِنِّي جَعَلْتُ مَا حَمَلْتُ هَذِهِ الْعِيرُ صَدَقَةً  
بِاللَّهِ عَلَى الْمَسَاكِينِ وَفُقَرَاءِ الْمُسْلِمِينَ۔

(نور الابصار ص ۳)

میں نے ایک ہزار اونٹ پر لدا ہوا سارا تجارتی مال اللہ کے لیے مسلمان فقراء و مساکین میں صدقہ کر دیا ہے۔

جان کر ایمانے شاہِ دو سہرا  
دین کی راہوں یہ دولت وہی لٹا

منقبت اُس کی کروں کیسے بیاں  
جو ہے احسانات کا اک آسماں



# کرامات ذوالنورین رضی اللہ عنہ

مردِ کامل صاحبِ عرفان عثمان غنیؓ  
ہیں جہاں عشق کے سلطان عثمان غنیؓ (مختصر)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب اپنی کتاب کرامات صحابہ مطبوعہ کراچی اشاعت اگست ۱۹۶۳ء صفحہ نمبر ۳۲ پر بحوالہ عقیلی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام محجن کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ (عثمان غنیؓ) کے ساتھ آپ کی ایک زمین پر گیا۔ جہاں ایک عورت جو کسی تکلیف کا شکار تھی آپ کے پاس آکر عرض کی اے امیر المومنین مجھ سے بدکاری کی غلطی ہو گئی ہے۔ اس پر آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس عورت کو نکال دو۔ چنانچہ میں نے اسے بھگا دیا۔ منوٹری دیر بعد اس عورت نے پھر آکر کہا کہ میں نے بدکاری کی ہے۔ چنانچہ سرکار کے فرمانے پر کہ اے محجن اسے باہر نکال دو میں نے اسے دور بھگا دیا اور تیسری مرتبہ اس عورت نے پھر آکر کہا اے خلیفہ وقت میں نے بلا شک و شبہ بدکاری کی ہے اور میرے تین مرتبہ اقرار پر حد زنا جاری فرمائی جائے۔

اس پر میرے آقا حضرت عثمان نے ارشاد فرمایا: اونا واقف محجن اس عورت پر مصیبت آپڑی ہے اور مصیبت تکلیف ہمیشہ شرف و نساد کا سبب ہوتی ہے۔ تم جاؤ اور اس کو اپنے ساتھ لے جا کر اس کو بیٹ بھر روٹی اور تن بھر کپڑا دو۔ اس دیوانی کو میں نے اپنے ساتھ لیا اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جو میرے آقا نے فرمایا تھا۔ یعنی میں نے آرام سے رکھا۔ تھوڑے دنوں بعد جب اس کے

ہوش و حواس ٹھکانے لگے اور وہ مطمئن ہو گئی تب آپ نے فرمایا کہ اچھا اب کھجور  
 آٹا، اور کشمش سے ایک گدھا بھر کر یعنی ایک گدھا جتنا وزن اٹھا سکتا ہے اس کو  
 جنگل کے باشندوں کے پاس لے جاؤ اور ان بادیہ نشینوں سے کہو کہ اس عورت  
 کو اس کے کنبہ والوں اور اہل و عیال کے پاس پہنچادیں۔ چنانچہ میں کھجوریں،  
 کشمش اور آٹے سے بھرے ہوئے گدھے کو لے کر اس کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں نے  
 رستہ چلتے چلتے کہا کہ اب بھی تم اس بات کا اقرار کرتی ہو وہ کہنے لگی نہیں ہرگز  
 نہیں کیونکہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ تو صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کے پہاڑ پھٹ پڑنے  
 سے کہا تھا تا کہ حد لگادی جائے اور مصیبتوں سے نجات پا جاؤں۔

(کرامات صحابہ ص ۳۲، ۳۵)

جو ہو پردوں میں پنہاں چشم بنیاد کھلتی ہے۔

زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے (اقبال)

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عثمان  
 غنی رضی اللہ عنہ جب کبھی باغ کو کب سے گزرتے تو فرماتے:  
 اِنَّهُ سَيِّدٌ فَنُ هُنَّ رَجُلٌ صَالِحٌ  
 یہاں عنقریب ایک نیک مرد دفن کیا جائے گا۔

چنانچہ آپ وہاں خود دفن کیے گئے۔

حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ حضرت عثمان خلیفہ سوم ذوالنورین  
 شہید کی نعش مبارک آپ کے دروازے پر رکھی ہوئی تھی

وَ اِنَّ رَاْعِمَةً لَيَقُوْلُ طُقُ طُقُ حَتَّى صَارُوْا بِهٖ  
 اِلَى حَشِيٍّ كَوَكَبٍ فَاخْتَفَرُوْا لَهٗ۔

(استیعاب)

آپ کی زبان سے طق طق (دفن دفن) کی پے درپے آواز آرہی تھی۔  
چنانچہ آپ کی نعش مبارک باغ کو کب پہنچائی گئی۔ جہاں آپ  
دفن کیے گئے۔ (کرامات صحابہ صفحہ ۲۳)

شہسوارِ عرصہ تحقیق علامہ زمان حضرت علامہ یوسف بہانی رحمۃ اللہ علیہ نے  
علامہ سبکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے اپنی شہرہ آفاق کتاب جامع کرامات اولیاء میں لکھا  
ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا جو صحرا میں ایک  
عورت کو ملا تھا اور اسے خوب غور سے دیکھا تھا۔ جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے  
فرمایا کہ کوئی آدمی اس کیفیت میں بھی میرے پاس آجاتا ہے کہ اس کی آنکھوں میں زنا  
کا اثر ہوتا ہے۔

وہ آدمی یہ سن کر بولا کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی وحی ہے؟ حضرت  
عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ میں وحی کی وجہ سے نہیں بلکہ فراست مومنانہ کی حیثیت سے  
کہہ رہا ہوں۔ (جامع کرامات اولیاء مترجم صفحہ ۲۳۰)

## حضرت عثمان کی بددعا

مولانا عبدالرب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ابو قلابہ کے حوالے سے بیان کیا ہے  
وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ملک شام میں تھا کہ میں نے ایک  
شخص کی آواز سنی جو وا دینا کر رہا تھا اور ہائے آگ، ہائے آگ۔ ابو قلابہ فرماتے  
ہیں کہ میں اسی طرف گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی جس کے دونوں ہاتھ اور  
دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ اور آنکھوں سے اندھا ہے اور اوندرھے منہ پڑا  
ہوا ہے۔ میں نے اس سے اس کا حال پوچھا، تو اس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں  
سے ہوں جو محاصرے کے دوران حضرت عثمان کے گھر میں گھسے تھے۔ جب

میں اُن کے قریب پہنچا تو اُن کی بیوی نے مجھے گھور کر دیکھتے ہوئے جھٹک دیا۔ میں نے غصے میں اکران کی بیوی کو تھپڑ مارا۔ حضرت عثمان نے مجھے بددعا دیتے ہوئے کہا۔ اللہ تعالیٰ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹے اور اندھا کر دے تجھے اور داخل کرے تجھے دوزخ میں۔ اُن کے مُنہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ مجھے ایک بھاری زلزلے نے پکڑا اور میں وہاں سے بھاگ کر نکلا۔ مجھے جس حالت میں دیکھ رہے ہو یہ حضرت عثمان کی بددعا کا نتیجہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ میں دوزخ میں ڈالا جاؤں گا ابو قلابہ کہتے ہیں کہ میں نے اُسے کہا کہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور ہو گیا ہے اور تجھے ضرور عذابِ نار ہوگا۔

## سیاہ رو

علی بن زید بن حدجان سے روایت ہے کہ مجھے سعید بن مسیب نے فرمایا کہ اس شخص کے مُنہ کی طرف دیکھ جب میں نے دیکھا اُس کا مُنہ کالا تھا کہتے ہیں میں نے کہا ”حَسْبِيَ اللَّهُ“ یہ کیا ماجرا ہے؟ اسے کیا ہوا؟ تو آپ نے ابن مسیب نے فرمایا، یہ شخص حضرت عثمان اور مولا علی کو گالیاں دیتا تھا۔ میں نے اسے منع کیا لیکن یہ باز نہ آیا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے یہ دُعا کی اسے خداوندِ عالم اگر عثمان و علی کا تیرے یہاں کوئی مقام درجہ ہے اور اس کا گالیاں دینا تجھے بُرا لگتا ہے تو اس کو نشانِ عبرت بنا پس اس کا مُنہ کالا ہو گیا۔



۱۴۲۲ھ فروردیس آبیہ ص ۱۴۲ بحوالہ ازالۃ الخلفاء۔

ملف ایضاً ص ۱۴۲



## جہا غفاری کی گستاخی

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جہا غفاری اٹھا اور اُس نے حضرت عثمان کے ہاتھ سے عصا چھین لیا۔ وہ عصا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا اور اُس عصا کو کھٹنے پر رکھ کر توڑ دیا۔ ایک برس بھی نہ گزرا تھا کہ اس کے پاؤں میں ایک آبلہ پیدا ہوا جس سے وہ مر گیا۔

## دس احسان

ابو ثور فہمی سے روایت ہے کہ میں جناب عثمان کے پاس گیا جب وہ محاصرے میں تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے مجھ پر دس احسان ہیں کہ میں نے چوتھے درجہ میں اسلام قبول کیا۔ رسول کریم نے اپنی بیٹی رقیہؓ سے میرا نکاح کر دیا۔ جب اُن کا انتقال ہوا تو اپنی دوسری بیٹی اُم کلثومؓ سے نکاح کر دیا۔ میں نے کبھی نہیں گایا۔ اور نہ میں نے کسی سے اُمید رکھی۔ اور نہ میں نے کبھی اپنی شرمگاہ کو ہاتھ لگایا۔ جس دن سے بیعت کی رسول اللہ کے ہاتھ پر۔ اور جس دن سے ایمان لایا ہوں ہر جمعہ کو میں نے غلام آزاد کیا ہے اور جس جمعہ کو کوئی غلام میسر نہ آیا تو دوسرے جمعہ کو دو غلام آزاد کیے۔ آج تک میں نے دو ہزار چار سو غلام آزاد کیے ہیں۔ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ زمانہ اسلام میں۔ اور نہ میں نے کبھی چوری کی ہے نہ زمانہ جاہلیت میں اور نہ زمانہ اسلام میں۔ اور میں نے سرکار نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے قرآن مجید جمع کیا۔

(فردوس آسیہ ص ۱۴۲ بحوالہ تاریخ الخلفاء و صواعق)

۱۴۲۰ تاریخ الخلفاء فردوس آسیہ ص ۱۴۲۔

اجمع القرآن في أوراقه  
جامع قرآن عثمان غني  
احل حق کی آن عثمان غنی  
وحی حق در شان او کرده نزول  
دین کی برهان عثمان غنی  
حق کی ہے پہچان عثمان غنی

سب پہ آیا خضر کے بے ساختہ  
ہے اسی کا راستہ، آراستہ



## شہادت ذوالنورین

آہِ مظلوم و شہیدِ نجر جو روحِ جفا  
اہلِ تسلیم و رضا کی آن عثمان غنیؓ (خضر)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ سالہ دورِ خلافت میں ابتدائی چھ سال نہایت امن و سکون، نظم و تسبیح اور فتوحات کی وسعت میں گزرے۔ آپ کے آخری زمانہ خلافت میں جو فتنہ و فساد برپا ہوا علمائے اس کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔ لیکن یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جاسکتی ہے کہ آپ کے آخری زمانہ میں فساد کی آگ بھڑکانے میں یہودیت نے نہایت گھناؤنا کردار ادا کیا۔ اہل اسلام کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے، عساکر اسلام کے مابین انتراق و الشقاق پیدا کرنے اور اہل حق کی قوت کو پاش پاش کرنے کے لیے خفیہ ریشہ دوانیوں اور زیر زمین سازشوں نے گلشن اسلام میں آگ لگانے کی سرٹوڑ کوشش کی جس سے فتنہ پردازوں کا دائرہ عمل کو فومصر تک وسیع ہوتا چلا گیا۔

انتشار و خلفشار کا مرکزی کردار یہودی النسل عبداللہ بن سبا دنیا کا مانا ہوا شاعر

اور سازشی تھا۔ جس نے ہر جگہ سیدنا عثمان امیر المؤمنین کی کنبہ پر درمی اور نا انصافی کی من گھڑت داستانیں مشتہر کیں۔ اس نا سنجار نے صحابہ کرام کے فضل و کمال کے دامن کو سب سے پہلے داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے مصائبِ آلام کا جس پامردی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور شور و بخت بلوائیوں کی شورش کے موقع پر چالیس دن تک جس بردباری، صبر و سکون اور ضبط و تحمل کا ثبوت دیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہزاروں محادین، متوسلین، خدام "جو سرفروشی کے لیے تیار تھے" کو جنگ و جدل اور خون ریزی کی اجازت نہ دی اور اپنے اخلاق کریمانہ کا مظاہرہ اس شان سے کیا کہ جام شہادت تو نوش فرمایا۔ مگر فرمان رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آخری سانس تک عمل کیا۔

## شہادت کا پس منظر

خلیفہ سوم کی شہادت کے پس منظر کا خلاصہ یہ ہے کہ سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر والوں کی مسلسل شکایات پر حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو مصر کا حاکم مقرر فرما دیا تو سات سو اشخاص پر مشتمل مصری قافلہ جو شکایات لے کر مدینہ منورہ آیا تھا۔ اس امر سے مطمئن ہو گیا۔ جب حضرت محمد بن ابی بکر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ جن میں کچھ مہاجرین و انصار بھی تھے روانہ ہوئے تو راستے میں حضرت عثمان کے اس غلام کو پکڑ لیا جو ایک مکتوب حاکم مصر عبداللہ بن ابی سرح کے لیے جا رہا تھا۔ جس میں حضرت محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کر دینے کے بارے میں لکھا تھا۔ خط کو دیکھنے کے بعد محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھ جانے والے تمام ساتھی جن میں کچھ صحابہ کرام بھی تھے واپس

مدینہ شریف لوٹ آئے اور اُس خط سے اہل مدینہ کو آگاہ کیا جس سے حالات نے ایک نئی صورت اختیار کر لی۔ ان نازک ترین اور پرخطر حالات کو دیکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت طلحہ و زبیر جناب سعد و عمار اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا کر ساتھ لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اور حضرت عثمان سے کہا:

کیا یہ غلام آپ کا ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا ہاں یہ میرا غلام ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کیا یہ اونٹ آپ کا ہے؟ فرمایا جی ہاں یہ اونٹ میرا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ یہ خط آپ نے لکھا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا نہ یہ خط میں نے لکھا ہے۔ نہ لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کا علم ہے اور نہ ہی میں نے مصر کی طرف اس غلام کو بھیجا ہے۔

صحابہ کرام نے پہچان لیا کہ یہ خط مروان کا لکھا ہوا ہے اور پھر ہجوم کی طرف سے مطالبہ کیا گیا کہ مروان کو ان کے حوالے کر دیا جائے۔ حضرت عثمان نے اس خوف سے کہ کہیں لوگ اس کو قتل نہ کر دیں مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار فرمایا جس سے حالات مزید کشید ہو گئے اور لوگوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور آپ کا پانی بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مکان کی چھت سے جھانک کر دیکھا اور فرمایا تم میں علی ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ انہوں نے پوچھا تم میں سعد ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا:

أَلَا أَحَدٌ يَسْقِينَا مَاءً

کیا ہمیں پانی پلانے والا کوئی نہیں

(نور الابصار صفحہ ۴۴)

## حسین وین عثمان کے دروازے پر

حضرت علامہ سید مومن شبلی نے رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں رقم طراز ہیں کہ جب حضرت علی کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے تین مشکیزے پانی سے بھرے بھیجے۔ مشکیزے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ تک نہ پہنچ سکے اور اس کو شمش میں بنی ہاشم اور بنی امیہ کے کئی آزاد کردہ غلام زخمی ہو گئے۔ پھر مولا علی کو یہ خبر پہنچی کہ بلوائی حضرت عثمان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو فرمایا:

إِذْ هَبَّ سَيْفِي كَمَا حَتَّى تَقُومَ عَلَيَّ بَابِ عُثْمَانَ  
فَلَا تَدْعَا أَحَدًا يَصِلُ إِلَيْهِ۔ (نور الابصار صفحہ ۷۴)

تم دونوں اپنی تلواریں لے کر جاؤ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور کسی کو اس تک نہ پہنچنے دینا۔  
حضرت زبیر اور دیگر صحابہ نے بھی اپنے اپنے بیٹے وہاں بھیج دیئے۔

## امام حسن زخمی ہوتے

جب بلوائیوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے حضرت عثمان کے دروازے پر تیر مارنے شروع کیے جس سے سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما خون سے لست پت ہو گئے۔ ایک تیر مردان کو بھی لگا جو مکان کے اندر تھا۔ یہی حال محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا تھا اور سیدنا علی کے آزاد کردہ غلام قنبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی زخمی ہو گئے تو ان لوگوں کو خوف لاحق ہوا کہ اگر بنو ہاشم نے حضرت حسن کو زخمی حالت میں دیکھ لیا تو فتنہ

زیادہ پھیل جائے گا۔ ان میں سے کچھ ایک انصاری کے مکان کی دیوار بچا نذر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جب کہ حضرت عثمان کے ساتھیوں میں سے کسی کو اس کا علم نہ ہو سکا۔ اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی مکان کی چھت پر ”یا دروازے پر“ تھے اور آپ کے پاس آپ کی بیوی نائلہ تھیں۔

سب سے پہلے مکان میں محمد بن ابی بکر داخل ہوئے اور انہوں نے حضرت عثمان کی ریش مبارک پکڑی۔ جناب عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن اخی تم اس دائرہ کو کھینچ رہے ہو۔ جو تمہارے باپ کے نزدیک معزز تھی اور اس حرکت سے تمہارا باپ کبھی خوش نہ ہوگا۔

محمد بن ابی بکر اسی وقت ریش مبارک چھوڑ کر باہر نکل گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ محمد بن ابی بکر کے باہر چلے جانے کے بعد رومان بن سرعان نامی شخص نیلی آنکھوں والا جسے ایک مرتبہ حد بھی لگ چکی تھی، نے آپ کے ساتھ نہایت گستاخانہ لہجہ میں گفتگو کرنے کے بعد آپ کی کنپٹی پر تلوار مار کر شہید کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ یسار بن عیاض اسلمی اور سودان بن حمران نے اپنی تلواروں سے آپ کو شہید کیا اور آپ کے خون کے پھینٹے قرآن کی اس آیت ”فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ“ پر پڑے۔ ایک دوسری روایت ہے کہ عمرو بن حتم امیر المؤمنین کے سینے پر بیٹھ گیا اور تلوار سے آپ کو شہید کر دیا۔ عمیر بن صابی نے آپ کے پیٹ پر قدم رکھ کر آپ کی دو پسلیاں توڑ دیں۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک بصری شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

مکان میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں عثمان کی ناک کاٹوں گا۔ حضرت عثمان کی اہلیہ حضرت نائلہ نے مصری کا مقابلہ کیا اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے خاتون کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں۔

خاتون نے امیر المومنین کے غلام رباح سے کہا غلام میری مدد کرو اور اس کی خنجر لہو اور اسے باہر نکال دو۔ غلام کے ہاتھ میں جناب ذوالنورین کی تلوار تھی جس کے ایک ہی وار نے مصری کا قصہ تمام کر دیا۔

بعض نے اہل مصر سے اسود نجیبی اور بعض نے سودان بن رومان مرادی کو امیر المومنین کا قاتل کہا ہے

### — جب حضرت علی کو خبر پہنچی —

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو آپ کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ آتے اور اپنے دونوں شہزادوں سے پوچھا — كَيْفَ قُتِلَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَ اَنْتُمْ اَعْلَى الْبَابِ ،

ترجمہ: تم دونوں کی دروازے پر موجودگی کے باوجود امیر المومنین کیسے شہید ہو گئے۔

وَرَفَعَ يَدَهُ فَلَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ صَدْرَ الْحُسَيْنِ۔

( نور الابصار ص ۷۲ )

ترجمہ: اور ہاتھ اٹھا کر امام حسن کے طمانچہ مارا اور امام حسین کے سینے پر تھپڑ مارا۔ محمد بن طلحہ اور عبداللہ بن زبیر سے آپ سخت ناراض ہوئے، اور آپ شدید غصہ کی حالت میں باہر چلے گئے راستے میں حضرت طلحہ ملے اور کہا اے ابا الحسن کیا بات ہے آپ نے دونوں شہزادوں کو کیوں مارا ہے؟ حضرت علی کے گمان

میں حضرت طلحہ حضرت عثمان کے قتل میں مددگار ہیں۔ اس لیے غصتہ فرمایا ”راستہ چھوڑ دو تم پر ایسا ایسا ہو۔“ (یعنی ان سے سخت کلام فرمایا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بدی صحابی جس کے مجرم پر کوئی دلیل قائم نہیں ہوئی اسے بلا وجہ قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت طلحہ نے کہا لَوْ دَفَعَ مِرْوَانَ لَمْ يُقْتَلْ اِگر وہ مروان کو لوگوں کے حوالے کر دیتے تو قتل نہ ہوتے۔

حضرت مولا علی نے فرمایا:

لَوْ اُخْرِجَ اِلَيْكُمْ مِرْوَانٌ وَقُتِلَ قَبْلَ اَنْ تُثَبَّتَ  
عَلَيْهِ حَاكُمَةٌ

(نور الابصار ص ۴۲)

اگر مروان کو تمہارے حوالے کر دیا جاتا تو کسی حجت کے قائم ہونے بغیر اس کو قتل کر دیا جاتا۔

حضرت علیؑ یہ فرمانے کے بعد اپنے گھر لوٹ گئے۔

علامہ امام حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق محرقہ میں رقم طراز ہیں کہ جب مولا علیؑ غصتہ کی حالت میں گھر تشریف لے گئے تو لوگ بھاگتے ہوئے آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنا ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ ایک امیر کا ہونا بہت ضروری ہے۔ حضرت علیؑ نے جواباً ارشاد فرمایا۔ یہ آپ لوگوں کا کام نہیں یہ اہل بد کا کام ہے۔ جس سے اہل بدر راضی ہوں گے وہ خلیفہ ہوگا۔ تمام اہل بدر نے حضرت کے پاس آکر کہا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو خلافت کا حق دار نہیں سمجھتے ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی بیعت کر لی مروان اور اس کے بیٹے بھاگ گئے۔ حضرت مولا علیؑ نے حضرت عثمان کی اہلیہ سے آکر دریافت کیا کہ حضرت عثمان کو کس نے قتل کیا ہے؟



وہ کہنے لگیں کہ میں نہیں جانتی۔ دو آدمی آپ کے پاس آئے جنہیں میں نہیں پہچانتی۔ ان کے ساتھ محمد بن ابی بکر تھے۔

حضرت علی نے محمد بن ابی بکر کو بلا کر جو کچھ حضرت عثمان کی اہلیہ نے بتایا تھا اس کے متعلق پوچھا۔ محمد بن ابی بکر نے کہا:

”لَمْ تَكْذِبْ قَدْ وَانْتَه دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَاَنَا رِيْدُ  
قَتْلَهُ فَذَكَرْتِي اَبِي فَقُمْتُ عَنْهُ وَاَنَا تَائِبٌ اِلَى  
اللّٰهِ تَعَالٰى وَاَللّٰهِ مَا قَتَلْتُهُ وَاَنَا اَمْسَكْتُهُ۔“

(صواعق محرقة مطبوعہ ملتان صفحہ ۱۱۸)

ترجمہ: کہ اس (زوجہ عثمان) نے جھوٹ نہیں بولا۔ خدا کی قسم میں قتل کے ارادے سے داخل ہوا۔ لیکن جب آپ نے میرے سامنے میرے والد گرامی کا تذکرہ کیا تو میں ان کے پاس سے اٹھ آیا اور میں نے ”اپنے اس فعل سے اللہ کے حضور توبہ کی باخدا نہ میں نے آپ کو قتل کیا اور نہ میں نے (بوقت شہادت) آپ کو پکڑا۔“

حضرت عثمان کی اہلیہ جنابہ نائلہ نے فرمایا:

صَدَقَ وَلَكِنَّهُ اَدْخَلَهُمَا۔

اس نے سچ کہا لیکن میں ان کو لے کر آیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں حضرت عثمان کے پاس ان کو سلام کہنے کے لیے ان کے گھر گیا۔ جب کہ وہ محصور تھے۔ انہوں نے مجھے کہا مر جہا سے میرے بھائی۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ کی جگہ میں قتل ہو جاؤں تو اس میں مجھے خوشی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: میں نے آج رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خوشخبر دروشتدان میں دیکھا۔ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے مکان کے بالائی

جانبِ خوضہ کی طرف کیا“ اور فرمایا اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کیا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: لوگوں نے تجھے بیا سا رکھا ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے دُول لٹکایا میں نے اس سے پانی پیا۔ اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی میں اب بھی محسوس کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا:

إِنْ شِئْتُ أَفْطَرْتُ عِنْدَنَا وَإِنْ شِئْتُ نَصَرْتُ  
عَلَيْهِمْ فَاخْتَرْتُ الْفِطْرَ۔ (نور الابصار صفحہ ۶۶)

اگر چاہو تو روزہ ہمارے ساتھ افطار کرو اور اگر چاہو تو میں تمہاری مدد کرتا ہوں۔

میں نے افطار کو اختیار کیا۔

علامہ ابن جوزی کے حوالے سے علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ حضرت اما الحسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (بوقتِ دفن) پاس موجود تھا۔ ان کے خون آلود کپڑوں میں ہی ان کو دفن کر دیا گیا عبداللہ بن احمد نے زیاداتِ سند احمد میں ذکر کیا اور اس میں مزید یہ ہے کہ آپ کو غسل بھی نہ دیا گیا۔ اور آپ کے جنازہ پر فرشتے آتے تھے۔

(نور الابصار صفحہ ۶۶)

سہل بن خنیس سے روایت ہے کہ وہ حضرت عثمان کی شہادت کے وقت موجود تھے۔ انہوں نے کہا۔ جب شام ہوئی تو میں نے کہا اگر تم نے صبح تک اپنے صاحب کو اسی طرح پڑا رہنے دیا تو وہ لوگ آپ کی ناک اور آپ کے کان کاٹ دیں گے۔ ہم آپ کو جنت البقیع میں لے جائیں تو اچھا ہوگا۔ ہم آدھی رات تک اس کوشش میں رہے۔ پھر آپ کو اٹھایا تو دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیچھے لوگوں کا بہت بڑا ہجوم آ رہا ہے۔ ہم نے ان سے خوف کیا اور قریب تھا کہ ادھر ادھر بھاگ

جائیں اچانک ایک منادی نے بلند آواز سے کہا گھبراؤ نہیں ثابت قدم رہو ہم تمہارے  
ساتھ جنازہ پڑھنے آتے ہیں۔ ابن خنیس نے کہا کہ وہ فرشتے تھے۔

(نورالابصار صفحہ ۷۶)

آپ سترہ ذوالحجہ بروز جمعہ عصر کے وقت شہید ہوئے۔ آپ کا زمانہ خلافت  
ایک دن کم بارہ سال ہے۔ چالیس دن تک محصور رہے۔ بعض نے تاریخ شہادت  
سات بعض نے آٹھ اور بعض نے اٹھارہ لکھی ہے۔

حضرت جبیر بن محطم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بعض نے حضرت زبیر رضی اللہ  
عنه کے بائیں میں لکھا ہے۔ آپ کو جنت البقیع کے کنارے حش کو کب میں دفن کیا گیا  
جب باغ کو کب میں آپ کی قبر مبارک کھودی جا رہی تھی تو آپ کی صاحبزادی  
جس کا نام عائشہ تھا کے پاس چراغ تھا۔ جب امیر المؤمنین کو سعد میں اتارا جانے لگا تو وہ  
اس قدر زور سے روئیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑی مشکل سے انکو  
غاموش کرایا۔

آج تک نوحہ کناں ہیں آپ کے آلام پر  
أحد و مردہ و صفا فاران عثمان غنی رضی اللہ عنہ

## آپ کی ازواج

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی کل آٹھ بیویاں تھیں  
جن کے نام یہ ہیں:

- ① ام عمر و بنت حنظل
- ② فاطمہ بنت ولید مخزومیہ
- ③ سیدہ رقیۃ بنت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

- ④ سیدہ ام کلثوم بنت رسول اللہ علیہ السلام  
 ⑤ فاختہ بنت غزوان  
 ⑥ رملہ  
 ⑦ نائلہ  
 ⑧ ملیکہ
- رضی اللہ تعالیٰ عنہم

### صاحبزادے

آپ کے کل آٹھ صاحبزادے ہیں جن کے نام یہ ہیں:

- ① حضرت عبداللہ اکبر  
 ② حضرت عبداللہ اصغر  
 ③ حضرت ابان  
 ④ جناب خالد  
 ⑤ جناب عمر  
 ⑥ حضرت سعید  
 ⑦ جناب ولید  
 ⑧ حضرت عبدالملک
- رضی اللہ عنہم

### صاحبزادیاں

آپ کی آٹھ صاحبزادیاں ہیں جن کے نام درج ذیل ہیں

- ① مریم الکبریٰ  
 ② عائشہ  
 ③ ام ابان  
 ④ ام عمر  
 ⑤ مریم صغریٰ  
 ⑥ ام سعید  
 ⑦ ام البنین  
 ⑧ ام ایوب
- رضی اللہ عنہم

○

# سلام

در نشور قرآن کی سِک کی نبی  
 زورج دو نورِ عفت پہ لاکھوں سلام  
 یعنی عثمان، صاحبِ تمیصِ ہندی  
 حلقہ پوششِ شہادت پہ لاکھوں سلام

فاضل بریلوی



خلیفۃ چہارم  
 امیر المؤمنین  
 سیدنا و مرشدنا

مولانا علیؑ

کرم اللہ وجہہ الکریم

گوہر کبریٰ، مولانا مشکل کشا  
 اس کی تیغِ جلال کی کیا بات ہے

سید الاولیاء، زوج خیر النساء  
 جس کی تلوار نے ٹکڑے مرحب کیا

خفتر

شہنشاہِ ولایت، ہر تاپا شجاعت، دریائے سخاوت، مخزنِ صداقت  
 منبعِ عنایت، پر تو دستِ قدرت، صاحبِ کمالات، مولانے کائنات، امیر  
 المؤمنین، امام المسلمین، تاجِ فرقِ بتوں، دامادِ رسول، حیدرِ کرار، شاہِ ذوالفقار،  
 سید الاولیاء، تاجدارِ اہل اُتھ، سیدنا و مولانا ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ  
 وجہہ، قاتلِ کفار، قاطعِ اشرار اور دنیائے سخاوت کے تاجدار تھے۔ آپ حاجت  
 رسوائے فاقہ کشاں اور چارہ کار بے چارگان بھی۔

آپ اسلام کے عظیم مجاہد اور علوم و معرفت کے بھر بے کنار بھی۔ آپ کو نفس  
 رسول اور پیشوائے مقبلاں کہا جاتا ہے۔ ہر غریب و نادار نے آپ کو اپنا پاسبان

جانا۔ اہل علم نے آپ کو ستر حقیقت کا راز دان کہا۔ صابروں نے صبر و رضا کا آسمان  
کہا۔ منگتوں نے آپ کو داتا کہا۔ اسجدین عالم اور سپورانان جہاں نے آپ کو اپنا امام  
مانا۔

آپ طرہ دستار اسلام ہیں اور پاسبان دین متین ہیں۔  
روافض و خوارج آپ کے بارے میں غلط ترین نظریات کے حامل ہیں۔  
یہ دونوں فرقے افراط و تفریط کا شکار ہیں۔  
ایک حبت علیؑ کے پردے میں خیر الانام علیہ السلام کے پاکباز صحابہ کرام کے  
متعلق سب شتم کی غلیظ ترین اور بدبودار دلدل میں پھینس چکے ہیں۔  
اور دوسرے محبت صحابہ کا لبادہ اوڑھ کر سیدنا ابو تراب پر طعن و تشنیع اور  
دشنام کے تیر برسانا اپنے باطل مسلک کی ترویج و اشاعت کا اصل اصول سمجھنے لگے ہیں  
بخض و عناد اور تعصب کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بھگت بازوں کی طرح بھٹک  
رہے ہیں۔

خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے اوصاف حمیدہ کا انکار اور انہی  
عزت و شان اور آبرو پر رکیک حملے اور اسی قسم کی دوسری حرکتیں حسد و عناد اور جہالت  
کی پیداوار ہیں۔

صحابہ کرام اور اہل بیعت اطہار کی محبت اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان  
پر لازم ہے۔

اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین

ایمان ما محبت آل محمد است

(خواجہ اجمیرنی)

## نام و نسب

خلیفہ چہارم کا نام نامی اسم گرامی علی اور آپ کی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔

القاب :- اسد اللہ الغالب، سید العرب، نفس رسول، تفضی، یحسب الدین، حیدر کرار، بیضۃ البلد، مطلوب کل طالب، امیر النخل، خلیفۃ الرسول، مولیٰ المؤمنین، امیر المسلمین، امام البرہ، قاتل الفجرہ، ولی اللہ، امام الارلیام وغیرہ۔

## ابو تراب

ابو تراب، حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ہے جو آپ کو بے حد پسند تھی۔ کیوں کہ آپ کو یہ کنیت بارگاہ مصطفوی سے عطا ہوئی تھی۔

مسلم شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو گھر میں حضرت علی کونہ پایا تو حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ سے حضرت علی کے بارے میں دریافت فرمایا۔ تو آپ نے عرض کیا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ باتیں ہوئیں وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہاں نہیں سوئے۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص سے فرمایا کہ دیکھو علی کہاں ہیں۔ وہ آیا اور عرض کیا ”یا رسول اللہ ہُوَ فِی الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ“ یا رسول اللہ وہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ حضور علیہ السلام حضرت علی کے پاس تشریف لے گئے وہ لیٹے ہوئے تھے اور چادران کے پہلو سے ہٹی ہوئی تھی اور ان کے بدن پر مٹی لگ گئی تھی۔ آقا علیہ السلام وہ مٹی صاف کر رہے تھے اور فرماتے تھے۔

”قُمْ اَبَا التُّرَابِ قُمْ اَبَا التُّرَابِ“ صحیح مسلم شریف



باب فضائل علی ابن ابی طالب (ص)  
 صحیح بخاری میں یوں ہے۔ اِجْلِسْ يَا اَبَا ثُرَابٍ (مرثین)

## کرم اللہ وجہہ

علامہ محمد بن علی الصبان رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب ”اسکاف الزاغبین  
 فی سیرۃ المصطفیٰ وفضائل اہل بیئہ الطاہرین۔ المعروف رسالۃ  
 الصبان“ میں ابن سعد کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت حسن بن زید بن حسن رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہم نے فرمایا۔ ”لَمْ يَعْبُدْ عَلِيٌّ نِالًا وَتَانًا قَطُّ“ یعنی حضرت علی مرتضیٰ  
 نے کبھی بھی بتوں کی پوجا نہیں کی اور اسی وجہ سے آپ کو ”کرم اللہ وجہہ“  
 کہہ کر اللہ تعالیٰ ان کے چہرے کو عزت دے، کہا جاتا ہے۔

(رسالۃ الصبان صفحہ ۱۲۹، صواعق محرقة صفحہ ۱۲۰)

## ولادت علیؑ

آپؑ کی ولادت باسعادت ۱۲ رجب المرجب بروز جمعہ المبارک عام الفیل  
 کے تیس سال بعد مکہ معظمہ میں ہوئی۔  
 مفسر قرآن حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی  
 کتاب اوراق غم میں صاحب بشار المصطفیٰ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت  
 عباس بن عبدالمطلب (عم رسول اللہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبیلہ بنی عبدالمطلب کے چند

۱۔ رسالۃ الصبان

علیٰ ہامیش نوراً لا یبصار۔

لوگوں کے ساتھ مسجد بیت الحرام میں تشریف فرما تھے کہ (مولا علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ) فاطمہ بنت اسد مسجد میں آئیں اور جب وہ مشغول طواف ہوئیں تو شوطِ اربعہ چوتھے چکر میں چلنے کی قوت نہ رہی۔ ”درودِ زہ نے شدت اختیار کر لی“ تو آپ پکاریں:

اے رب کعبہ! بجزمت کعبہ اس ولادت کو مجھ پر آسان فرما۔

یک نخت دیوار کعبہ شق ہوئی اور فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کعبے کے اندر تشریف لے گئیں اور ہماری نظروں سے غائب ہو گئیں۔ فرماتے ہیں۔ ہم نے اندرون کعبہ آپ کو تلاش کیا مگر نہ ملیں۔ چوتھے روز آپ اسی کعبہ سے باہر تشریف لائیں اور حضرت علی کو گود میں لیے ہوئے تھیں۔

### نامِ علی

جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ولادتِ علی کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا اور چچی سے فرمایا۔ اس کا نام کیا رکھا ہے؟ حضرت ابوطالب نے کہا میں نے اس کی ماں نے اسد رکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس کا نام علی رکھو جو عربی ہمتی کی خبر دے۔ مولا علی کی والدہ نے عرض کی۔ خدا کی قسم مجھے غیب سے یہ آوازیں آتی تھیں کہ فاطمہ اس کا نام علی رکھو مگر میں نے اس کو چھپایا تھا۔

(ابو بکر غم)

علی عالی ہمتی کی برہان ہے — شبِ اعمتوں کا نشان ہے  
علی شیرِ یزدان ہے — علی فقر کی دنیاں کا سلطان ہے

علی علم ہا سمندر اور محبتوں کا آسمان ہے

علی ولایت کا ماہِ تمام اور اولیاء کا امام ہے



کنز خالق کا ہے جو تابندہ گوہر وہ علیؑ  
 ہے جو سلطانِ جہاں، جانِ پمیر وہ علیؑ  
 جو ولایت کی ولایت کا ہے سرور وہ علیؑ  
 جو علومِ باطنی کا ہے سمندر وہ علیؑ  
 ہاتھ غیبی نے دی تھی یوں صدائے خوشگوار  
 لَا فَتْحَ إِلَّا عَلَيَّ وَلَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ

(مختصر)



مولانا علیؑ

از روئے

قرآن حکیم

رسالۃ الصّباں میں علامہ محمد بن علی صباں رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابن عساکر کے  
 حوالے سے حضرت ابن عباس کا قول نقل فرمایا ہے۔ — مَا نَزَلَ فِي أَحَدٍ  
 مِنْ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَا نَزَلَ فِي عَلِيٍّ — یعنی جتنی آیات  
 اللہ کی کتاب میں حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئیں اتنی کسی اور (امت) کے  
 بارے میں نازل ہوئیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:  
 نَزَلَ فِي عَلِيٍّ شَلَا شِمَاةٍ آيَةٍ — کہ حضرت علیؑ کی شان میں  
 تین سو آیات نازل ہوئیں۔

علامہ الصبان بحوالہ طبرانی یوں رقم طراز ہیں:

كَانَتْ لِعَلِيِّ سَعْمَانَ عَشْرَةَ مَنَقِبًا مَا كَانَتْ لِأَحَدٍ  
مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ - (ابن عباس فرماتے ہیں) کہ حضرت  
علی رضی اللہ عنہ کے اٹھارہ مناقب ہیں جو اس امت میں کسی اور کے لیے  
نہیں۔ (رسالۃ الصبان ص ۱۶۱)

## آیت نمبر ①

ارشادِ خداوندی ہے۔

يُؤْفُونَ بِالتَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ  
مُسْتَبْطَرًا ۚ (پارہ ۲۹، سورہ دھر آیت ۷۷)  
تو پوری کرتے ہیں اپنی نذر اور ڈرتے ہیں اس دن سے جس کا شر  
ہر سو بھیل ہوگا۔

## نذر کی تعریف

یعنی کسی غیر ضروری عبادت کو کسی خاص شرط کے تحت لازم کر لینے کو نذر کہا جاتا  
ہے۔

”التَّذْرِ فِي اللُّغَةِ أَنْ تُوجِبَ عَلَى نَفْسِكَ مَا لَيْسَ

بِوَاجِبٍ -

نذر کا لغوی معنی یہ ہے تو اپنے نفس پر اس چیز کو لازم کرے جو تجھ پر لازم  
نہیں۔“

(تفسیر مظہری)

## آیت نمبر ۲

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا  
وَاسِيرًا

ترجمہ: اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو۔

## آیت نمبر ۳

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ  
جِزَاءً وَلَا شُكُورًا

ترجمہ: ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں۔ نہ ہم  
تم سے کسی اجر کے خواہاں ہیں اور نہ شکر یہ کے۔

خدائے بزرگ و برتر نے اہل بیت رسول کے اس صبر و ایثار کے جذبہ کو

سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

## آیت نمبر ۴

ریشمی لباس

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَدِيثًا

(سورۃ دہر پارہ ۲۹)

ترجمہ: اور مرحمت فرمائے گا انہیں صبر کے بدلے جنت اور ریشمی لباس

## شان نزول

مذکورہ آیات کی شان نزول جو حضرات مفسرین عظام نے بیان کی ہے اس

کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر تشریف لائے۔ گئے۔ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بیمار دیکھا تو حضرت علی اور جنابہ فاطمہ تبول سے فرمایا کہ کچھ نذر مانو تاکہ تمہارے فرزند صحت پائیں۔ انہوں نے نذر مانی کہ تین روزے رکھیں گے۔ خدا تعالیٰ نے حسنین علیہما السلام کو شفا بخشی۔ حضرت علی اور سیدہ فاطمہ زہرا، بی بی فطمہ (آپ کی خادمہ) نے روزے رکھے مغرب کی نماز کے وقت چاہا کہ افطار کریں۔ لیکن ایک فقیر دروازے پر آیا اور صدا بلند کی کہ میں ایک مسلمان فقیر ہوں۔ مجھے روٹی عطا ہو، اس فقیر کی صدا پر جو کچھ پکا تھا سب فقیر کو دے دیا اور خود پانی سے روزہ افطار کیا۔ دوسرے دن روزہ رکھا افطار کے وقت ایک یتیم آیا اور روٹی کا سوال کیا۔ سب کھانا اسے دے دیا اور تیسری شام کو ایک قیدی بروقت آیا۔ سارا کھانا اس کو عطا کر دیا تو حق تعالیٰ نے فرمایا: کہ اپنی تدریس پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں۔

ان آیاتِ بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت علی، امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سیدہ تبول سلام اللہ علیہما، بی بی فطمہ رضی اللہ عنہما یقیناً جنتی ہیں کہ خدائے پاک نے انہیں قرآن مجید میں جنتی فرمایا:

آیت نمبر ۵۔ اس آیت پر صرف علی نے عمل کیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ  
فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ،

پارہ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۱۲

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم کوئی بات کرنا چاہو رسول (مکرم) سے تنہائی میں تو اپنی عرض سے پہلے رقعہ دیا کرو۔

خیال رہے کہ حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں بعض اثنیہا راہی غرض و معروض کا سلسلہ اتنا دراکر دیتے کہ فقراء صحابہ کرامؓ کو کچھ عرض کرنے کا موقع نہ ملتا تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضرت مولا علیؑ کرم اللہ وجہہ نے ایک دینار صدقہ دے کر حضور علیہ السلام سے دس سوال کیے۔ اس آیت پر صرف مولا علیؑ نے عمل کیا کسی اور کو موقع نہ ملا کہ آیت منسوخ ہو گئی۔

(نور العرفان)

## آیت نمبر ۶

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ ط

(پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۱۹)

کیا تم نے ٹھہرا لیا ہے۔ حاجیوں کو پانی پلانے (و اے) کو اور مسجد حرام کی خدمت کرنے والے کو اس شخص کی مانند جو ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں۔

صاحب نور الابصار نے اسباب النزول کے حوالے سے اور صاحب تفسیر مظہری عارف باللہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بغوی اور ابن جریر کے حوالے سے حسن، شعبی اور قرظبی سے بیان کیا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت طلحہ بن شیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپس میں فخر کیا۔ طلحہ نے کہا: "أَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ وَمِفْتَاحُهُ بِيَدِي" میں

بیت اللہ کا متولی ہوں۔ اس کی چابی میرے پاس ہے۔ اگر میں چاہوں تو میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ اَنَا صَاحِبُ السِّقَابِيَّةِ وَالْقَائِمِ عَلَيْهَا۔ میں آپ زمزم کا متولی اور اس کا منتظم ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا: میں زیادہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا ضرور ہے کہ لوگوں سے چھ ماہ منظمی نے چھ سال لکھا ہے۔ پہلے نماز پڑھی۔ وَأَنَا صَاحِبُ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ اور میں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (تفسیر منظمی۔ نور الابصار صفحہ ۷۷)

## آیت نمبر ⑤ — قوم کا ہادی —

إِنَّمَا أَنْتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ

(پارہ ۱۳ سورۃ رعد آیت ۷)

ترجمہ: ”تم ڈرسانے والے اور ہر قوم کے ہادی۔“

حضرت علامہ سید مومن شبلی نے اپنی کتاب نور الابصار میں لکھا ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَنَا الْمُنذِرُ وَعَلِيٌّ بِالْهَادِي

وَبِكَ يَا عَلِيُّ يَهْتَدِي الْمُهْتَدُونَ

ترجمہ: میں منذر ہوں اور عالی ہادی ہے۔ اے علی تیرے باعث لوگ

(نور الابصار صفحہ ۷۸)

ہدایت پائیں گے۔

حضرت سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ کَيْسَ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ

اللَّهِ تَعَالَى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا عَلِيٌّ وَأَوْلِيَّهَا مِيرُهَا

(نور الابصار صفحہ ۷۸)

شَرِيفُهَا



ترجمہ: کہ قرآن کریم میں جو بھی آیت اس طرح مذکور ہے ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا (اے ایمان والو!) علی اس کے اول، امیر اور سرافقت والے  
 ہیں“

## آیت نمبر ۵

ارشادِ خداوندی ہے:

سَأَل سَائِلٌ بَعْدَ ابٍ وَقِيعٍ ۝

(پارہ ۲۹ سورۃ معارج آیت ۱)

ترجمہ: مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے۔  
 اس آیت کے بارے میں حضرت امام ابو اسحاق احمد ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ  
 نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے اس  
 آیت مبارکہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل  
 ہوئی، تو انہوں نے سائل سے فرمایا تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو مجھ سے  
 کسی نے نہیں پوچھا۔ فرماتے ہیں میرے باپ نے امام جعفر صادق بن امام محمد باقر  
 سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ  
 وسلم نے جب کہ آپ ”غدير خم“ میں تشریف فرما تھے، لوگوں کو آواز دی  
 اور وہ سب اکٹھے ہو گئے، پھر حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ مَنْ كُنْتُ  
 مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔  
 یہ کلام بہت مشہور ہوا اور دور دور تک پہنچ گیا۔ حارث بن نعمان تہذیبی کو جب  
 یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں  
 آیا۔ اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر کہنے لگا۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہمیں اللہ

کی طرف سے حکم فرمایا ہے کہ ہم اللہ کی وحدانیت اور آپ کو اللہ کا رسول ماننے ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور رمضان کے روزے رکھیں۔ ہم نے یہ قبول کیا۔ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں۔ ہم نے یہ بھی قبول کیا۔ پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو اٹھائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”مَنْ كُنْتُ مَسْؤُلًا عَنْكَ مَسْؤُلًا“ آپ نے یہ اپنی طرف سے فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

”وَلَذِي لَوْلَا لَوْلَا هُوَ إِنْ هَذَا مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ“  
 قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حارث بن نعمان فہری واپس اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ اگر یہ سچ ہے جو کہ محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے کہا تو:

”فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَابًا مِنَ السَّمَاءِ أَوْ نُنَّا بِعَذَابِ  
 إِلَيْهِ“

پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش برسایا پھر ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔

ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہ پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا جو اس کی دُبر سے نکل گیا اور اس بد بخت گستاخ کو ہلاک کر گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(نور الابصار ص ۵)

## آیت نمبر ۹ — خیر البریۃ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ  
هُمُ الْخَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۖ (پارہ ۳۰۔ سورہ بینہ آیت ۷)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہی ساری  
مخلوق سے بہتر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا:  
جب یہ آیت نازل ہوئی تو سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی سے  
فرمایا۔ اے علی تو اور تیرے ساتھی قیامت کے دن خوشی خوشی میدان محشر میں  
آئیں گے۔

”وَيَأْتِيْ اَعْدَاءُكَ غَضَابًا مُّقْمَحِيْنَ“

”جب کہ تیرے دشمن غضب ناک اور ذلیل و رسوا ہو کر پیش ہوں گے“

(نور الابصار صفحہ ۷۸)

## آیت نمبر ۱۰ — رکوع کی حالت میں

اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

”إِنَّمَا وَلِيَّكُمْ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا  
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ  
وَهُمْ رَاكِعُونَ۔ (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارا مددگار صرف اللہ اور اس کا رسول (پاک) اور ایمان والے

ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں  
جھکنے والے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کے ضمن میں یوں رقم طراز ہیں کہ  
ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے اس حال میں  
کہ لوگ رکوع و سجود میں تھے۔ آپ نے ایک سائل کو دیکھا تو فرمایا کسی نے  
تجھے کوئی چیز دی ہے؟ اس نے عرض کیا جی ہاں! یہ چاندی کی انگوٹھی۔ آپ نے  
فرمایا، کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کیا وہ کھڑا ہونے والا اور حضرت علی کی  
طرف اشارہ کیا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ کس حالت میں اس نے تجھے انگوٹھی  
دی، اس نے عرض کیا ہُو رَا كِعْ۔ وہ رکوع میں تھا۔ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نَبِيُّ پَاك نے نعرہ بکیر بلند کیا۔ ثُمَّ  
سَلَا هَذِهِ الْآيَةَ۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

حضرت قاضی ثنار اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں طبرانی کے حوالے سے  
بروایت حضرت عمار بن یاسر تحریر فرمایا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب کے  
پاس ایک سائل آیا، حالانکہ آپ نفل نماز میں رکوع کی حالت میں تھے۔  
وَنَزَعَ خَاتِمَهُ وَأَعْطَاهُ السَّائِلَ۔ (تفسیر مظہری)  
اور آپ نے اپنی انگوٹھی اتار دی اور سائل کو دے دی۔ لہ  
پس یہ آیت نازل ہوئی۔

لہ علامہ سید محمد صالحؒ ترمذی حنفی نے لکھا ہے۔ رکوع کی حالت میں جو انگوٹھی سائل  
کو عطا کی گئی اس کا وزن چار منقال تھا۔ اور اس کا نگینہ جو سرخ یا قوت کا تھا پانچ منقال  
تھا۔ وہ مملکت شام کے خراج کی مثل قیمتی تھی۔ وہ انگوٹھی (بقیہ ماہیہ اگلے صفحہ پر)

## آیت نمبر ۱۱ — انداز سخاوت

”الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ  
سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ  
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ“

(پارہ ۳ سورہ بقرہ آیت ۲۷۲)

ترجمہ وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال رات میں اور دن میں چھپ کر اور علانیہ تو ان کے لیے ان کا اجر ہے اپنے رب کے پاس نہ انہیں کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر در المنثور میں عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن عساکر نے عبد الوہاب بن مجاہد سے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے ابن عباس

(بقیہ حاشیہ پچھلے صفحہ سے) طوق بن جبران کی تھی۔ شیر خدانے دوران جنگ اُسے قتل کیا اور اُس کی قیمتی انگوٹھی رسالت مآب کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے وہ انگوٹھی حضرت مولا علی کو عطا فرمائی یہ کوئی عام قسم کی معمولی انگوٹھی نہ تھی۔ اُس پر حضرت حسان بن ثابت نے شعر کہے۔ اُن میں ایک یہ ہے۔

فَأَنْتَ الَّذِي أَعْطَيْتَ وَكُنْتَ رَاكِعًا  
فَذَلِكَ نَفْسُ الْقَوْمِ يَا خَيْرَ رَاكِعٍ

پس وہ جو شخص ہے جس نے رکوع کی حالت میں بخشش و سخاوت کی۔ اے بہترین رکوع کرنے والے یہ بات قوم کی جان دروج ہے۔

سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مبارکہ کہ حضرت علی بن ابی طالب کے حق میں نازل ہوئی ہے (فرماتے ہیں)

”كَانَتْ لَهُ أَرْبَعَةٌ دَرَاهِمًا فَانْفَقَ بِاللَّيْلِ  
دِرْهَمًا وَبِالنَّهَارِ دِرْهَمًا وَسِرًّا دِرْهَمًا وَ  
عَلَانِيَةً دِرْهَمًا“

یعنی آپ (حضرت علی) کے پاس صرف چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم رات کو ایک دن کو ایک خفیہ اور ایک علانیہ طور پر خرچ کیا۔

تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ ۳۶۳، روح المعانی جز ۳ صفحہ ۴، منظری جلد اول صفحہ ۳۹۳، تفسیر خزائن العرفان۔

## آیت نمبر ۱۲

”مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرٌ امثالِهَا وَمَنْ  
جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَهُوَ  
لَا يُظْلَمُونَ“ (پارہ ۸ سورۃ النعام آیت ۱۶۰)

ترجمہ: جو ایک نیکی لائے تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں اور جو برائی

لائے اُسے بدلہ نہ ملے گا۔ مگر اس کے برابر اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔

مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا چاہے اُس کی نیکیوں کو بڑھائے ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے، اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل خداوندی ہے۔ یہی مذہب اہل سنت ہے اور بدی کی اتنی

ہی سزا یہ عدل ہے۔ (خزائن)

سید محمد صالح حنفی لکھتے ہیں کہ مولا مرتضیٰ کا ارشاد ہے  
 ”الْحَسَنَةُ حُبُّنَا - وَالسَّيِّئَةُ بُغْضُنَا -“ کہ نیکی  
 ہماری محبت کا نام ہے اور بدی ہمارے ساتھ بغض اور دشمنی کا نام  
 ہے۔ (کوکب دہلی ۱۲۲)

## آیت نمبر ۱۳

فرمان رحمان ہے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهْرٍ فِي مَقْعَدِ صَدِيقٍ  
 عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ (پارہ ۲، سورہ رحمن آیت ۵۴/۵۵)  
 ترجمہ: بے شک پرہیزگار باغوں اور نہریں ہیں۔ سچ کی مجلس میں عظیم قدرت  
 والے بادشاہ کے حضور۔

سید صالح نے مناقب ابن مردودہ کے حوالے سے جابر بن عبد اللہ انصاری  
 سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دن رسول اللہ کی بارگاہ میں دورانِ حاضری آپ کے  
 اصحاب نے جنت کو یاد کیا حضور نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے سب سے پہلے  
 جو جنت میں داخل ہوگا وہ علی ابن ابی طالب ہے۔ حضرت ابو دجانہ نے عرض کیا  
 یا رسول اللہ آپ نے ہم کو خبر دی ہے کہ جنت انبیاء پر حرام ہے۔ جب تک  
 جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور تمام امتوں پر جنت حرام ہے۔ جب تک میری  
 امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا ہاں: کیا تجھے معلوم نہیں ہے  
 کہ خدائے عزوجل کا ایک نور کا جھنڈا ہے اور ایک یا قوت کا ستون ہے۔ جس پر  
 لکھا ہے - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالْ مُحَمَّد

خَيْرُ الْبَرِيَّةِ وَصَاحِبِ اللِّوَاءِ وَامَامِ الْقِيَامَةِ عَلِيٌّ  
 بُنْتُ ابْنِ طَالِبٍ خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد مصطفیٰ  
 اللہ کے رسول ہیں۔ اور محمد کی آل تمام مخلوق سے بہتر ہے۔ اور اس جھنڈے کا  
 مالک اور قیامت کا امام علی ابن ابی طالب ہے۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت  
 علی کو خوش اور شادمان فرمایا تو مولا مرتضیٰ نے عرض کیا۔

خدا کا شکر و احسان ہے، جس نے آپ کے طفیل ہم کو مکرم اور مشرف فرمایا۔  
 حضور نے فرمایا، اے بھائی تم کو بشارت ہو کہ جو شخص اپنے آپ کو تیری محبت سے مرشار  
 کرے گا اور مودت پر قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہمارے ہمراہ  
 محشور کرے گا۔ آپ نے اس وقت مندرجہ بالا آیت پڑھی۔

مناقب خطیب خوازم میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے  
 مولا مرتضیٰ سے فرمایا کہ جو شخص تجھ کو دوست رکھے گا۔ حق تعالیٰ اس کو ہمارے  
 ہمراہ ہماری منزل میں ساکن فرمائے گا اور اس کے بعد اوپر والی آیت تلاوت فرمائی  
 (کوکب دری ص ۱۲۲)

## — آیت نمبر ۱۴ —

ارشاد خداوندی ہے

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔

(پارہ اول سورۃ بقرہ آیت ۲۳)

ترجمہ: رکوع کر دو رکوع کرنے والوں کے ساتھ

اس آیت میں نماز و زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان ہے اور اس طرف بھی اشارہ



ہے کہ نمازوں کو اُن کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو اور نماز باجماعت ادا کرنے کی ترغیب بھی ہے۔

حدیثِ صحیحہ اور حافظ ابن مردودہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علی مرتضیٰ کی شان میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے سب سے پہلے باہم مل کر نماز پڑھی اور رکوع کیا۔

(کوکبِ دُرّی ص ۱۳۳)

## آیت نمبر ۱۵ — شجرہ واحدہ

ارشادِ فدائے لم یزل ہے۔

”وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ مِّنْ جَبْرَاتٍ وَجَنَاتٍ مِّنْ  
أَعْنَابٍ وَزُرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ  
يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ“ (پارہ ۱۳، سورۃ رعد آیت ۴)

ترجمہ: ”اور زمین کے مختلف قطعے ہیں اور پاس پاس ہیں، اور باغ ہیں انگوروں کے اور کھیتی اور کھجور کے درخت۔ کچھ ایک تنے سے پھوٹی اور کچھ الگ الگ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔“

صِنْوَان :- منجد میں ہے کہ ایک جڑ سے دو یا دو سے زیادہ کھجور کے

درخت پھوٹیں تو یہ ایک کو صِنْوَانِیَا صِنْوَانِیَا کہتے ہیں۔ جس کی جمع صِنْوَانِیَاتُ ہے۔

سید صالح بحر المناقب کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت جابر بن

عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ میں نے رسولِ کریم سے سُنَا کہ وہ جنابِ علی

ابن ابی طالب سے فرمایا تھے۔ اَلنَّاسُ مِنْ شَجَرَاتٍ

وَ اَنَا وَ اَنْتَ مِنْ شَجَرَةٍ وَ اِحِدَةٍ — ثُمَّ قَرَأَ الْآیَةَ

سب لوگ دنیا میں مختلف درختوں سے ہیں، میں اور تو "دونوں" ایک ہی درخت سے ہیں اور پھر یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

(کوکب دری ص ۱۳۶)

## آیت نمبر ۱۶

خالق ارضین و سماءات کا ارشاد ہے۔

”إِنَّ اللَّهَ يَدْخُلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ“

(پارہ ۲۶ سورۃ محمد آیت ۱۲۳)

ترجمہ: ”بے شک اللہ تعالیٰ داخل کرے گا لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ جنت میں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔“

## شان نزول

حافظ ابن مردودہ نے حضرت مجاہد سے روایت کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت مقدسہ علی مرتضیٰ، حضرت حمزہ عم رسول اور حضرت عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی۔ جب کہ انہوں نے عقبہ اور شیبہ سے جنگ کی۔

(کوکب دری ص ۱۳۶)

## آیت نمبر ۱۶ سبب نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب جنگ بدر میں رسول کریم کے چچا حضرت عباس گرفتار ہو کر آئے تو مسلمانوں نے خاص کر

حضرت علیؑ نے ان کو کفر اختیار کرنے اور قرابت منقطع کرنے کی شرم دلائی۔  
 وَأَعْلَظَ عَلَى الْقَتُولِ۔ اور حضرت علیؑ نے کلام میں درشت لفظ اختیار فرمایا اور  
 الفاظ میں شدت آگئی۔ جو اباً حضرت عباسؑ نے فرمایا۔ — مَا لَكُمْ  
 تَذَكُّرُونَ مَسَاوِينَا۔ وَلَا تَذَكُّرُونَ مَحَاسِنَنَا۔ کہ تم  
 ہماری برائیاں بیان کر رہے ہو اور ہماری خوبیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کرتے۔ مولا علیؑ  
 نے فرمایا اَلَكُمْ مَحَاسِنُ؟ کیا تم لوگوں میں کچھ خوبیاں بھی ہیں؟۔ حضرت  
 عباسؑ نے فرمایا جی ہاں! ہم مسجد حرام کی تعمیر کرتے ہیں، ہم کعبہ کی دربانی کرتے  
 ہیں۔ — وَنَسَقِي الْحَاجَّ سَعًیً اور ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ —  
 اس پر حضرت عباسؑ جو اس وقت تک ایمان نہیں لائے تھے، کے کلام  
 کے رد میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرمائیں۔

آیت یہ ہے۔

”مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يُعْمَدُوا مَسْجِدَ اللَّهِ  
 شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ  
 أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِهِمْ خَالِدُونَ“

(پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۱۷)

ترجمہ: ”نہیں روا مشرکوں کے لیے کہ وہ آباد کریں اللہ کی مسجدوں کو حالانکہ  
 وہ خود گواہی دے رہے اپنے نفسوں پر کفر کی۔ یہ وہ ہیں کہ ضائع ہو  
 گئے جن کے تمام اعمال اور آگ میں ہی یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔“  
 اس آیت میں حضرت علیؑ مرتضیٰ کے کلام کا، تا یہ ہے اور حضرت عباسؑ کی

گفتگو کا رد ہے کہ کفر کی حالت میں مسجد کی تعمیر کوئی معنی نہیں رکھتی۔

## آیت نمبر ۱۸

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ  
الْحَرَامِ كَمَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ  
فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا  
يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ

(پارہ ۱۰ آیت ۱۹ سورہ توبہ)

ترجمہ: کیا تم نے ٹھہرایا ہے۔ حاجیوں کو پانی پلانے والے کو اور مسجد  
حرام کے آباد کرنے والے کو اس شخص کی مانند جو ایمان لے آیا  
اللہ پر اور روز قیامت پر اور جہاد کیا اس نے اللہ کی راہ میں، وہ برابر  
نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور اللہ نہیں ہدایت دیتا ان لوگوں کو جو  
ظالم ہیں۔

## شان نزول

مندرجہ بالا آیت کی شان نزول قاضی پانی پنی رحمتہ اللہ علیہ اس طرح لکھا ہے  
کہ فریابی نے ابن سیرین کی روایت سے بیان کیا ہے کہ مولا علیؑ پہنچے اور حضرت  
عباس سے فرمایا۔ اے چچا ہجرت کر کے رسول کریم سے جا کر کیوں نہیں مل جاتے  
تاکہ ہر طرح کی دینی اور دنیاوی سعادتیں حاصل ہوں (حضرت عباس نے کہا۔  
أَعْتَرُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَأَحْبَبُ الْبَيْتِ

میں مسجد الحرام کی آباکاری اور کعبہ کی دربانی کرتا ہوں۔ — اس پر یہ آیت  
مقدسہ نازل ہوئی۔

امام المفسرین حضرت علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی شافعی (المتوفی ۱۸۱ھ)  
نے اپنی تفسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ حسن، شعبی، محمد بن کعب قرظی نے کہا کہ اس  
آیت کا نزول حضرت علی، حضرت عباس اور طلحہ بن شیبہ کے بارے میں ہوا تھا۔ تینوں  
نے اپنے اپنے کارناموں پر فخر یہ اظہار کیا تھا۔ — اَنَا صَاحِبُ الْبَيْتِ  
بِيَدِي مِفْتَاحُهُ — میں کعبہ شریف کا متولی ہوں اور اس کی چابیاں  
میرے ہاتھ میں ہیں۔ حضرت عباس نے فرمایا۔ — اَنَا صَاحِبُ سِقَايَةِ  
وَالْقَاعِمْ عَلَيْهَا — میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہوں۔ یہ میرا کام اور میرا حق ہے  
مولائے کائنات حضرت علیؑ نے فرمایا۔ — مَا اَذْرِي مَا تَقُولَانِ لَقَدْ  
صَلَّيْتُ اِلَى الْقِبْلَةِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ قَبْلَ النَّاسِ وَاَنَا صَاحِبُ  
الْجِهَادِ — میں نہیں جانتا کہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں نے قبلہ کی طرف  
منہ کر کے لوگوں سے پہلے چھ ماہ نمازیں پڑھی ہیں ”یعنی سب لوگوں سے پہلے اور میں  
صاحب جہاد ہوں۔ یعنی اللہ کی راہ میں جنگیں لڑی ہیں“ — اس پر یہ آیت  
مبارکہ نازل ہوئی۔

(تفسیر معالم التنزیل (بغوی)، جلد ۲ ص ۲۴۵ - تفسیر مظہری جلد ۲ ص ۱۲۹ -

تفسیر واحدی ۲۲۲ مطبوعہ الریاض - تفسیر خزائن العرفان - تفسیر ابن کثیر -

تفسیر حنات۔)

حضرت عباس وطلحہ رضی اللہ عنہما کے جواب میں جو ارشاد فرمایا اور موقف  
اختیار فرمایا اس کی تائید و شہادت اللہ پاک نے قرآن مجید میں مندرجہ ذیل آیت  
میں اس طرح فرمائی۔

## آیت نمبر ۱۹

فرمانِ رحمان ہے

”الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجْهَهُمْ وَإِلَىٰ سَبِيلِ  
اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَكْثَرًا مِنْ دَرَجَةٍ  
عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ طَوَّالٌ عَلِيمٌ“

(پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۲۰)

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ میں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔ اُن کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ہے اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

## آیت نمبر ۲۰

يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَرِضْوَانٍ  
وَاجِبٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ“

(پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۲۱)

ترجمہ: خوشخبری دیتا ہے انہیں اُن کا رب اپنی رحمت اور رضا مندی کی اور جنتوں کی اُن کے لیے وہاں دوامی نعمت ہے۔

مندرجہ بالا آیات۔ حضرت مولا علی کے اس اعلان پر کہ ”اَنَا  
صَاحِبُ الْجِهَادِ“ یعنی میں مجاہد ہوں، صاحبِ جہاد ہوں، پر  
مؤید ہیں اور آپ موقفِ عظیم کی معاون ہیں اور ان آیات میں حضرت علی  
کی بات کو سراہا جا رہا ہے اور اُن کے مرتبہ و مقام کی نشاندہی کی جا رہی ہے

اور ان کے مجاہدانہ کارناموں کو کامیابی کی دلیل اور بلند ہی درجات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کون علی؟۔ جو۔

شیر یزداں، پیکرِ اجلال و عظمت ہے، علیؑ

دین کے رُخ کی ضیاء، حق کی جاہت ہے علیؑ

دبدبہ اسلام کا، ایماں کی غیت ہے علیؑ

جانِ جاں، جانِ جہاں، حسنِ شرافت ہے علیؑ

(مختصر)

## آیت نمبر ۲۱

قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ  
وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ۔

(پارہ ۱۳ سورہ رعد آیت ۲۳)

ترجمہ :- فرمائیے اللہ تعالیٰ بطور گواہ کافی ہے، میرے اور تمہارے درمیان اور وہ لوگ جن کے پاس کتاب کا علم ہے۔

سید محمد صالح کشفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ محدث حنبلی

نے محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

کہ جس شخص کے پاس کتاب کا علم ہے، وہ شخص۔ اس حدیث۔ اَنَا مَدِينَةُ

الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔ کے بموجب علی ابن ابی طالب ہے۔ اور

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو اسلام لانے

سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم تھے) سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول

خدا سے دریافت کیا، جس شخص کے پاس کتاب کا علم وہ کون ہے؟ آپ

نے فرمایا وہ علیؑ ہے۔ کتاب اللہ کے علم کے عالم و وارث نے ایک مرتبہ منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا تھا۔ اے دنیا والو مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ میں زمین سے زیادہ اور آسمانوں کے راستوں سے واقف ہوں۔ میں کتاب اللہ کا وہ عالم ہوں جو قرآن کی تمام آیات کے اسباب النزول اور جملہ معانی سے واقف ہوں۔ یہ

کون ہے دنیا میں میرے مولا حیدر کے سوا

جس نے ہو دعویٰ سلوئی "سکونی" برسر منبر کیا

تصور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ علم۔ اور۔ عالم ناگان و ناگجون کی روحانی درسگاہ اور نورانی مکتب سے ایسا علم سیکھا جس کی نظیر، نظر فلک نے شانہ نہ دیکھی ہوگی۔ سرکار علیہ السلام نے اپنے عظیم ترین شاگرد کو ظاہری اور باطنی علوم سے مالا مال فرمانے کے بعد فرمایا۔ عَلِيٌّ عَيْبَةُ عَلِيٍّ۔ علی میرے علم کا سینہ ہے۔ خیال رہے کہ "عیبہ" عربی میں اُس سینے کو کہتے ہیں۔ جو رازوں کی حفاظت کر سکے۔ عرصہ علم و حکمت کے شہسوار نے اُس استاد کے سامنے زانویں تلمذتہ کیے، جسے عالم الغیب جلالہ نے علوم الدین و آخرین کے ابجار کا شمار بنا کر اور مطلع علی الغیب کی بسند عطا فرما کر بھیجا۔ پردوں میں چھپی ہوئی اشیاء کے حقائق کی آگاہی علی مرتضیٰ کی کرامات کا حصہ ہے۔

بندہ رب دو عالم، وارث علم رسولؐ قاضی دین محمد، صاحب قلب عقول

والد حسنین و زینبؑ، شوہر زہراؑ ربوبول دین احمدؑ کا محافظ، فقر کی اصل اصول

عارض شرع رسول پاکؐ کا عازہ علیؑ

علم و حکمت کے مدینے کا ہے دروازہ علیؑ





# مولا علیؑ

از روئے

## حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ادائے احمد مرسل ادائے مولا علی	عطائے سرور عالم عطائے مولا علی
ہے مولا اُس کا علی جس کا ہے نبی مولا	ولائے شاہِ رُسل ہے ولائے مولا علی
نبی سے یا نگو یا مانگو علی کی چھوکتے	سنائے مُصْطَفَوِیٰ ہے سنائے مولا علی
بصد عطایہ عنایت ازل سے کھتی ہے	نبیؐ کے نور سے حق نے بنائے مولا علی

خفتر

آئمہ حدیث نے اپنی گراں قدر تصانیف میں جگہ جگہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شانِ اقدس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اور فرامین نقل فرمائے ہیں۔ ہر وہ انسان جو فتنہ انکار حدیث کے زہریلے اثرات سے اپنے آپ کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور وہ محدثین کی دیانت و امانت پر بد اعتمادی کا شکار نہیں ہو جاتا اور حبیبِ کبریا محمد مصطفیٰ عبیدہ افضل الحجۃ والثناء کو ہادی و مرشد اور مخبر صادق تسلیم کرتا ہو۔ اُس کے لیے کوئی ایسی راہ کھلی نہیں رہ جاتی کہ سیدنا علی کریم اللہ وجہہ کی جلالت و وجاہت و عظمت و شرافت اور کرامت و ولایت کا انکار کر سکے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں اور ایمان کو تازہ کریں



## حدیث نمبر ①

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
 « مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهُوَ عَلِيٌّ مَوْلَاهُ »

ارندى شريف جلد دوم ص ۲۱۲ - ابن ماجه شريف ص ۱۲ - مشکوٰۃ شريف

ص ۵۵۶، نور الابصار صفحہ ۶۸، اشرف المؤید ص ۱۱۱۔

ترجمہ: کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔

خیال رہے کہ مندرجہ بالا حدیث مقدسہ علماء حدیث کے نزدیک قواعد  
 معنوی کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے باوجود بعض لوگ کسی اندرونی مرض کی بنا پر پانے  
 کے لیے ہرگز تیار نہیں۔

اس حدیث کی پوری بحث ہماری کتاب آل رسول حصہ اول میں ملاحظہ  
 فرمائیں انشاء اللہ دل و دماغ میں شبہات و تشکیکات کے اٹھنے والے بدبو  
 دار نجارات، تسکین و تیفن کی خوشبو میں بدل جائیں گے۔

## لفظ مولى کے معانی

علمائے کرام محدثین عظام نے لفظ مولا کے کئی معانی بیان کیے ہیں اور کہا  
 کہ مولا کا لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لہذا پہلے قرآنی آیات میں جہاں  
 جہاں مولا کا لفظ آیا ہے اس کے معانی و مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

## مددگار

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ اللّٰكَ فِرْيٰنَ

لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ۔ (پارہ ۲۶ سورۃ محمد آیت ۱۱)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

### وارث

ارشادِ خداوندی ہے،

وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِي مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ  
وَالْأَقْرَبُونَ۔ (پس سورۃ نسا آیت ۳۳)

اور ہر ایک کے لیے بنا دیئے ہیں ہم نے وارث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار۔

### عَصَبَهُ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِي مِنِّي وَرَأَيْتُ

(پارہ ۱۶ سورۃ مریم آیت ۵)

ترجمہ: اور مجھے اپنے بعد اپنے (بے دین) رشتہ داروں کا ڈر ہے:

### دوست

رب کریم نے ارشاد فرمایا

”وَيَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلَىٰ عَن مَّوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ  
يُنصَرُونَ۔“

ترجمہ: جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی رو سے لفظ مولا کبھی مددگار کبھی وارث کبھی عصبہ

دباپ کی طرف سے رشتہ دار) اور کبھی دوست کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔  
سنن ابن ماجہ شریف کے صفحہ نمبر ۱۲ کے حاشیہ پر مشکوٰۃ شریف کے صفحہ ۵۵۶  
مطبوعہ دہلی کے حاشیہ پر مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱۱ مکتبہ امدادیہ ملتان کے صفحہ ۲۴  
پر لفظ مولیٰ کے معانی یوں مرقوم ہیں۔ اَلْمَالِكُ۔ مالک حکمرانی کرنے والا۔  
السَّيِّدُ۔ سردار۔ اَلْمُنْعِمُ۔ انعام کرنے والا۔ اَلْمُنْعِمُ عَلَيْهِ۔  
انعام یافتہ۔ اَلْمُعْتِقُ۔ آزاد کرنے والا۔ اَلنَّاصِرُ۔ مددگار۔ اَلْمُحِبُّ  
محببت کرنے والا۔ اَلتَّابِعُ۔ اتباع کرنے والا۔ اَلْجَارُ۔ پڑوسی۔  
اِبْنُ الْعَمِّ۔ چچا زاد بھائی۔ اَلْحَلِيفُ۔ وہ دوست جو اپنے دوست  
کے ساتھ وفا کرنے والا اور ہر آڑے وقت میں ساتھ دینے کی قسم اٹھائے  
اَلْعَقِيْدُ۔ سپہ سالار رئیس قوم ضامن۔ اَلصَّهْرُ۔ داماد۔ اَلْعَبْدُ۔  
غلام۔

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی عَلِيهِ الرَّحْمَةُ وَدِي کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں:  
مَعْنَاهُ النَّاصِرُ لِأَنَّهُ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ مَعَانٍ  
كَالْمُعْتِقِ وَالْعَتِيْقِ وَالْمُتَصَرِّفِ فِي الْأَمْرِ  
وَالنَّاصِرِ وَالْمَحْجُوبِ وَهُوَ حَقِيقَةٌ فِي كُلِّ  
مَنْهَا۔ (صواعق محرقة صفحہ ۲۲)

یعنی اس کے معنی مددگار کے ہیں۔ کیونکہ لفظ ولی مُعْتِقُ آزاد کرنے  
والا "عتیق" آزاد متصرف فی الامر خود مختار، با اختیار، ناصر  
مددگار، محبوب "پیارا" کے معنوں میں مشترک ہے حقیقت میں  
یہ سب اس کے معانی ہیں۔

علامہ سید علی بن سلیمان مالکی رحمۃ اللہ نے قُوْتِ الْمُعْتَدِي

علی جامع الترمذی میں اس حدیث پاک مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ  
مَوْلَاهُ کے تحت لکھا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد مَوْلَى  
الْإِسْلَامِ۔ (اسلام کا مددگار لیا ہے۔ جیسا کہ اس آیه مبارکہ ”ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ  
مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ“ میں ہے آپ  
فرماتے ہیں یا اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی  
رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ کہا:

لَسْتُ مَوْلَاؤِي إِثْمًا مَوْلَاؤِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى  
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی اے علی! آپ میرے مولا نہیں میرے مولا رسول کریم صلی اللہ علیہ  
وسلم ہیں۔ (تو اس پر) حضور نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ  
فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ۔ ”جس کا میں مولا ہوں اس کے علی بھی مولا ہیں۔“

حدیث نمبر ۲ — ہارون اور علی —

غزوہ تبوک کے موقع پر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے  
مدینہ شریف میں اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑا تو حضرت علی نے سرکار کی بارگاہ میں عرض  
کیا ”تَخْلِفُنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ“ آپ مجھے بچوں اور عورتوں  
میں چھوڑے جا رہے ہیں، یہ سن کر حضور نے ارشاد فرمایا۔

أَمَا تَرْضَى أَنْ يَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ  
مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّكَ لَا نَبُوَّةَ بَعْدِي۔

(ترمذی شریف، مسلم شریف، بخاری شریف)

ترجمہ: کیا آپ اس بات سے راضی نہیں کہ میرے نزدیک تمہارا وہ مقام

دو مرتبہ ہو جو حضرت ہارون کا موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھا۔  
مگر میرے بعد نبوت نہیں۔

خیال رہے کہ یہ حدیث مقدسہ ایک مخصوص وقت کے لیے نیابت  
پر دلالت کر رہی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام  
نے سفر تبوک سے واپسی تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ  
میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا، لیکن بعض حضرات نہ جانے اس سے کیسے خلافتِ بلا فصل  
کا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح تو پھر لازم آئے گا کہ حضرت  
ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے حقدار ٹھہریں۔ کیونکہ آپ کو بھی ایک  
مرتبہ آقا علیہ السلام نے مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام بنایا تھا۔

## قائم مقامِ عمرؓ

علامہ شیخ محمد خضریٰ اپنی مشہور ترین کتاب اتمام الوفا فی سیرت الخلفاء  
میں رقم طراز ہیں۔

” وَكَثِيرًا مَا كَانَ عُمَرُ لَيْسَتْ خَلِيفَةً عَلَى الْمَدِينَةِ  
إِذَا غَابَ عَنْهَا“ ( اتمام الوفا ص ۲۱ )

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے  
جاتے تو اکثر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا  
قائم مقام بنا کر جایا کرتے تھے۔

خیال رہے کہ مولا علی کا نیابتِ عمرؓ قبول کر لینا اور پھر ان کی واپسی تک  
مورِ خلافت انجام دینا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپؓ حضرت عمرؓ کو خلیفہ  
بحق تسلیم کرتے تھے۔

## حدیث نمبر ۴

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعق محرقہ میں حاکم کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان الفاظ میں روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ

(صواعق محرقہ ص ۲۳)

ترجمہ: میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور علی عربوں کا سردار ہے

## سید کے معانی

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سارح مسلم شریف نے شیخ الاسلام ہروی (عبداللہ بن محمد بن علی) کے حوالے سے سید کے معانی یوں بیان کیے ہیں:

السَّيِّدُ هُوَ الَّذِي يَفُوقُ قَوْمَهُ فِي الْخَيْرِ

سید اسے کہتے ہیں جو بھلائی میں اپنی قوم پر فوقیت رکھتا ہو۔  
(وَقَالَ غَيْرُهُ)

”وَالَّذِي يَفْرَعُ إِلَيْهِ فِي النَّوَائِبِ وَالشَّدَائِدِ

فَيَقُومُ بِأُمُورِهِمْ وَيَتَحَمَّلُ عَنْهُمْ مَكَارِهِمْ

وَيَدْفَعُهَا عَنْهُمْ“

(مسلم شریف جلد ثانی کتاب الفضائل باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

علی جمیع الخلائق)

ترجمہ: (اور سید وہ ہے) معائب و شدائد میں جس کے پاس فریاد کی جائے

اور وہ ان کے تمام معاملات کا ذمہ دار ہو اور ان کی تکلیف کو نہ برداشت کرے اور اپنی قوم کو تکالیف سے بچائے۔

### حدیث نمبر ۴

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا، تو حضرت علی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں اس حال میں حاضر ہوتے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ لیکن مجھے کس کا بھائی بنایا ہے۔ تو جواباً حضور نے ارشاد فرمایا۔

”أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ“

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳ باب مناقب علی)

ترجمہ: ”اے علی تو میرا دنیا اور آخرت میں بھائی ہے۔“

### حدیث نمبر ۵

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

(جامع ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳)

ترجمہ: میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اس حدیث مقدسہ میں حضور نے خود کو دارِ حکمت اور علی کو اس دارِ کرم کا دروازہ ارشاد فرمایا ہے۔ دار سے منسلک دروازے کا ایک اپنا نشان



ہوتا اور اُس کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ خیال ہے کہ دار گھر کو کہتے ہیں  
 جتنا گھر حسین ہوگا۔ اُس گھر کی شان کے مطابق ہی دروازے کا مقام و مرتبہ  
 ہوگا۔ دروازے کا حسن دیکھ کر ہی گھر کی تمکنت کا پتہ چلتا ہے۔ کُفر کے گھنڈے پر  
 نظر رکھنے والے۔ اس دارِ دارائی کے شکوہ کو کیا؟ جانے جن کے گھروں میں  
 نفاق کے فاروقِ شاہک کے سوا کچھ نہیں وہ بادشاہوں کے محلات کی غلام  
 گردشوں کی عظمتوں کو کیا جانے۔ پیغمبرِ حکمت کا گھر ہے۔ حیدر اس گھر کا دروازہ  
 ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیدر صاحب ولایت و حکمت ہے۔

ہرولی، ہرغوث، ہر قطبِ جلی کے سر کا تاج      آسمانِ علم و حکمت کا ہے جو روشن چراغ  
 کشتور فقر و غنا پر حشر تک جس کا ہے راج      اُس کی الفت، مرضِ عصیان کا مکمل ہے علاج

سُن کے جس کا نام تھرایا جہاں کا ہر جبری  
 وہ خدا کا مصطفیٰ کا شیر ہے مولا علیؑ

## حکمت کے معانی

حکمت، دانائی، عدل، علم، علم اور فلسفہ کو کہتے ہیں۔ علامہ امام عرار الدین  
 بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں۔  
 هِيَ الْأَصَابَةُ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ۔ گفتار و کردار کی درستگی  
 کو حکمت کہا جاتا ہے، اور جس کے قول و فعل میں تضاد پایا جائے وہ حکیم  
 نہیں۔ هِيَ الَّتِي تَرُدُّ عَنِ الْجَهْلِ وَالْخَطَا جَوْهَالَت  
 اور خطا سے دُور کرے۔

”الْحِكْمَةُ مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ بِحَقَائِقِهَا“

حکمت اشیاء کی حقیقتیں جاننے کا نام ہے۔ (تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۹۴)

علامہ اُوسى رحمۃ اللہ علیہ حکمت کے معانی تفسیر روح المعانی میں یوں بیان فرماتے ہیں۔

وَضَعُ الْأَشْيَاءَ مَوَاضِعَهَا۔ ہر چیز کو اپنے محل و موقع پر رکھنا۔  
 ”مَا يُزِيلُ مِنَ الْقُلُوبِ وَهَجِ حُبِّ الدُّنْيَا“  
 ”جو دنیا کی آتشِ محبت کو دل سے نکال دے۔“

أَلْفَقَهُ فِي الدِّينِ ادین کی تقابہت کو بھی حکمت کہا جاتا ہے۔

(روح المعانی جلد ۱ ص ۳۸۰)

لفظ حکمت کی لغوی تحقیق کے بعد مندرجہ بالا احادیث مقدسہ کے:

میں حکمت کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں، پر غور کرنے سے جو چیز سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی قولی، فعلی اور تقریری سنن کی رو سے قرآن حکیم کی جتنی تفسیر بیان کی ہے۔ اس تک رسائی حاصل کرنی ہو تو سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا وسیلہ ضروری ہوگا۔ اگر کوئی شخص قلبی اور ذہنی طور جناب علی رضی اللہ عنہ سے اپنے آپ کو دور رکھے گا تو پھر وہ فلسفہ و دانائی، علم و حلم، معرفت، دینی تقابہت اور حقائق سے ہمیشہ کے لیے دور رہے گا اور اسے آتشِ حُب دنیا جلا کر رکھ بنا دے گی۔ بغض و عناد اور جہالت کی دلدل میں دھنستا چلا جائے گا۔

میرے چمن میں الہی وہ انقلاب آئے

کہ پھول پھول سے خوشبو کے بوڑھے آئے

حدیث نمبر ④ — باب درینہ العلم

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے صواعقِ محرقہ میں بزار، طبرانی، ترمذی، عقیلی، ابن عدی کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا



کہ محدثین کی ایک جماعت نے صحیح اور بعض نے حسن کہا ہے۔ لیکن اہل بیت رسول کی شان و عظمت اور محبت و عقیدت کو اپنے دل میں جگہ نہ دینے والے ٹوٹے کے سربراہ شیخ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو واہی، ضعیف ترین بلکہ موضوع کہہ کر اپنے چھپے ہوئے عناد کا اظہار کیا، یہی وجہ ہے کہ علماء نے ابن تیمیہ کی کتاب منہاج السنۃ کو وحشت انگیز کتاب کہا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر اس حدیث کو مان لیا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ کہ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کا شہر ہوں تو اس حدیث کے مطابق علم حاصل کرنے کیلئے صرف ایک ہی دروازہ ثابت ہوتا ہے اور اس حدیث پر شیخ ابن تیمیہ نے کھل کر تنقید کی ہے اور ان کے دماغ نے شہر علم صلی اللہ علیہ وسلم کو اینٹ پتھر، اور کارے سے بنے ہوئے مکان کا شہر تصور کیا ہے۔ اس لیے علماء فرماتے ہیں کہ علامہ ابن تیمیہ کے عقل شعور کو ان کے علم نے بہت زیادہ دباؤں میں رکھا تھا کہ وہ اللہ و رسول کے فرامین کا معنوی اعتبار سے تجزیہ کرتے ہوئے اپنے ضدی ذہن کو میزان عدل تصور کرتے ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ بلاشبہ صاحب علم تھے اور ان کا علم حجاب اکبر بن کر ان کے باطل نظریات کی تباہی و افکار کی پراگندگی کا باعث بنا۔

انہوں نے مولا علی، اہل بیت رسول اور اولیائے کرام کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ بعض مسائل کے استنباط میں انہوں نے جو روش اختیار فرمائی وہ ارباب علم کے کسی طبقے میں نہیں پائی جاتی۔ کبھی کبھی ان کا انداز اتنا سطحی ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اسے دین اسلام کے خلاف ناکام تحریک و بغاوت پر محمول کرتا ہے۔ ان کے دور اور بعد میں آنے والے علماء و محدثین اور محققین اسلام نے ان کے افکار باطلہ کا رد لکھا ہے اور ان کی طبعی جھنجھلاہٹ میں لٹی

ہوئی ہزاروں اور ٹیڑھی بات کا مُسکیتُ جواب دیا ہے۔ عرب ریاستوں کے بعض حکمرانوں نے اُن کی سیرت اور دفاع میں کئی کتابیں لکھوائیں ہیں۔ اور اُن کتابوں کے مصنفین کو بھی اُن کا دفاع کرنے میں کئی مشکلات پیش آئیں اور کئی مقامات پر ان کو شرمندگی اور ذراست سے سر جھکانا پڑا۔

### حدیث نمبر ۶ — لعابِ رسولؐ اور چشمِ علیؑ

حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگِ خیبر کے روز فرمایا کہ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا۔ یَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَ يَهُ۔ جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا۔ — يُحِبُّ اللَّهُ وَرَسُولَهُ وَ يُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولَهُ — (وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔)

چنانچہ رات بھر صحابہ کرام اس موضوع پر گفتگو کرتے رہے کہ یہ جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ حضورؐ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اُن میں سے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ یہ جھنڈا مجھے مل جائے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا۔ اَيُّنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ؟ کہ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ۔ یا رسول اللہ اُن کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ۔ جب وہ حاضر ہوئے تو سرکارؐ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور اُن کے لیے دُعا فرمائی اور وہ بالکل تندرست ہو گئے۔ گویا کہ انہیں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔

(مسلم شریف جلد ثانی صفحہ ۳۴۹ سعید کمپنی کراچی)

## حدیث نمبر ۵ ————— علیؑ سے محبت کا حکم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار شخصوں سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ خبر بھی کہ میں ان چاروں سے محبت رکھتا ہوں آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ان چاروں کے نام بھی ہمیں ارشاد فرمائیں **قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي نَهْمٍ** ان میں سے ایک حضرت علیؑ ہیں (اور یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا) ان کے علاوہ ابوذر، مقداد اور سلمان رضی اللہ عنہم ہیں۔ نیز فرمایا **وَأَمَرَ بِي يُحِبُّهُمْ** اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے محبت کرنے کا حکم فرمایا۔

(ترمذی جلد ثانی ص ۱)

اس حدیث مبارکہ پر بار بار غور فرمائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرمایا ہے کہ مجھے، ابوذر، مقداد، سلمان اور علیؑ سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو علیؑ مرتضیٰ سے محبت رکھنے کا حکم فرمایا، لہذا مصطفیٰ کریم کا علیؑ سے محبت فرمانا ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کتاب و سنت کا نام لے کر دائم ہنگام زمین بچھانے والے علیؑ کے ان دشمنوں سے صرف اتنی سی استدعا ہے کہ سنت سمجھ کر ہی کبھی کبھی علیؑ کا نام محبت بھرے انداز میں لے لیا کرو۔ ہم فقیروں کی تو ہمہ وقت یہی صدا ہے۔

تیری محبت تیرا لطف جاودانہ چاہیے      یا علیؑ تیری محبت کا خزانہ چاہیے  
طاہر بے بال و پر کو آشیانہ چاہیے      مجھ کو تیرا شہر، تیرا آستانہ چاہیے

تو بے عالی، تو ہے اعلیٰ، تو ہے بالا یا علیؑ

یا دتیری خضر کے دل کا احب الہ یا علیؑ

## حدیث نمبر ۹ — فرمان ام المومنین عائشہ صدیقہ —

حضرت جمیع بن عیمر التیمی سے روایت ہے کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عائشہ سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کون زیادہ محبوب تھا؟ انہوں نے فرمایا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا۔ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں کون؟ انہوں نے فرمایا ”زَوْجَهَا“ ان کے شوہر حضرت علی (اور فرمایا) اِنْ كَانَ مَا عَلِمْتُ صَوَّامًا قَوَّامًا جہاں تک میں جانتی ہوں بلاشبہ وہ بہت ہی زیادہ روز رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے تھے۔

(ترمذی جلد ثانی صفحہ ۲۶۶)

## حدیث نمبر ۱۰ —

ابو یعلیٰ اور بزار نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ اَذَى عَلِيًّا فَقَدْ اَذَانِي جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

## حدیث نمبر ۱۱ — علیؑ کا دشمن نبیؐ کا دشمن —

طبرانی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنیہ حسن بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَنْ اَحَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَحَبَّنِي فَقَدْ اَحَبَّ اِلَهًا وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِيًّا فَقَدْ

اَبْغَضَنِي وَمَنْ اَبْغَضَنِي فَقَدْ اَبْغَضَنِيَ اللهُ۔

(مشکوٰۃ شریف، صواعقِ محرقہ ص ۱۲۳)

ترجمہ: جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی۔ جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ تعالیٰ سے بغض رکھا۔

حدیث نمبر ۱۱ اور گیارہ کا ایک مرتبہ پھر مطالعہ فرمائیں کہ ان حدیثوں میں اُمت کے لیے کیا پیغام ہے۔ یہ امر ہر گمان سے پاک ہے کہ محبت دینِ اسلام کی رُوح ہے۔ سرکار سے محبت قرآن کا فرمان ہے۔ آقا علیہ السلام سے محبت ایمان کی جان ہے۔ مولا تضحیٰ سے محبت رسول کی دلیل ہے۔ جو علی سے بغض رکھتا ہے۔ دراصل رسولِ مکرم سے بغض کی علامت ہے۔ علیؑ جو فقر کے ہر سلسلے کا سلطان ہے۔ اور شیرِ رحمان ہے۔ صاحبِ ہل اتی ہے اور دنیا سے عقیدت کا مشکل کشا ہے کون علی؟ کون حیدر و صفر؟

یہ وہ حیدر ہے جسے کہتے سب مشکل کشا ہے لقب پس آپکا ہی تاجدار ہل اتی !  
ہے علی کے دم سے قائم فقر کا ہر سلسلہ جس کا مولا ہے نبیؐ اُس کا ہے مولا تضحیٰ

اُس کے دشمن دین کے اسلام کے خدار ہیں !

اُس کے سب باغی جہاں بھی ہیں کلابِ النار ہیں !

— حدیث نمبر ۱۱ —

حضرت ام سلمہؓ (ام المؤمنین) ارشاد فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ

ﷺ نے حدیث سنیں ابن ماجہ۔



علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِي —  
 کہ جس نے حضرت علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

(صواعقِ محرقہ ص ۱۲۳)

وہ لوگ جو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلفائے راشدین کی فہرست سے خارج کرنے کی سر توڑ کوشش میں مصروف ہیں اور آپ کو اہل بیتِ رسول سے نکالنے کی بے سوڈ تک و دد میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو ضائع کر رہے ہیں۔ وہ ان احادیث پر بار بار غور کریں اور پھر اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لیں اور اپنی ان مذموم کوششوں پر بھی نظر رکھیں کہ کہیں ان کی یہ سعی لا حاصل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک اور حضرت علی مرتضیٰ کی اذیت کا باعث تو نہیں بن رہی۔

### حدیث نمبر ۱۳

بزار، ابویعلیٰ اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بلایا اور فرمایا۔ اِنَّ فِيْكَ مَثَلًا مِّنْ عِيسَىٰ — کہ تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام کی ایک مثال ہے کہ یہود نے آپ سے یہاں تک بغض رکھا کہ آپ کی والدہ پر بہتان باندھا اور نصاب سے نے یہاں تک محبت کی کہ آپ کو وہ مقام دیا (خدا اور خدا کا بیٹا کہنا شروع کر دیا) جو آپ کو حاصل نہ تھا۔ پھر حضرت علی نے فرمایا: اَلَا وَاِنَّكَ يَهْلِكُ فِيْ اِثْنَانِ خَيْرًا مِّمَّيْرَ بَارَسَ فِيْ دَوَادِمٍ هَلَاكٌ هُوَ جَائِزٌ لِّكَ — مُحِبٌّ مِّمَّنْ يُقْرِظُنِيْ بِحَالِيْسٍ فِيْ — ایک حد سے بڑھا ہوا محبت جو میری تقریظ و تعریف میں وہ بات کہتا ہے جو مجھ میں نہیں ہے۔ — وَ مَبْغِضٌ يَّحْمِلُهُ سَنَانِيْ عَلَيَّ اَنْ يَّبْقِيَّتَنِيْ — دوسرا وہ بغض رکھنے والا جس کو

میری دشمنی، مجھ پر بہتان لگانے پر آمادہ کر دیتی ہے۔ (صواعق محرقة ص ۱۲۳)

اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ اس دور کے خوارج و روافض اور یہود و نصاریٰ کے عقائد و نظریات اور عادت و اطوار میں کافی حد تک مشابہت پائی جاتی ہے۔

### حدیث نمبر ۱۴ — منافق کی پہچان —

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اِنَّكَ لَا يُحِبُّنِي اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُنِي اِلَّا مُنَافِقٌ کہ مجھ سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہ کرے گا اور سوائے منافق کے کوئی بغض نہ رکھے گا۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۳)

### حدیث نمبر ۱۵ —

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّ كُنَّا لَنَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْصَارِ يُبْغِضُهُمْ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ

(ترمذی شریف جلد ثانی صفحہ ۲۱۳)

ترجمہ: کہ ہم منافقین کو ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض رکھنے کی بنا پر پہچانتے تھے۔

### حدیث نمبر ۱۶ —

حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام فرمایا

کہتے تھے:

”لَا يُحِبُّ عَلِيًّا مَنْ أَفِيقٌ وَلَا يُغْضِبُهُ مُؤْمِنٌ“

(ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۱۳)

ترجمہ: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی منافق محبت نہیں رکھتا اور ان سے کوئی مومن بغض نہیں رکھتا۔

ان احادیث سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ محبت علیؑ سرمایہ ایمان اور بغض علی منافقت کی علامت ہے۔

### حدیث نمبر ۱۷ — مومنوں کا بادشاہ —

ابن عدیؒ نے حضرت علیؑ سے بیان کیا ہے کہ حضورؐ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عَلِيٌّ يَعْسُوبُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَالُ يَعْسُوبُ  
الْمُنَافِقِينَ۔

(صواعق مخرقہ ص ۱۲۵)

ترجمہ: کہ علی مومنوں کا بادشاہ ہے اور مال منافقوں کا بادشاہ ہے۔

### حدیث نمبر ۱۸ —

عُصْبِيٌّ بِنِ جُنَادَةَ مِنْ رِوَايَةِ هَيْبَةَ بْنِ كَثِيرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ارشاد فرمایا:

عَلِيٌّ كَيْ مَنِّي وَأَنَا مِنْ عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا أَنَا  
أَوْ عَلِيٌّ۔

(ترمذی جلد ۲ ص ۲۱۲)

ترجمہ: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ میری طرف سے ادائیگی

ہی کر سکتا ہوں یا علی کر سکتا ہے۔

عرب میں یہ دستور تھا کہ فریقین کے درمیان جب کوئی معاہدہ ہوتا تو اس کو پورا کرنے کا اعلان معاہدہ کرنے والا یا پھر اس کا کوئی قریبی رشتہ دار کرتا کسی اور کے اعلان کو تسلیم نہ کیا جاتا۔ اسی لیے جب سیدنا صدیق اکبر کو امیر حج بنا کر بھیجا گیا تو آپ کے پیچھے حضرت علیؓ کو سورۃ توبہ سنانے کے لیے روانہ فرمایا:

### حدیث نمبر ۱۹

حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

إِنِّي عَلِيٌّ مَسْنِيٌّ وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَوَلِيٌّ كَلِّ  
 . مُؤْمِنٍ - (مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی بن ابی طالب فصل ثانی)  
 ترجمہ: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور وہ ہر مومن کے ولی ہیں۔

### حدیث نمبر ۲۰

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے حضرت علیؓ نے فرمایا:

يَا عَلِيُّ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَجْنُبَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ  
 غَيْرِي وَغَيْرِكَ

”اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس مسجد میں جنبی  
 (حالت میں) داخل ہو۔“

علی بن منذر کہتے ہیں کہ میں نے ضرار بن صر سے پوچھا کہ اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے کہا کہا (حضور علیہ السلام کے اس ارشاد کا) مطلب یہ ہے کہ (اے

علیؑ اور تمہارے سوا کسی کے لیے حلال نہیں کہ وہ حالتِ جنابت میں مسجد سے گزرے۔ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۲۱۲)

## حدیث نمبر ۷۱ — قرآن اور علیؑ

طبرانی نے جنابہ ام سلمہؓ کے حوالے سے الاوسط میں بیان کیا ہے؟ آپ فرماتی ہیں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:-

« عَلِيٌّ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَا يَفْتَرِقَانِ حَتَّىٰ يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ »

(صواعق محرقة ص ۱۲۲۔ رسالۃ الصبیان ص ۱۵۹)

ترجمہ: کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ حوض کوثر تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔

علامہ شیخ محمد بن علی صبتان رحمۃ اللہ علیہ ابن سعد کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا خدا کی قسم قرآن پاک میں کوئی بھی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی کہ جس کو میں نہ جانتا ہوں کہ وہ کیوں؟ کہاں اور کس لیے نازل ہوئی۔

إِنَّ رَبِّي وَهَبَ لِي قَلْبًا عَقُولًا وَ لِسَانًا نَاطِقًا۔ بے شک میرے رب نے مجھے قلب عقول ربات کو محفوظ کر لینے والا دل، اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

نیز فرمایا۔ سَلَوْتِي عَنْ كِتَابِ اللَّهِ۔ مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھو۔ کیونکہ قرآن پاک میں کوئی بھی ایسی نہیں جس کو میں نہ جانتا کہ وہ رات کو نازل ہوئی ہے۔ یاد رکھو۔ راستے میں نازل ہوئی یا کسی پہاڑ پر۔

(رسالۃ الصبتان ص ۱۶۲)

علی وہ عالم قرآن ہے جو قرآن کے ہر لفظ کے مزاج اور ہر جملے کی مراد سے واقف ہے۔

ہر فقر کی تعلیم کا سلطان سے حیدرؓ  
اسلام کی کشور کا نگہبان ہے حیدرؓ  
اسرارِ حقیقت کی حقیقت سے واقف  
ہر فضل کمالات کی برہان سے حیدرؓ

قرآن کے ہر علم کا علم علیؓ ہے  
کہتے ہیں نبی عالم قرآن ہے حیدرؓ

### حدیث نمبر ۲۲ ————— زیارتِ علیؓ

طبرانی اور حاکم نے باسنادِ حسن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”النَّظَرُ إِلَى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ“

ترجمہ: علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(صواعقِ محرقة ص ۲۳ - نور الابصار ص ۱۵۰ - رسالۃ الصبآن ص ۱۵)

### حدیث نمبر ۲۳

دارقطنی نے ”الافراد“ میں ابن عباسؓ سے بیان کیا ہے آقا علیہ السلام نے فرمایا:

”عَلَىٰ بَابِ حِطَّةٍ مَنْ دَخَلَ مِنْهُ كَانَ مُؤْمِنًا  
وَمَنْ خَرَجَ مِنْهُ كَانَ كَافِرًا“ (صواعقِ محرقة ص ۱۲۵)

ترجمہ: علی (گناہوں کی) بخشش کا دروازہ ہے جو اس دروازے سے داخل ہوگا وہ مومن ہوگا اور جو اس سے نکل جائے گا وہ کافر ہوگا۔

## حدیث نمبر ۳۳ — کوکبِ جنت

بیہقی اور دہلوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَى كَيْتِ زَهْوٍ فِي الْجَنَّةِ كَكَوْكَبِ الصُّبْحِ  
لِأَهْلِ الدُّنْيَا

(صواعقِ محرقة ص ۱۲۵)

ترجمہ: علی جنت میں اس طرح چمکے گا جیسے اہل دنیا کے لیے صبح کا ستارہ چمکتا ہے۔

## حدیث نمبر ۳۴

طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ  
مِنْ عَلِيٍّ“

(الصواعقِ المحرقة ص ۱۲۳)

ترجمہ: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہؑ کو علیؑ کی زوجیت میں دے دوں۔

## حدیث نمبر ۳۵

طبرانی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور خطیب جنت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت (اولاد) کو اس کی صلیب میں رکھا ہے

وَجَعَلَ ذُرِّيَّتِي فِي صَلْبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ۔

(صواعق محرقة ص ۱۲۴)

ترجمہ: اور میری ذریت کو علی ابن ابی طالب کی صلب میں رکھا۔

حدیث نمبر ۲۶ ————— محبت علی ایمان ہے

علامہ سید شبلی نجی رحمۃ اللہ علیہ نور الابصار میں کتاب الال کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا:

”حُبُّكَ اِيْمَانٌ وَبُغْضُكَ نِفَاقٌ وَاَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ  
الْجَنَّةَ مُحِبُّكَ وَاَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ النَّارَ  
مُبْغِضُكَ“

(نور الابصار ص ۱۰)

ترجمہ: (اے علی) تمہارے ساتھ محبت رکھنا ایمان ہے اور تمہارے  
ساتھ بغض رکھنا منافقت ہے۔ سب سے پہلے تمہارے محب  
جنت میں داخل ہوں گے اور تمہارے ساتھ بغض رکھنے والے  
سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوں گے۔

حدیث نمبر ۲۸ ————— محبت علی محبت رسول

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا:

اَنْتَ سَيِّدِي فِي الدُّنْيَا وَسَيِّدِي فِي الْاٰخِرَةِ  
مَنْ اَحَبَّكَ فَقَدْ اَحَبَّنِي وَمَنْ اَبْغَضَكَ



(نورالابصار ص ۷)

فَقَدْ أَبْغَضَنِي

ترجمہ: (اے علی) تم دنیا و آخرت کے سردار ہو۔ جو تم سے محبت کرے گا۔ وہ میرا محبت ہوگا اور جو تمہارے ساتھ بغض رکھے گا وہ میرا دشمن ہوگا۔  
 خیال رہے کہ وہ شخص بہت بڑا بدبخت اور قابلِ مذمت ہے جو بغضِ علی کے ایسے مرض میں مبتلا ہے جو دلوں کو تاریک اور دینِ اسلام سے دُور کر دینے کا سبب بنتا ہے۔ ان احادیث کی رو سے دشمنِ علیؑ کو دشمنِ رسول اور خدا کا باغی ہی تصور کیا جائے گا۔ جو ایسے عقائد و نظریات کا حامل ہے جو آقا علیہ السلام کی نظر میں ناپسندیدہ ہیں اور سبِّ رسول وہی ہے جو محبتِ علی ہو۔ علی کی محبت جزوِ ایمان اور باعثِ ایقان و اطمینان ہے اور اس حقیقت کو علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا،

مسلم اول شہِ مرداں علیؑ

عشق را سرمایہٴ ایساں علیؑ

ترجمہ: مسلم اول اور تمام مردوں کے بادشاہ علی ہیں اور عشق کے لئے سرمایہٴ ایمان علیؑ ہیں۔

ازولائے دودمانش زندہ ام

در جہاں مشیل گہر تابندہ ام

ترجمہ: میں اُن کے خاندان کی محبت سے زندہ ہوں اور جہاں میں موتی کی طرح چمکتا ہوں۔

خاکم و از مہر او آئینہ ام

مے تو اں دیدن نوادر سینہ ام

ترجمہ: میں ہوں تو خاکِ مگر آپ کی محبت سے آئینہ بن گیا۔ میرے سینہ میں آواز

کو دیکھ سکتے ہیں۔

شیرِ حقِ این خاک را تسخیر کرد  
 این گل تارِ یک را اکسیر کرد  
 ترجمہ: اللہ کے اس شیر نے خاک کو مسخر کر لیا اور اس تارِ یک مٹی کو اکسیر (سونا) بنا دیا۔

### حدیث نمبر ۲۹ ————— محبوب رب

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چڑیا تھی (یعنی ایک انصاری عورت نے بھنی ہوئی چڑیا بیسیر یا کوئی اور پرندہ حضور کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا) تو آپ نے فرمایا:  
 اللَّهُمَّ اسْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ يَا كَلُّ مَنِي هَذَا  
 الظَّيْرُ۔ اے اللہ میرے پاس ایسے شخص کو لا جو ساری مخلوق سے تجھے پسند ہو کہ (وہ) میرے ساتھ یہ چڑیا کھائے۔ فَجَاءَهُ عَلَى كَلِّ مَعَهُ  
 حضرت علی آپ کے پاس آئے تو آپ کے ساتھ (بھنی ہوئی چڑیا) تناول فرمائی۔

(جامع ترمذی شریف، جلد ثانی ص ۲۱۳)

### حدیث نمبر ۳۰ ————— سرگوشی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح) طائف کے دن حضرت علی کو بلا یا (اور ان کے کان میں) سرگوشی فرمائی، تو لوگوں نے کہا کہ حضور علیہ السلام کی اپنے چچا زاد کے ساتھ سرگوشی بہت دراز ہوگئی، لوگوں کی اس بات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا:

مَا أَنْتَجَيْتُهُ وَلَكِنَّ اللَّهَ أَنْتَجَاهُ۔

(ترمذی شریف ص ۲۱۲)

ترجمہ: کہ اُن سے میں نے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے سرگوشی کی  
یعنی لوگوں کے تعجب پر حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا جس کا مطلب یہ ہو سکتا  
ہے کہ یہ گفتگو جو سرگوشی کے انداز میں ہوئی۔ منشاء خداوندی کے مطابق ہوئی۔

### حدیث نمبر (۳۱) ————— زینت نجشی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسولِ  
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؑ سے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ قَدْ زَيَّنَكَ بِزِينَةٍ لَحْمِيَيْنِ الْعِبَادِ  
بِزِينَتِكَ أَحَبَّ مِنْهَا۔ هِيَ زِينَةُ الْأَكْبَرِ عِنْدَ  
اللَّهِ الرَّهْدُ فِي الدُّنْيَا، فَجَعَلَكَ لَا تَرُزَأُ مِنَ  
الدُّنْيَا۔ وَتَرُزَا الدُّنْيَا مِنْكَ شَيْءٌ وَوَصَفَ  
لَكَ الْمَسَاكِينَ فَجَعَلَكَ تَرْضَى بِهِمْ  
أَتْبَاعًا وَيَرْضُونَ بِكَ إِمَامًا۔

(الامام علی بن ابی طالب رابع الخلفاء الراشدين (محررنا) مطبوعہ دار الحکمتہ دمشق و

بیردت۔ ص ۱۶)

اس حدیث میں جو عمار بن یاسر سے مروی ہے۔ رسولِ کریم نے فرمایا  
کہ جو زینت و زیبائش خدا تعالیٰ نے تجھے ودیعت فرمائی ہے، وہ اور کے  
حقتے میں نہیں آئی۔ وہ زینت کیا ہے؟ زہد و تقویٰ، پرہیزگاری اور  
لذتیت ہے۔ اور تو دنیا کے لیے نہیں نہ دنیا تیرے لیے ہے، تو مسکینوں

غریبوں، بے کسوں اور مصائب کی چکی میں پسے والی انسانیت کے لیے اور دنیا کے فقراء و مساکین تیرے سپرد کیے گئے اور وہی تیری امامت پر راضی رہیں گے۔ دنیا کو دین پر فوقیت دینے والے تیری امامت و ولایت کے قائل نہ ہوں گے۔ وہ تجھ پر سب کریں گے اور تیرے ساتھ عناد رکھیں۔ اس لیے کہ وہ دینِ اسلام سے بہت دور ہوں گے۔ اور منافقت کو حکمتِ عملی کا نام دے کر اہل ایمان سے دغا کریں گے۔

### حدیث نمبر (۳۲) — اے علی جب ایسا ہوگا —

مولا علی سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 يَا عَلِيُّ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا زَهَدَ النَّاسُ فِي الْأَخِرَةِ  
 وَرَغِبُوا فِي الدُّنْيَا۔

اے علی اس وقت تیرا حال کیا ہوگا۔ جب لوگ آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہو جائیں گے۔

اور لوگ میراث کا مال کھائیں گے بغیر حلال و حرام کے امتیاز سے اور مال سے بے پناہ محبت کریں گے (مطلب یہ ہے کہ جب وہ وقت آئے گا کہ لوگ غیر آخرت کو چھوڑ کر دنیا کی طرف راغب ہو جائیں گے، خلافت چھوڑ کر بلوکیت کے طرف دار ہوں گے۔ اور جب حلال و حرام میں فرق مٹ جائے گا۔)

”وَ اتَّخَذُوا دِينَ اللَّهِ دَغْلًا وَمَالَ اللَّهِ دُولًا۔“

اور اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ خیانت کریں گے اور اللہ کے مال کو اول بدل کریں گے۔

حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ!“

اَتْرَكُهُمْ حَتَّى الْحَقِّ بِكَ اِنْشَاءَ اللّٰهِ تَعَالٰى - میں  
ایسے لوگوں کو چھوڑ دوں گا۔ یہاں تک آپ کے پاس آجاؤں حضور نے  
فرمایا۔ صَدَقْتَ - اَللّٰهُمَّ اِفْعَلْ ذٰلِكَ بِہٖ - سچ کہا تو نے -  
اے اللہ اس کو ایسا ہی کروئے۔

(الامام علی ابن طالب رابع الخلفاء الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دارالحدیث دمشق و

بیروت ص ۱۶)

## حدیث نمبر ۲۳ — تہ بند کے لیے —

ایک دن آپ منبر رسول پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور فرمایا۔ مَنْ  
يَشْتَرِي مِنِّي سَبِيحِيْ هٰذَا؟ اے لوگو! تم میں کون ہے جو میری  
یہ تلوار خریدے گا؟۔ فَلَوْ كَانَ عِنْدِيْ شَمْنٌ اِذَا رَمَا بَعْتُكَ  
اگر میرے پاس تہ بند خریدنے کے لیے پیسے ہوتے تو میں یہ تلوار نہ بیچتا  
ایک آدمی نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا علی۔ اِسْلِفْكَ شَمْنَ  
اِذَا رَمَا۔ تہ بند کے لیے قیمتِ خدمتِ عالی میں پیش کرتا ہوں۔

(الامام علی ابن طالب رابع الخلفاء الراشدین (محمد رضا) مطبوعہ دارالحدیث دمشق

بیروت ص ۱۸)

اس عقیدت مند نے گوارہ نہ کیا کہ اللہ کا شیر اپنے تہ بند شریف کے لیے  
اپنی تلوار فروخت کریں۔ تلوار علی کا حسین زیور ہے۔ تلوار کی تابناکیاں اس وقت  
نزول تر ہوتی جاتی ہیں۔ جب علی کے ہاتھ میں ہو۔ علی کی تلوار وہ تلوار ہے۔  
جسے اللہ کی طرف سے تمغہ جبرأت و بسالت سے نوازا گیا۔ یہی وجہ ہے  
کہ آج بھی افواج اسلام میں، سب سے بہادر جنگجو، دلیر اور جان پر کھیل جانے

وائے مجاہد اسلام کو تمغہ نشان حیدر سے اُس کی جُبارت کو سلام پیش کیا جاتا ہے اور دنیا کے بڑے بڑے جرنیل اپنے سروں کو خم کر کے تسلیم و کورنش بجالتے ہیں۔

## حدیث نمبر ۳۲ — اپنا بوجھ آپ اٹھایا

مولانا مرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دن بازار تشریف لے گئے اور بازار سے کھجوریں خریدیں اور تھیلے میں ڈالیں اور اٹھا کر چل پڑے۔ ایک شخص یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ بہت بڑی مملکت کا حکمران بازار سے خریداری کرنے کے بعد وزن اٹھائے جا رہا ہے تو اُس نے قریب آ کر عرض کیا۔

يَا امِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اَلَا نَحْمِلُكَ عَنْكَ

اے مومنوں کے امیر! جانہت ہو تو یہ "یہ میں نہ اٹھا لوں۔

آپ نے فرمایا:

اَبُو الْعِيَالِ اَحَقُّ بِحَمْلِهِ — صاحبِ اہل و عیال ہی اس کو اٹھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

الامام علی بن طالب رابع الخلفاء الراشدين (محمد رضا) مطبوعہ دار الحکمة دمشق بیروت ص ۱۸

مولا علی جیسا حکمران — کفر کے قلعے مسمار کرنے والا — اور دنیا کے طاقت

درترین پہلوانوں کے غرور کو خاک میں ملانے والا — مرحب و عنتر کے چھکے چھوڑانے

والا — ابن عبدود کی گردن اڑانے والا — دورِ اقتدار میں کھجوروں سے بھرا

تھیلہ اٹھانے سادگی کے ساتھ بازار سے گزر رہا ہے — اور پھر ذرا آج کے

حکمرانوں کے نرم و نازک سر پر کو دیکھیں جو اپنی ذاتی فائل بھی اٹھانے سے قاصر ہے

اور ان امور کو اپنے منصب کے خلاف تصور کرتا ہے۔

## حدیث نمبر ۲۵ — علی اور بیت المال —

آپؑ ایک مرتبہ بیت المال میں داخل ہوئے تو وہاں کچھ بڑا ہوا مال دیکھا  
 لَا أَرَى هَذَا هُنَا وَبِالنَّاسِ حَاجَةٌ إِلَيْهِ۔ میں یہاں بیت المال  
 میں اس کو نہیں دیکھ سکتا۔ جب کہ لوگ محتاج ہوں۔ — فَأَمَرَ بِهِ  
 فَنَقَسَ۔ پھر آپ کے حکم سے اس مال کو تقسیم کر دیا گیا۔ — وَأَمَرَ بِالْبَيْتِ  
 وَنَكَتِ وَنَضَعَ فَصَلَّى فِيهِ۔ اور آپ کے حکم سے بیت المال میں جھاڑ  
 دیا گیا۔ اور پھر بیت المال کے فرش پر پانی چھڑکا گیا۔ پھر آپ نے اس میں  
 نماز پڑھی۔

(الامام علی بن ابی طالب رابع الخلفاء الراشدين (محمد رضا، مطبوعہ دار الحکمتہ دمشق بیروت ص ۱۵)  
 مولا علی کو یہ گوارا نہ ہوا کہ مسلمان ضرورت مند ہوں اور بیت المال میں کچھ بڑا

رہے۔

ولی ایسا علی جس پر ولایت نازل کرتی ہے  
 سخی ایسا ہے وہ جس پر سخاوت نازل کرتی ہے

## حدیث نمبر ۳۶ — حق علیؑ —

حضورؑ نے فرمایا:

حَقُّ عَلِيٍّ عَلَى الْمُسْلِمِينَ ، حَقُّ الْوَالِدِ عِنْدَ الْوَلَدِ  
 علی کا مسلمانوں پر ایسا ہی حق ہے کہ جیسا حق باپ کا اپنے بیٹے پر  
 ہوتا ہے۔

(الامام علی ابن ابی طالب رابع الخلفاء الراشدين (محمد رضا، مطبوعہ دار الحکمتہ دمشق بیروت ص ۲۳)

نیک والد کی اطاعت بیٹے پر لازم ہے اور یہ امر قرآن و حدیث کی رو سے ثابت ہے۔ باپ کے حقوق جو اپنے بیٹے پر ہوتے ہیں وہ ان گنت ہیں۔ مندرجہ بالا فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غور کریں اور اہل اسلام پر جو مولا مرتضیٰ کا حق ہے وہ ایسا ہے جیسا باپ کا بیٹے پر۔ باپ کے حقوق کی پروا نہ کرنے والا بیٹا ناعلف، بد بخت اور ناہنجار کہلائے گا۔ علیؑ مسلمانوں کا وارث و ولی ہے۔

گوہر کان نبی، میرا ولی مولا علیؑ تاج فرق فاطمہ، قطبِ حلبی مولا علیؑ

شبر و شبیر و زہرا، جو دکے ہیں آسماں

ہے پناہ سائلاں تیری گلی مولا علیؑ

### حدیث نمبر (۳۷) شجاعتِ علیؑ

سیدنا امیر المومنین مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں اور شجاعت و بہادری کے واقعات سے کتب تاریخ بھری پڑی ہیں۔ یہاں نہایت اختصار کے ساتھ بیان ہوگا۔ علامہ مؤمن شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم امام غزالی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ شبِ ہجرت حضرت علیؑ نے جناب رسول کریمؐ کے بستر پر رات بسر کی تو اللہ تعالیٰ نے جبریل و میکائیل علیہما السلام کو وحی فرمائی کہ میں نے تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے اور ایک کی عمر دوسرے کی عمر سے لمبی کی ہے۔ تم دونوں میں سے کون ہے جو اپنے ساتھی کو اپنی عمر سے، دونوں نے اپنی اپنی زندگی کو پسند کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو وحی فرمائی کیا تم علیؑ جیسے نہیں ہو سکتے؟ میں نے اس کو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ علیؑ نے اپنی زندگی پر رسول کریمؐ کی زندگی کو پسند کیا اور ان کے بستر پر سو گئے۔ جاؤ زمین پر اترو اور "فَاَحْفَظْهُ مِنْ عَدُوِّهِ" علیؑ کی دشمنوں سے حفاظت کرو۔ "فَكَانَ جِبْرِيلُ عِنْدَ رَاسِهِ وَمِيكَائيلُ عِنْدَ"



رَجُلَيْهِ“ جبریل مولا علی کے سر کی طرف اور میکائیل پاؤں کی طرف ساری رات کھڑے رہے اور یہ پکارتے رہے۔ اے علی بن ابی طالب آپ جیسے بہادر کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ ”يُبَاهِي اِللهُ بِكَ الْمَلِيكَةُ“ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر کر رہا ہے، اس وقت یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔  
 وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ  
 ترجمہ: اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو بیچ ڈالتا ہے (اپنی جان) عزیز بھی اللہ کی خوشنودیاں حاصل کرنے کے لیے۔ (نور الابصار ص ۸۶)

## غزوة بدر میں

غزوة بدر میں ستر مشرکین قتل ہوئے۔ ان میں سے اکیس مشرکین کو حضرت علی نے قتل کیا جن میں طلحہ بن ابی طلحہ، عبداللہ بن جمیل، ابوالحکم بن اظہر، سباع بن عبدالعزی اور ابو امیہ بن مغیرہ سرفہرست ہیں۔

خیال رہے کہ حضور علیہ السلام نے بہت سے غزوات میں حضرت علیؓ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ سرکار نے غزوة بدر اولیٰ میں کزہ بن جابر الغہری سے اس کی بار بار مبارزت طلب کرنے پر ”جنگ کے موقع پر

اَعْطَاهُ لِوَاوَدَهُ الْاَبْيَضَ

اپنا سفید جھنڈا حضرت علی کو عطا فرمایا:

(الامام علی بن ابی طالب ص ۲۳)

## شانِ عظیم

کتاب ”الامام علی بن ابی طالب“ میں لکھا ہے کہ علی المرتضیٰ حضور سرور

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بہت سے غزوات میں حاضر رہے —  
 لکھتے ہیں — فَكَانَ لَهُ شَانٌ عَظِيمٌ — وَأَظْهَرَ شُجَاعَةً عَجِيبَةً  
 آپؐ کی غزوات میں ایک عظیم شان ہوتی تھی۔ اور آپؐ شجاعت کا عجیب  
 مظاہرہ فرماتے تھے۔

الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دار الحکمت بیروت، دمشق

## حدیث نمبر ۳۸ — ملک حیار کا تاجدار

غزوہ احد میں طلحہ بن عثمان شیخی بگھارتے اور ڈینگیں مارتے ہوتے کھڑا ہوا  
 اور کہنے لگا اے اصحابِ محمد (علیہم السلام) تم گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ  
 تمہاری تلواروں سے ہمیں جلد ہی جہنم کی طرف لے جائے گا۔ (مطلب یہ تھا  
 کہ وہ وقت بہت قریب ہے۔ کہ جب کفر سیوف اسلام سے مٹ کر جہنم رسید  
 ہوگا۔ اور یہ بھی تمہیں گمان ہے کہ ہماری تلواروں سے تم جنت کی طرف جاؤ گے۔  
 یعنی جب ہماری تلواریں تمہیں شہید کریں گی تو تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے)  
 پھر کہنے لگا کیا تم میں سے کوئی ہے جس کو میری تلوار جلد ہی سے جنت  
 میں پہنچا دے یا اس کی تلوار مجھے دوزخ میں پھینک دے۔

مبارزت کا یہ سطلی سا انداز دیکھ کر مولا رضی نے فرمایا

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَفَارِقُكَ حَتَّىٰ أُعْجَلَكَ  
 بِسَيْفِي إِلَى النَّارِ — أَوْ تُعْجَلَنِي بِسَيْفِكَ إِلَى  
 الْجَنَّةِ —

۱۰ الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دار الحکمت بیروت، دمشق۔

قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔  
 (اے طلحہ بن عثمان) میں تجھ سے جدا نہیں ہوگا۔ جب تک میں تجھے اپنی  
 شمشیرِ زوالِ فقر سے جلدی سے جہنم رسید نہ کر دوں۔ یا تو اپنی تلوار  
 کے ساتھ مجھے جنت کی طرف نہ بھیجے۔

پھر کیا تھا مولا مرتضیٰ شیرِ خدانے اُس پر وار کیا اور ضربِ حیدر سے اس  
 کا پاؤں کٹ گیا اور وہ گر پڑا۔ اور اُس کی شرمگاہ برہنہ ہو گئی۔ اور چلا کر کہنے لگا  
 اُنْشِذْكَ اللهُ وَالرَّحِيحَ يَا ابْنَ عَمْرٍو  
 میں تجھے اللہ تعالیٰ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں اے چچا کے بیٹے  
 فترکہ۔ علی نے اُس کو چھوڑ دیا۔ فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ  
 رسول اللہ نے تکبیرِ بلند کی۔ اصحاب نے حضرت علی سے کہا کہ آپ  
 نے اُسے کیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا۔ جب اس نے اللہ تعالیٰ اور رشتہ  
 داری کا واسطہ دے کر حرم کی اپیل کی۔ اور جب اس کی شرمگاہ برہنہ ہو گئی تو مجھے  
 حیا آگئی۔

(الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دار الحکمتہ بیروت، دمشق۔)

خیال رہے کہ ایک اور نامی گرامی سپہ سالار نے اپنا ستر برہنہ کر کے علی سے  
 اپنی جان چھڑائی تھی۔

## حدیث نمبر ۴۹ ————— لافنی الاعلیٰ

غزوہ اُحد میں علیؑ نے۔ تین لاف زن قسم کے شخصوں کو قتل کر دیا۔

سہ الامام علی بن ابی طالب ص ۲۵ مطبوعہ دار الحکمتہ بیروت، دمشق۔

معا حضور کی نظر مشرکین قریش کی ایک جماعت پر پڑی (جو حضور علیہ السلام پر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے سرکار نے حضرت علی کو آواز دے کر حکم فرمایا۔ اِحْمَلْ عَلَيْهَا۔ ان پر حملہ کر دو۔ مولا رضی نے ان پر حملہ کیا اور انہیں منتشر کر دیا۔ اور عمرو بن عبد اللہ الحنظلی کو قتل کر دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین قریش کے ایک اور گروہ کو دیکھا تو فرمایا علی! ان پر حملہ کر دو۔ مولا رضی شیر خدانے ان پر حملہ کر دیا اور وہ جمعیت منتشر ہونے پر مجبور ہو گئی اور آپ نے اس گروہ سے شیبہ بن مالک (جو بنی عامر کا فرو تھا) کو قتل کر دیا۔۔۔ یہ نظارہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنَّ هٰذِهِ لَلْمَوَاسَاةِ۔ اے اللہ کے رسول بے شک یہی مواسات و ہمدردی اور عدد ہے۔ یعنی حضرت جبریل نے مولا رضی کی جانبازی کو سراہا۔ حضور نے فرمایا۔ اِنَّهُ مِثِّيْ وَاَنَا مِثْلُهُ۔ بے شک وہ مجھ سے ہے اور میں اُس سے ہوں۔ جبریل عرض کرتے ہیں۔ وَاَنَا مِنْكُمْ مَّا۔ اور میں تم دونوں سے ہوں۔ فَسَمِعُوا صَوْتًا پھر ان سب نے یہ آواز سنی

لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ۔ لَا فَتَىٰ إِلَّا عَلِيٌّ

ذو الفقار جیسی تلوار کوئی نہیں۔ علی جیسا دلیر و بہادر کوئی نہیں۔ (ایضاً)

حدیث نمبر ۴۰ — جبریل نے بازو پکڑا —

امیر المؤمنین مولا علی کا اپنا ارشاد ہے کہ مجھے غزوہ اُحد میں تلوار کے سترہ زخم آئے۔ فرماتے ہیں کہ میں چوتھے زخم میں گر گیا تو ایک خوبصورت خوشبودار شخص میرے پاس آیا اور مجھے بازو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ کافروں کا مقابلہ کرو۔ تم اللہ رسول

کی اطاعت میں ہو اور وہ دونوں تم سے راضی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ واقعہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

«يَا عَلِيُّ أَقَرَّ اللَّهُ عَيْنَيْكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ»

(نور الابصار ص ۲۶)

ترجمہ: اے علی! اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا رکھے وہ شخص جبریل علیہ السلام تھا۔

### حدیث نمبر (۲۱)

غزوہ خندق میں دنیا کے مانے ہوئے طاقت ور، تجربہ کار، جنگ آزمودہ عمر بن عبدود اور اس کے دیوث قامت بیٹے ضبل کو قتل کر کے کفار و مشرکین کا غرور خاک میں ملا دیا۔ امام المحققین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوة شریف میں وہ حدیث نقل کی ہے۔ جس میں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

«لُحِبَّارِزَةُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ أَفْضَلُ مِنْ أَعْمَالِ أُمَّتِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

ترجمہ: حضرت علی کا یوم خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔

جنگ صفین میں فخر آق، کریم بن صباح، عروہ، احمہ، حریش اور ان جیسے شہ زوروں کو تہ تیغ کر دیا۔ لیلۃ الہریر میں پانچ سو تیس (۵۲۳) بہادریوں کو پوینڈ خاک کیا۔

## علیؑ اور مرحب

غزوة خیبر میں سیدنا امیر المومنین کے مقابلے میں مرحب آیا جو خیبر والوں میں بہت بڑا بہادر جنگجو شخص تھا اس روز وہ دوزرہیں پہن کر دو تلواریں حاصل کر کے دو عمامے باندھ کر اور عماموں کے اوپر خود رکھ کر رجز کہتا ہوا میدان میں آیا۔

جانتا ہے مجھ کو خیبر مرحب خیبر ہوں میں ہوں سلاح آزمودہ کار اور بے ڈر ہوں میں آ کے میدان میں حریفوں کو جھکا دیتا ہوں میں جس گھڑی اس تیغ و بھالے کو ہلا دیتا ہوں میں :

سیدنا امیر المومنین شیر خدا رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے جس کا ترجمہ و مفہوم یوں ہے۔

ماں نے رکھانا امیر اچیدر گزار ہے

اے یہودی آج اس میدان میں تیری ہار ہے

غور سے سن آج اے مرحب مٹا دوں گا تجھے

آج اپنی تیغ کے جوہر دکھا دوں گا تجھے

مرحب بڑے کڑو فر کے ساتھ آیا مگر آپ نے پہلے ہی حملے میں ایسی ضرب لگائی کہ اس کی چیخ کی آواز شکر تک کو سنائی دی۔

## حدیث نمبر ۴۲

حضرت عاصم بن صمرہ سے روایت ہے جس کو ابن ابی شیبہ نے بھی بیان کیا ہے کہ امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک تقریر کے دوران میں فرمایا کہ نبی الانبیاء علیہم السلام جب والد بزرگوار کو کسی سزیدہ (جہاد) میں روانہ

فرماتے ”كَانَ جَبْرِيلُ عَنْ يَمِينِهِ وَمِيكَائِيلُ عَنْ يَسَارِهِ“ تو آپ کی دائیں طرف جبریل امین اور بائیں جانب میکائیل علیہ السلام ہوتے تھے اور آپ اس جنگ کو جیت کر واپس آجاتے تھے۔

(کرامات صحابہ ص ۲۳ بحوالہ کنز العمال)

## حدیث نمبر (۴۲)

احمد اور ابو نعیم نے بسند صحیح حضرت سیدنا علی سے بیان کیا ہے کہ جب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور میری آنکھوں میں خمیر کے روز جھنڈا عطا فرماتے ہوئے لعاب دہن لگایا ہے۔

مَا رَمِدَتْ وَلَا صَدِرَتْ (صواعق محرقة ص ۱۲)

نہ میں آشوب چشم میں مبتلا ہوا اور نہ مجھے کوئی بچھاڑ سکا۔  
حضور سرور دو جہاں کے لعاب دہن کا یہ اثر ہے کہ آشوب چشم جیسی بیماری آٹا فانا کا فور ہو گئی۔ اور لعاب رسول کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ اسرار علی علیہ السلام کو پھر دنیا کا کوئی پہلوان، جبری، جوان نہ بچھاڑ سکا۔ آپ حق و باطل کے معرکوں میں ہمیشہ غالب رہے۔

کون علی؟ شجاعت کی دنیا کا تاجدار۔ عرصہ سخاوت کا شہسوار ہے  
بٹ رہا ہے ہر جگہ پر جس کا باڑہ وہ علی جس نے دروازہ خمیر کو اکھاڑا وہ علی  
کفر کے جس نے کلیجے کو تھا پھاڑا وہ علی جس نے ابن عبدود کو تھا بچھاڑا وہ علی

زور بازوئے علی صفین یا اُحمر سے پوٹھ

کاٹ تیغ حیدری کی مہرب غنتر سے پوٹھ

(خضر)

## علیؑ اور ابن عبدود

کتب تاریخ و سیر اور کتب مناسی میں حضرت مولا علیؑ اور عمرو بن عبدود کی جنگ کا مختلف انداز میں جو تذکرہ کیا ہے اُس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے۔ کہ غزوة احزاب (جنگ خندق) میں مسلمانوں نے اپنے اور کفار کے درمیان ایک گہری خندق کھود رکھی تھی۔ اس کے ایک تنگ مقام کو دیکھ کر عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل، ہبیرہ بن ابی وہب اور نوفل بن عبد اللہ وغیرہ گھوڑوں کو تازیانے لگا کر خندق کے پار اترے۔ ابن عبدود نے مبارزت طلب کی۔ ابن عبدود بہت بہادر جنگ جو، آزمودہ کار، پہلوان، ہزار لشکریوں پر بھاری مانا جاتا تھا۔ اس کی مبارزت طلبی میں بھی غرور پکپکا تھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کون ہے شکر اسلام میں جو اس کا مقابلہ کرے۔ فَأَيُّدَا لُغْرَا الْمُحَاجِلِينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آواز سن امام الشجعین کریم اللہ وجہہ عرض کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ۔ اَنَا اُبَارِزُهُ۔ میں اُس سے مقابلہ کروں گا۔ مگر اجازت نہ ملی۔ عمرو نے مبارزت طلب کی۔ مولا علیؑ نے پھر اجازت مانگی۔ مگر حضورؐ نے اجازت نہ دی۔ تیسری بار ابن عبدود نے کہا کہ تم میں کوئی مرد نہیں ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے۔ اسد اللہ الغالب نے عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے اجازت فرمائیں۔ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی خاص زرہ پہنائی اور عمامہ مبارک سر پر رکھا اور ان الفاظ میں دعا فرمائی۔ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّهِ عَلَيْهِ۔ یعنی اے اللہ علیؑ کو ابن عبدود پر فتح عطا فرما۔ پھر حضورؐ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد مناجات کے لیے دست مبارک اٹھا کر درگاہ خداوندی میں عرض کی۔ اے خدا تعالیٰ بدر کے دن عبیدہ۔ اُحد کے دن حمزہؑ مجھ سے جدا ہو گئے۔ یہ علیؑ میرا بھائی اور میرے چچا



کا بیٹا ہے۔۔۔ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ۔۔۔ مجھے  
تنہا نہ چھوڑ، اور تو سب سے اچھا وارث ہے۔

مولا مرتضیٰ پادہ پا اُس کی طرف روانہ ہوئے اور اُس کے سامنے پہنچ کر  
فرمایا: اے ابن عبدود تیرا یہ قول ہے کہ جو کوئی مجھ سے تین سوال کرے اُن میں  
سے ایک سوال قبول کر لیتا ہوں۔ اس نے جواب دیا ہاں! آپ نے فرمایا کہ  
میں تجھ سے تین سوال کرتا ہوں۔ اول یہ کہ تو اسلام قبول کر لے اُس نے جواب دیا  
یہ ممکن نہیں۔ علی نے فرمایا دوسری بات یہ مان لے لڑائی سے باز آ، اور اپنے گھر  
واپس چلا جا۔ اُس مکمل کفر نے جواب دیا کہ قریش کی عورتیں بھی اس انداز میں بات  
نہیں کرتیں۔ اور پھر مکمل ایمان یعنی مولا علی نے فرمایا۔ تو سن تیسرا سوال یہ ہے۔  
گھوڑے سے اتر کر میرا مقابلہ کر۔ وہ یہ بات سن کر منہس کر کہنے لگا، اچھا یہ بات  
ہے۔ کہنے لگا کہ عرب بہادروں میں کوئی میرے سامنے ایسے سوال کرے۔ یہ  
بات میرے گمان میں بھی نہ تھی۔ جا واپس چلا جا۔ ابھی تو نو عمر ہے اور ابھی تیرا  
وہ وقت وہ عمر نہیں مجھ سے مقابلہ کرے اور پھر تیرا باپ میرا دوست تھا میں  
نہیں چاہتا کہ تیرا خون میرے ہاتھ سے گرے۔ شاہ مرداں نے فرمایا۔ لیکن میں یہ  
چاہتا ہوں کہ تیرا خون اپنے ہاتھوں سے گراؤں اور تجھے قتل کروں۔ یہ بات سن  
کر عمرو بن عبدود بہت برہم ہوا۔ غصے میں آکر گھوڑے سے اُترا اور غضب ناک  
ہو کر اللہ کے شیر پر حملہ کیا اور تلوار سے وار کیا اور وار اتنا شدید تھا کہ اس میں خود  
شکاف ڈالا جس کا اثر حیدر کرار کے سر مبارک تک پہنچا اور پھر کیا تھا حیدر کرار  
نے ذوالفقار ساعقہ بارکی ایک ہی ضرب سے ان نابکار کا سر تن سے جدا کر دیا۔  
اور پھر نعرہ تجیر بلند کیا۔ جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجیر کی آواز سنی  
تو جان لیا کہ علیؑ نے غرور کفر کو قتل کر دیا ہے۔ عمرو بن عبدود کے قتل ہونے کے

بعد اُس کے ساتھیوں نے امیر علیہ السلام پر حملہ کر دیا آپ نے اُن کو بھی میدان سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ جب عرب کا پہلوان ہزار جبری جوانوں پر بھاری عمرو بن عبدود کے قتل کی خبر شکر کفار کو پہنچی تو جناب ابوسفیان اپنے رفیقوں اور فوج سمیت میدان چھوڑ کر بھاگ گئے اور منزلِ عقیف تک کہیں دم نہ لیا۔

جب ابن عبدود کی بہن اُس کی لاش پر آئی تو اُسے دیکھ کر کہنے لگی اسے کسی بزرگ اور کریم ہمسرنے قتل کیا ہے۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ میرے بھائی کو حیدر کرار کی تلوار ذوالفقار نے قتل کیا ہے اور اس نے اپنے بھائی کی لاش پر یہ دو شعر پڑھے:

لَوْ كَانَ قَاتِلُ عُمَرَ وَغَيْرِ قَاتِلِهِ  
لَكُنْتُ ابْنِي عَلَيْهِ آخِرَ الْأَبَدِ  
لَكِنَّ قَاتِلَهُ هَمَنْ لَا يُعَابُ بِهِ  
مَنْ كَانَ يُدْعَى قَدِيمًا بِيضَةَ الْبَلَدِ

”اگر اس کا قاتل اُس (عمرو) کے سوا کوئی اور ہوتا تو میں اس پر ہمیشہ تک کے لئے گریہ زاری کیا کرتی۔ لیکن اس کا قاتل ایسا شخص ہے جو کسی طرح محبوب اور عیب دار نہیں اور کوئی عیب اُس میں پایا نہیں جاتا اور قدیم سے اپنے شہر کا رئیس اور مقبولِ خلائق ہے۔“

(کوکبِ دردی، فی فضائلِ علی ص ۲۳۲)

ان دو شعروں میں عمرو بن عبدود کی بہن نے اس بات کا اظہار کیا کہ اگر میرا بھائی کسی اور کے ہاتھوں قتل ہوتا تو میں ندبہ کرتی مگر کہنے زندگی بھر روتی۔ لیکن یہ اُس شخصیت کے ہاتھوں قتل ہوا ہے جس کی شجاعت و شرافت کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ مطلب یہ کہ میرا بھائی کسی عام قسم کے سسطھی اور بے نام آدمی کے ہاتھوں

قتل نہیں عالم اسلام کے نامور ہیرو اور شیر خدا کے ہاتھوں مارا گیا ہے، جس کا مجھے  
افسوس نہیں ابن عبدود طاقت اور غرور کا ایک پہاڑ تھا جسے علیؑ نے ریزہ ریزہ  
کر کے رکھ دیا۔

جو آئے تہ مقابل غرور کے کہسار کے  
بنا کے ریت کے ذرے اڑائے مولا علیؑ

(مختصر)

## عفو و درگزر

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی شریف میں مولا علی کرم  
اللہ وجہہ اور ایک کافر (جو بعد میں مسلمان ہو گیا) کا واقعہ بیان فرمایا ہے کہ مولا علی نے  
ایک جنگ میں ایک کافر کو زیر کرنے کے بعد چاہا کہ اس کی گردن اڑا دوں۔ قبل اس  
کے آپ اس کی گردن اڑا دیتے اس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔  
از خدا نداشت بر روی علیؑ افتخار سہزنی و ہر ولی  
ترجمہ: اس نے حضرت علی کے منہ پر تھوک دیا (وہ علی) جس پر سہزنی اور ہر ولی کو فخر ہے۔  
در زمان انداخت شمشیر آل علی کرد او اندر غزائش کاہلی  
یعنی آپ نے فی الفور تلوار ہاتھ سے ڈال دی اور اس کے ساتھ مقابلے سے  
دست بردار ہو گئے۔

مطلب یہ کہ جب اُس نے سیدنا علی پاک کے چہرہ پاک پر تھوکا تو گویا آپ  
نے اپنی تلوار نیام میں ڈال دی اور اس کے ساتھ لڑنے کا ارادہ ترک فرمایا۔ مولا علی کے  
اس بے موقع معاف فرمانے اور رحم کرنے سے وہ کافر حیران و ششدر رہ گیا اور  
عرض کرنے لگا کہ آپ نے مجھ پر تلوار اٹھائی تھی۔ پھر کیا بات ہوئی کہ اس کو نیا ہی

ڈال کر مجھے چھوڑ دیا ہے

راز بکشا اے علی مرتضیٰ اے پس سُوءُ الْقَضَا حَسُنُ الْقَضَا  
 اے علی اس راز کو کھول دیجئے کہ مجھے کیوں چھوڑ دیا، آپ تو میری بد قسمتی کے  
 بعد خوش قسمتی بن گئے کہ قصدِ قتل کے بعد آپ نے عفو فرمایا۔ حضرت مولانا علی نے جواباً  
 ارشاد فرمایا:

گفت من تیغ از پئے حق مینرئم بندہ حَقِّم نہ مامورِ تسم  
 فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے لیے تلوار چلاتا ہوں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔  
 من و نفس کا مطیع نہیں ہوں۔

آپ نے فرمایا چونکہ تو نے میرے منہ پر تھوکا تھا اور اس میں ذاتی توہین دیکھ  
 کر مجھے غصہ آ گیا اور جذبہ انتقام جو شش زن ہوا۔ جو اخلاص فی العمل کے منافی ہے  
 اسی لیے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ فوراً مسلمان ہو گیا اور  
 کہنے لگا ہے

من غلام موج آں دریائے نور  
 کو چنیں گوہر در آرد در ظہور

میں اس نور کے دریا کی موج کا غلام ہوں جو ایسے رحیم و جمیل ہوتی  
 نکالتی ہے۔

یعنی میں اس ذات گرامی رسالت مآب پر اپنا آپ قربان کرنے کو تیار  
 ہوں، جن کے فیضِ صحبت و تربیت سے آپ جیسے عالی مرتبت لوگ پیدا ہوتے  
 حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد نتیجہ  
 اخذ کرتے ہیں۔

تیغ علم از تیغ آہن تیسر تر بل ز صد شکر ظفر انگیز تر

لوہے کی تلوار سے علم کی تلوار زیادہ تیز ہے، بلکہ سینکڑوں لشکروں سے زیادہ موجب فتح و نصرت ہے:

### حیدر اور دروازہ خیبر

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔  
 حَمَلَ عَلِيٌّ الْبَابَ عَلَى ظَهْرِهِ - غزوة خیبر میں علی نے اپنی پشت پر دروازہ خیبر کو اٹھایا تھا۔ حتیٰ بعد المسلمون عليه ففتحوه اور جس پر سے گزر کر مسلمان قلعہ میں داخل ہوئے اور قلعہ خیبر فتح ہوا۔  
 انهم جزوه بعد ذلك - شکر اسلام کے قلعہ میں داخل ہونے کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ فلكم يحمله الا اربعون رجلاً سے جسے اُس کے مقام پر چالیس آدمیوں نے کھینچ کر اٹھایا۔

### دُھال کا کام لیتے ہوئے

ابن اسحاق اور ابن عساکر نے ابورافع سے بیان کیا ہے۔  
 انَّ عَلِيًّا تَنَاوَلَ بَابًا عِنْدَ الْحِصْنِ - حصن خیبر جنگ خیبر میں حضرت علی نے قلعہ خیبر کے پھاٹک کو اٹھا کر دُھال بنا لیا تھا۔

فَتَرَسَ بِهِ عَنْ نَفْسِهِ فَلَمَّا نَزِلُ فِي يَدِهِ وَ هُوَ يُقَاتِلُ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا، شَقَّ الْقَاهُ

۱۶ تاریخ الخلفاء، السیوطی ص ۱۶، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی۔

فَلَقَدْ رَأَيْتَنَا شَمَانِيَةً نَقَرًا - نَبْجُهُدُ  
 اَنَّ نَقْلِبَ اِلَيْكَ الْبَابَ فَمَا اسْتَطَعْنَا  
 اَنَّ شَلْبَهُ ۙ ۙ

اور اس سے ڈھال کا کام لیتے ہوئے شمشیر زنی کرتے رہے اور  
 فتح کے بعد آپ نے وہ پھاٹک اپنے ہاتھ سے پھینک دیا  
 اور ہم آٹھ آدمیوں نے مل کر دوسری جگہ رکھنا چاہا، لیکن اُسے پلٹ  
 بھی نہ سکے۔

مولائے کائنات علی کی قوت جو انہیں خدائے لم یزل نے عطا فرمائی تھی۔  
 اس کا مظاہرہ آپ نے ہر میدان کارزار میں کیا۔ اندازہ کریں کہ ایک ایسا دروازہ  
 جسے چالیس جواں ہمت مرد بمشکل ہلا کر کھینچ سکیں۔ اس دروازہ کو پشت پر رکھ  
 اُوپر سے لشکرِ اسلام کو قلعہ خیبر میں داخل ہونے کا موقع فراہم کیا۔ ایسا عظیم کارنامہ  
 صرف اللہ کا شیر ہی انجام دے سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو آپ کو باطنی قوت  
 عطا فرمائی۔ اُس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ آپ عرصہ طریقت کے لیے شہسوار  
 تھے۔ جس پر دُنیا کے ولایت قیامت تک ناز کرے گی۔ آپ علومِ ظاہری  
 و باطنی کا ایسا سمندر تھے جس کی گہرائیوں کا اندازہ لگانا مشکل ترین بلکہ ناممکن ہے۔

حدیث نمبر (۲۲) — قسم اٹھا کر فرمایا —

مسلم شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے۔  
 وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَدَأَ النَّسَمَةَ اِنَّهُ

۱۰ تاریخ الخلفاء، للسیوطی ص ۱۴۶ مطبوعہ دار محمد کتب خانہ کراچی۔

لِعَهْدِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ إِلَىٰ أَنَّهُ لَا يُحِبُّنَا إِلَّا الْمُؤْمِنُونَ  
وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مَنْ أَفْقَىٰ بِهِ

قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیجوں سے رخصت اور درختوں سے  
پھل نکالے " اور جان عطا فرمائی۔ مجھ سے اُمّی رسول نے وعدہ فرمایا  
ہے۔ "اے علی" مومن تجھ سے محبت رکھیں گے۔ اور منافق تم سے بغض  
وعداوت رکھیں گے۔

یہ امر یقین کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اور یہ حدیث معنوی تو اتر کی حدود  
میں داخل ہو چکی ہے کہ علی المرتضیٰ سے صرف صاحب ایمان ہی محبت رکھ سکتا  
ہے۔ اور حیدر علی کہلوانے کا حق دار ہے۔ جس کے دل میں ایمان و ایقان کی شمع  
روشن ہے۔ اور یہ بھی کہ منافق کسی صورت بھی علی سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ مخبر  
صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو غیر مبہم انداز میں بیان فرما کر مولا مرتضیٰ  
کے دشمنوں کی نشان دہی کر دی ہے۔ اور یہ امر بھی حقیقت پر مبنی ہے کہ منافق گانہ  
سے زیادہ اسلام کے لیے خطرناک ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ منافقوں  
کی پہچان کس طرح ہوگی۔ تو پریشان نہ ہوں۔ یہ فیصلہ صحابہ کرامؓ نے کر دیا ہے  
ترندی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی لکھا ہے۔ فرماتے  
ہیں۔ كُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِينَ بِبُغْضِهِمْ عَلَيْنَا ۗ کہ منافقوں  
کی واضح ترین علامت و شناخت یہ ہے کہ وہ علی سے عداوت رکھیں گے۔  
خیال ہے اس دور پر فتن میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے دل اور سینے موجود

۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۰۰

۲۔ " " "

ہیں۔ جن سے بغض و عداوت علی کا دھواں بہر وقت اٹھتا رہتا ہے۔ ہم ایسے دلوں کے لیے صرف دُعا ہی کر سکتے ہیں کہ الہی اُن آتشیں دلوں میں محبت کے گلشن پیدا فرمادے۔

### حدیث نمبر (۴۵)

تاریخ الخلفاء میں امام سیوطیؒ نے مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت ابو سعید خدری کا بیان ہے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا — اِنَّكَ تُقَاتِلُ عَلِيَّ الْقُرْآنَ كَمَا قَاتَلْتَ عَلِيَّ تَنْزِيلًا — جس طرح میں نے کافروں سے اس وقت جنگ کی جب کہ انہوں نے نزل قرآن سے انکار کیا تھا۔ اسی طرح تم ان لوگوں سے جنگ کرو جو قرآن کی حفاظت نہ کریں گے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۰۱)

مطلب یہ ہے کہ جس طرح نزول قرآن کا کفار نے انکار کیا تھا کہ قرآنی آیات خدا کی طرف سے نہیں ہیں تو سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کو کلام اللہ تسلیم نہ کرنے والوں سے جنگیں کیں۔ اے علی تم ان لوگوں سے جنگ کرنا جو قرآنی احکام کی حفاظت نہ کریں اور قرآنی آیات کے معانی کی غلط تاویلات سے لوگوں کو گمراہ کریں۔ اور کتاب اللہ کے اسلوب و طریقہ سے ہٹ کر اپنی ذاتی رائے سے مطالب اخذ کریں اور تفسیر کے نام پر اصل بیان و مراد اور دستور حیات کو بدل کر رکھ دیں۔ اور ان حقائق سے روگردانی کریں جن کا تعلق عقائد و نظریات سے ہے اے علی! تم ان سے جنگ کرنا جو اپنے تصوراتی اور عناد پر مبنی مسالک کی ترویج و نفوذ کے لیے اور اپنے موہوم خیالات کی تسکین کی خاطر قرآنی مقاصد کو تبدیل



کرنے کی کوشش میں اپنے آپ کو جہالت کے اندھیروں کے سپرد کر دیں۔

## حدیث نمبر (۴۶)

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک حضرت علی اور حضرت عباس (حضور کے چچا) خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور شرفِ ملاقات کی اجازت طلب کی۔ اور دونوں بزرگوں نے حضرت اسامہ سے کہا کہ تم ہمارے لیے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اجازت حاصل کرو۔ حضرت اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ قدس پناہ میں حاضر ہو کر درخواست پیش کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چچا عباس آئے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ حضور نے فرمایا۔ لَکِنِّی اَدْرِیْ۔ اِغْذِنْ لَہُمَا۔ لیکن میں ان کے آنے کا مقصد جانتا ہوں۔ اچھا انہیں آنے کی اجازت دے دو۔ چنانچہ وہ دونوں آگئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ سے معلوم کریں کہ اپنے گھر والوں میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپ نے فرمایا اپنی بیٹی فاطمہؓ سے۔ انہوں نے کہا ہمارا مطلب یہ نہیں اور ہمارا سوال ان گھر والوں سے نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا تو پھر اسامہ بن زید سے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے دولت اسلام سے نوازا اور میں نے اُسے آزاد کیا) انہوں نے عرض کی پھر اس کے بعد کون؟۔ قَالَ عَلِیُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ۔ فرمایا علی ابن ابی طالب۔ یہ سن کر حضرت عباس بولے۔ یا رسول اللہ جَعَلْتَ عَقَبَكَ اٰخِرَہُمْ۔ یا رسول اللہ آپ نے اپنے چچا کو ان سب کے آخر میں ڈال دیا۔ سرکار نے فرمایا۔ اِنَّ عَلِیًّا سَبَقَكَ بِالْحِجْرَةِ

علی نے آپ سے پہلے ہجرت کی۔

(رواہ الترمذی۔ ترجمان السنۃ جلد ۴ ص ۲۵۳/۲۵۴)

مندرجہ بالا حدیث میں صراحتاً مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید سے فرمایا لَکِنِّی اَدْرِی کہ میں اُن کے آنے کا مقصد جانتا ہوں؛ چنانچہ پہلے سوال کا آپ نے جواب اس انداز میں دیا۔ (یعنی سیدہ بتولؓ کا نام لیا) کہ یہ جو سوال دل میں لے کر آئے ہیں۔ وہ نہ پوچھیں اور اسی سے سمجھ جائیں کہ آپ کو دونوں میں زیادہ عزیز کون ہے؟ چونکہ یہ دونوں بزرگ طے کر کے آئے تھے، اس لیے خاموش کیسے رہتے، آپ کی زبان حق ترجمان سے کہلوانا چاہتے تھے۔ اس لیے دوبارہ پوچھا اور اس کے بعد پھر پوچھا۔ تو آپ نے صراحت کے ساتھ بیان فرما دیا کہ علی سے زیادہ محبت ہے اور اُس کی وجہ بھی بیان فرمادی۔

اس سے معلوم ہوا کہ نبوتؐ کی نظر کے سامنے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو نبی الانبیاء اور عالم ماکان و مایکون ہیں۔ آپ کے فیضانِ کرم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

خاک صحرا پر گلستان سجا دیتے ہیں مصطفیٰ ذرّوں کو منتاب بنا دیتے ہیں

من کی دنیا ہے عیاں اُن کی نظر کے آگے

بات جو دل میں چھپی ہو وہ بتا دیتے ہیں

(خضر)

حدیث نمبر ۴۷ — علی کا ہاتھ آسمان تک —

حضرت مولا علی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ساتھ لیا اور کعبہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اور مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔

میں بیٹھ گیا اور آپ میرے کاندھوں پر چڑھ گئے، میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا۔ تو آپ نے محسوس کیا کہ مجھے اٹھنے میں کچھ دشواری ہو رہی ہے۔ یہ دیکھ کر آپ میرے کاندھوں پر سے اتر کر میرے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تم میرے کاندھوں پر سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کے دوش مبارک پر چڑھ گیا فرماتے ہیں آپ مجھ کو لے کر کھڑے ہوئے۔ اِنِّیْ لُکُوْشِیْتُ لِنَبِیِّتٍ اَفْوَقَ السَّمٰوٰتِ حَتّٰی صَعِدْتُ عَلَی الْبَیْتِ۔ تو مجھے اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں، اتنا اونچا ہوا کہ بیت اللہ پر پہنچ گیا فرماتے ہیں کہ اس وقت بیت اللہ شریف میں پتیل یا تانبے کے بت رکھے ہوئے تھے میں نے وہ چاروں طرف رکھے ہوئے بت سب کے سب اٹھالیے۔ رسول کریم نے مجھے فرمایا۔ اِقْذِیْہِ۔ ان کو پھینک دو۔ فرماتے ہیں۔ میں نے وہ تمام بت پھینک دیئے۔ فَاَنْکَسَرَ کَمَا یَنْکَسِرُ الْقَوَارِیْرُ۔ اور وہ گر کر شیشے کی طرح ٹوٹ کر چور چور ہو گئے۔

(ترجمان السنن ج ۲ ص ۲۲۹/۳۵۰ بحوالہ مسند امام احمد)

سلطان دوسرا، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھوں پر سوار ہونے کی سعادت یا حسنین کریمین کو یا پھر حضرت علی ابوالحسنین کو حاصل ہوئی۔ یہ وہ دوش مبارک ہیں جن کی رفعت کے سامنے عرش بریں بھی نیچا تھا تو پھر وہاں آسمان کی بلندیوں کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے اور پھر علی کی علویت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔ علی کے لغوی معنی بھی اونچائی اور بلندی کے ہیں۔ آقا علیہ السلام نے علی کو مولائے مومنان بنا کر۔ اور اپنے کاندھوں پر چڑھا کر اتنا بلند کر دیا کہ جسے بلندیاں بھی سراٹھا کر دیکھتی ہیں۔ اس حدیث میں ایک اور امر بھی توجہ طلب ہے کہ پتیل

یاتا بنے کے بنے ہوئے تہوں کا زمین پر گر کر شیشے کی طرح کرچی کرچی ہو جانا اپنے اندر ایک خاص معنی رکھتا ہے۔ پتیل یا تانا سخت دھات ہے جو گرنے سے ٹوٹ تو سکتے ہیں۔ لیکن شیشے کی مانند چھوٹے چھوٹے ذروں میں تبدیل نہیں ہوتے۔ تو پھر کہنا پڑے گا کہ علی غصے میں آکر جس چیز کو ہاتھ لگا دیں وہ شیشے اپنی جوہری قوتیں اور فولادی طاقتیں کھو بیٹھتی ہے۔ اس لیے علی کا ہاتھ۔ پر تو دستِ قدرت ہے۔

لیکن ان تمام امور کو علی سے بغض رکھنے والے منافقین تسلیم نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ ہم بھی ان منکرین کی تعظیم و تحکیم نہیں کرتے۔

نہ ہی ان کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھتے ہیں اور نہ ہی ان کو اپنا پیشوا و امام تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ بات فرامینِ رسولؐ کے مطابق روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی ہے کہ علی سے بغض رکھنے والا اور آپ کے اوصاف حمیدہ کو نہ ماننے والا پکا منافق ہے۔ اور منافق کو اپنا سردار تسلیم کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور یہ بات حدیثِ رسولؐ سے ثابت ہے جسے عبداللہ بن بُریدہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول کریمؐ کا فرمان ہے۔

لَا تَقُولَنَّ لِلْمُنَافِقِ سَيِّدًا فَإِنَّهُ إِن يَكُنْ فَقَدْ  
اسْخَطْتُمْ رَبَّكُمْ۔

منافق کو ہرگز سید و سردار کہہ کر نہ پکارنا، کیونکہ اگر وہ حقیقت میں سردار ہو بھی، پھر بھی تم نے اپنے رب کو ناراض کرنے کا سامان کر

لیا۔ (رواہ ابوداؤد۔ ترجمان السننہ ج ۲ ص ۲۹۴)

یعنی اگر بد قسمتی سے منافق سردار اور امام بن بھی جائے۔ پھر بھی اُس کے حق

میں تعظیمی کلمہ کہنا ربّ لایزال کی ناراضگی کا موجب ہے۔ خیال رہے کہ جس طرح تعظیم مؤمن خدا کی رضا کا باعث ہے اسی طرح تعظیم و اکرام منافق خدا کی ناراضگی کا سبب ہے۔

اہل عرفان کی تعظیم سدا کرتے ہیں بدحتِ آلِ نبیؐ صبح و صبح کرتے ہیں  
ہم نہیں جھکتے کبھی اہل جفا کے آگے  
ہم تو مولائی ہیں، مولا سے وفا کرتے ہیں



## کراماتِ علیؑ کرم اللہ وجہہ

گوہرِ کانِ نبیؐ، سب کا ولی مولا علیؑ  
تیرے فیضانِ کرم کی باخدا محتاج ہے  
تاجِ فرقِ فاطمہؑ، قطبِ علی مولا علیؑ  
گلستانِ نور کی ہر اک کلی مولا علیؑ  
خضر

### ایک جھوٹے کیلیے بددعا

طبرانی نے ”الاوسط“ اور ابو نعیم نے الذلائل میں جناب رازان سے روایت کی ہے۔ جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ نے کسی سے گفتگو فرمائی جس نے دورانِ گفتگو ہی میں آپ کو جھٹلایا۔ اس پر جناب شیر خدا نے فرمایا کہ جھوٹا تو دراصل تو ہے اور کیا تیرے جھوٹ کے اظہار کے لیے جناب باری تعالیٰ میں دعا کروں؟ اس بے وقوف نے اپنے جھوٹ کو چھپانے کے لیے بڑی دلیری سے کہا کہ میں سچا ہوں۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو آپ کی بددعا مجھے لگے گی آپ شوق سے

بددعا کیجیے۔ چنانچہ حضرت علی نے اس جھوٹے کے حق میں دعا کی اور آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ یعنی وہ جھوٹا بھی بیٹھا ہی تھا کہ بددعا کے ساتھ ہی اندھا ہو گیا اور اس مجلس سے اٹھنے بھی نہ پایا۔

(کرامات صحابہ جناب تھانوی صاحب بحوالہ تاریخ الخلفاء)

## ختم قرآن

روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جب آپ (حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ) سواری فرماتے وقت گھوڑے کی رکاب میں پاؤں رکھتے تو تلاوت قرآن شروع کرتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھتے تو ختم کلام مجید کر لیتے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ گھوڑے پر پوری طرح بیٹھنے سے پہلے قرآن کریم ختم کر لیتے۔

(شواہد النبوة علامہ جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۲۰ مترجم)

## سُورج پھراٹے قدم

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رد شمس کے واقعہ کو آپ کی کرامات میں شمار کیا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرمانے کے بعد حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی گود میں سر مبارک رکھ کر استراحت فرما رہے تھے کہ معاً نزول وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ جب کہ حضرت مولا علی کریم اللہ وجہہ الکریم نے ابھی تک نماز ادا نہیں فرمائی تھی۔ جناب علی سورج کو غروب متا دیکھتے رہے۔ لیکن ذرا بھی جنبش نہیں فرمائی۔ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کی نماز کی خاطر اپنے رب کریم جل جلالہ کے حضور یوں عرض کناں ہوئے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ كَانَ فِي و طَاعَتِكَ و طَاعَتِ

رَسُولِكَ فَارْدُدْ عَلَيْهِ الشَّمْسَ - (صواعق محرقة ص ۱۲۸)

ترجمہ: اے اللہ بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں  
تھا پس تو سورج کو اس کے لیے لوٹا دے ” فَطَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ  
پس ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہو گیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم کے اس معجزے اور مولا علی  
کی اس کرامت کو اپنے اشعار میں یوں بیان کیا ہے۔

تیری مرضی پاگیا سورج پھر الٹے قدم  
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا  
سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے ہو چاک  
اندھے ”منکر“ دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(امام احمد رضا)

ان کی انگلی کا جب اک اشارہ ہوا  
ان کی نوری جبین پہ جو بل پڑ گئے  
پلٹا خورشید ٹکڑے قسم ہو گیا  
سارا عالم ہی زیر و زبر ہو گیا

(مختصر)

## دوسری بار

کشتہ عشق رسالت حضرت علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور ترین  
کتاب شواہد النبوة میں رقم طراز ہیں کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ بابل کی طرف  
جاہے تھے تو فرات سے گزر کر نماز عصر اپنے ساتھیوں کے ساتھ ادا کرنے کا ارادہ  
ہوا۔ آپ کے ساتھیوں نے دریائے فرات سے اپنی سواریاں گزارنی شروع کر  
دیں۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور ان کی نماز قضا ہو گئی، وہ چہ میگوئی

کرنے لگے۔ حضرت علی نے سنا تو اللہ تعالیٰ کے حضور سوج کھڑے کی التجا کی تاکہ ان کے ساتھ نماز گزار لیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آفتاب نکل آیا اور عصر کا وقت ہو گیا۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو سوج غروب ہو گیا اور اس میں سے ہولناک آواز آنے لگی۔ لوگوں پر خوف ہراس چھا گیا۔ اور وہ —————  
 ————— سُبْحَانَ اللَّهِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ط پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ (شواہد النبوة مترجم ص ۲۹۶)

## دریائے فرات کی طغیانی

ایک مرتبہ دریائے فرات میں طغیانی آگئی اور اہل کوفہ نے غرض کیا۔ امیر المومنین اس سال فرات میں طغیانی آگئی ہے جس کے باعث ہماری کھیتیاں ضائع ہو گئیں ہیں۔ ان کی یہ فریاد سن کر آپ اٹھ کر گھر تشریف لائے اور لوگ گھر کے دروازے پر آپ کا انتظار کرنے لگے۔ اچانک آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ پہنے، عمامہ سر پر باندھے اور عصائے مبارک ہاتھ میں لیے ہوتے باہر تشریف لائے اور ایک گھوڑے پر سوار ہوئے اور ایک پوری جماعت آپ کے ساتھ تھی۔ جو پیچھے پایادہ چل رہی تھی۔ جب آپ فرات کے کنارے پر پہنچے تو آپ گھوڑے سے اترے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور پھر عصائے مبارک ہاتھ میں لیا اور فرات کے پل پر آگئے اس وقت امامین حسین کریمین علیہما السلام آپ کے ساتھ تھے آپ نے عصا سے پانی کی طرف اشارہ فرمایا تو پانی ایک گز کی مقدار نیچے ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کیا اتنا کافی ہے۔ لوگوں نے کہا نہیں امیر المومنین۔ آپ نے پھر عصا سے پانی کی طرف اشارہ کیا تو پانی پہلے کی طرح کم ہو گیا۔ اور پھر جب تیسری بار



اشارہ فرمایا تو پانی مزید کم ہو گیا۔ اب لوگوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین بس اتنا کافی ہے۔

ذکرات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوة مترجم ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

### پانی کا خفیہ حشیمہ

مولائے کائنات علی بن دنوں جنگِ صفین میں مصروف تھے تو آپ کے لشکر کو پانی کی سخت ضرورت پڑی۔ پیاس کی شدت سے بے تاب ہو گئے لوگ ادھر ادھر دوڑے۔ لیکن پانی دستیاب نہ ہوا حضرت امیر المؤمنین نے دیکھا تو لوق و دق صحرا میں کلیسا نظر آئی۔ آپ نے اُس گر جا گھر میں رہنے والے عیسائی راہب سے پانی کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے کہا، یہاں سے دو کوس کے فاصلے پر پانی مل سکتا ہے۔ آپ کے ساتھیوں نے وہاں سے پانی لانے کی اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا، اس کی کیا حاجت ہے۔ یعنی وہاں جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور مغرب کی جانب تھوڑی دور جا کر ایک جگہ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہاں سے زمین کھودو۔ ابھی تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تو نیچے سے ایک پتھر ظاہر ہوا۔ جسے ہٹانے کے لیے کوئی ہتھیار بھی کارگر نہ ہو سکا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا اس پتھر کے نیچے پانی ہے۔ ذرا ہمت کے اسے اکھاڑ پھینکو۔ آپ کے ساتھیوں نے ہر چند کوشش کی لیکن اُسے اپنی جگہ سے نہ ہلا سکے۔ یہ دیکھ کر آپ کو جلال آگیا اور آپ اپنی سواری سے نیچے اتر آئے اور اپنی آستین چڑھا کر اپنی انگلیاں اُس پتھر کی دراز پر ڈال کر زور لگایا اور اس پتھر کو پانی سے ہٹایا تو نیچے سے نہایت ٹھنڈا میٹھا اور صاف پانی نکل آیا۔ ایسا صاف پانی کہ سارے سفر میں انہوں نے ایسا پانی نہ

پیا تھا۔ خود بھی پیا۔ اپنے جانوروں کو پلایا۔ اور اپنے تمام مشکیزے بھی بھر لیے پھر حضرت امیر نے اُس پتھر کو اٹھا کر چشمہ پر رکھ دیا۔ اور فرمایا اس پر مٹی ڈال دو گر جاگھر کے راہب نے جب یہ نظارہ دیکھا تو نیچے اتر کر امیر المؤمنین کے حضور حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: کیا آپ فرشتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ کیا آپ نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔

اُس نے پوچھا پھر آپ کون ہیں؟۔ آپ نے فرمایا میں خاتم الانبیاء کا صحابی دوھی ہوں یعنی مجھے پیغمبر اسلام نے چند امور کی وصیت فرمائی ہے۔“ راہب کہنے لگا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں چنانچہ وہ راہب جناب امیر علیہ السلام کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر کلمہ شریف پڑھ کر مشرف باسلام ہوا۔

آپ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ تم اتنی مدت تک اسلام قبول کرنے سے کیوں غافل رہے؟ راہب نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! اس کلیسا کی بنیاد اس پتھر کے ہٹانے والے کے لیے تھی۔ مجھ سے پہلے کئی راہب یہاں رہتے رہے ہیں۔ کیونکہ ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے اور اپنے علماء سے سنا ہے کہ یہاں پر ایک پوشیدہ چشمہ ہے اور اُس پر ایک نادیدہ پتھر ہے، جسے پیغمبر یا پیغمبر کے وحی کے بغیر کوئی اکھاڑ نہ سکے گا۔ اور جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس پتھر کو اکھاڑ پھینکا ہے تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا۔ وہ مل گئی۔ جب مولا علی نے یہ بات سنی تو اتارنے کے واسطے مبارک آئینوں سے تر ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا الحمد للہ، کہ ان لوگوں کی کتابوں میں بھی میرا ذکر موجود ہے۔ وہ راہب مسلمان ہو کر آپ کے خادموں میں شامل ہو گیا اور آپ کے ساتھ اہل شام سے جنگ کرتا ہوا شہید ہو گیا اور آپ نے اُسے

اپنے دست مبارک سے دفن کیا اور اس کے لیے دعائے مغفرت فرمائی۔

(کرامات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوة مترجم ص ۲۸۶/۲۸۸ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

## موت کیسے آئے گی

ایک شخص امیر المومنین علی کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اُس کو قبل از وقت خبردار کیا کہ تم کو فلاں کھجور کے درخت پر چھانسی دی جائے گی۔ چنانچہ جیسے آپ نے فرمایا حرف بحرف اسی طرح ہی ہوا۔

(کرامات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوة مترجم ص ۲۸۶/۲۸۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

## جاسوسی کرنے والا اندھا ہو گیا

حضرت امیر المومنین علیؑ نے ایک شخص پر الزام لگایا کہ وہ ہماری خفیہ خبریں ہمارے مخالفین کو پہنچاتا ہے۔ اُس نے صحت الزام سے انکار کیا۔ حضرت نے فرمایا قسم کھاتے ہو؟ اس نے قسم کھائی۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا اگر تم اس قسم کھانے میں جھوٹے ثابت ہوئے تو خدا تعالیٰ تمہیں اندھا کر دے گا ابھی ہفتہ ہی گزرا تھا کہ وہ عصا پکڑے ہوئے گھر سے باہر نکلا اُسے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ (کرامات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوة مترجم ص ۲۸۶/۲۸۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

## حضرت کبیل بن زیاد

حجاج بن یوسف نے حضرت کبیل بن زیاد رضی اللہ عنہ کو بلایا لیکن انہوں نے حجاج کے پاس جانے سے گریز کیا اور تمام مراعات و وظائف جو انہیں حاصل تھے واپس کر دیئے۔ پھر آپ نے، اپنے آپ سے کہا کہ میں تو اپنی عمر کے آخری ایام پورے

کر رہا ہوں، یہ مناسب نہیں کہ میں اپنی قوم کو بھی اُن مراعات سے محروم کر دوں چنانچہ آپ حجاج کے پاس چلے گئے۔ حجاج نے کہا کہ میں تجھے سیدھا کر دوں گا۔ حضرت کیل بولے میری عمر تھوڑی رہ گئی ہے، تو جو دل چاہے کرے۔ لیکن یہ یاد رکھنا کہ میرے قتل کے بعد حساب ہوگا اور مجھے امیر المؤمنین علی نے تباہ یا تھا کہ تیرا قاتل حجاج ہوگا۔ یہ سنتے ہی حجاج نے انہیں شہید کر دیا۔

ذکرات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوة مترجم ص ۲۸۲ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

## حیدر کے غلام قنبر کی شہادت

ایک دن حجاج بن یوسف کہنے لگا میں چاہتا ہوں کہ حضرت علیؑ کے کسی مقرب سے مل کر تقرب ربّانی حاصل کروں۔ حجاج کے حاشیہ نشینوں نے کہا ہم قنبر کے سوا کسی اور کو نہیں جانتے جس نے مولا علیؑ کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہو۔ حجاج نے قنبر کو بلایا اور حضرت قنبر سے پوچھا کیا تم ہی قنبر ہو؟ ”میرے سردار“ قنبر بولے ہاں پھر حجاج نے پوچھا کیا تو علیؑ کا غلام ہے؟ جناب قنبر نے جواب دیا۔ میں اللہ کا بندہ اور علیؑ میرے ولی نعمت ہیں۔ حجاج بولا: اُن کے مذہب سے بیزار ہو جاؤ۔ (میرے آقا) قنبر نے فرمایا۔ اُن کے مذہب سے بہتر مذہب کونسا ہے۔ حجاج کہنے لگا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ جس طریقے سے مرنا چاہتے ہو تمہیں اختیار ہے۔ حضرت قنبر بولے میرے قتل کا ہر طرح تمہیں اختیار ہے۔

عہ حجاج اور اس جیسے دیگر حکمرانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ علیؑ کے مقربین اور اہل بیت رسولؐ کے مجاہدین کو قتل کرنا اللہ کے قرب کے حصول کا ذریعہ ہے۔ یہ انہوں نے ایک تاثر دے رکھا تھا۔ اندر سے وہ جانتے تھے کہ یہ ایک سیاسی چال ہے جس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آج بھی مسلمانوں کے درمیان جو قتل و فارت گری ہو رہی ہے یہ حجاج جیسے ظالم اور صحابہ کرام کے قاتل بادشاہ کے ظالمانہ نظریے کی آبیاری ہو رہی ہے۔

آج کر دے یا کل کر دے۔ مجھے تو جناب امیر المومنین علیؑ نے پہلے ہی خبر دی ہوئی ہے کہ تمہیں ظلم و ستم کے ہاتھوں شہادت حاصل ہوگی۔ یہ سن کر حجاج نے جلاد سے کہا۔ جس نے مولا علی کے غلام حضرت قنبرؓ کو شہید کر دیا۔

ذکرات صحابہ ص ۸۶۔ شواہد النبوة مترجم ص ۲۸۶ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور

## حضرت قنبرؓ

حضرت قنبرؓ مولا علیؑ کے وفادار غلام تھے۔ قنبر۔ قلغی دار چوٹی سی چڑیا کو کہتے ہیں بعض نے سرخاب کہا ہے۔ حضرت قنبر کا قد چھوٹا اور جسم ڈبلا مگر بہت پھرتیلا تھا۔ آپؑ کی زندگی کا ایک حصہ سرکار علیؑ کی غلامی میں گزارا۔ حضرت قنبرؓ غلام تھے۔ لیکن دنیا بادشاہان کے قدموں پر نثار۔ حیدر و صفدر کی غلامی سلطان سے بلند تر ہے۔ حضرت ڈاکٹر علامہ اقبالؒ حضرت قنبرؓ کے حضورؑ اپنی جبین نیاز کو خم کرتے ہوئے ان الفاظ میں عقیدت کا اظہار کرتے ہیں کھتے ہیں۔

قطرۃ آب وضوئے قنبرؓ

خوب تر از خون ناب قیصرے

حضرت مولا کے غلام قنبر رضی اللہ عنہ کے وضو کے پانی کا ایک قطرہ قیصر روم ملک روم کے پرشکوہ بادشاہ کے صاف و شفاف خون سے ہزار درجے بہتر ہے۔ یہ بے عشق و محبت کا رنگ۔ کہ اپنے آقا کے غلاموں اور اس چیز سے محبت و عقیدت رکھنا جس کا کسی واسطے سے بھی آقا سے تعلق بنتا ہو۔ حضرت قنبرؓ نے بھرے دربار میں اعلان فرمایا تھا کہ مجھے میرے آقائے نعمت نے پہلے ہی اطلاع دے دی تھی کہ اے قنبرؓ تم ظلماً قتل کیے جاؤ گے اور شہادت کا درجہ حاصل کر دو گے۔

## علیؑ کے علم و کشف کا خوارج نے امتحان لیا۔

شیخ محمد بن ابی بکر عصفوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المواعظ العصفوریہ" میں۔ اور علامہ سید محمد صالح کشفی حنفیؒ نے اپنی کتاب "کوکب فی فضائل علیؑ" میں اربعین جا رات ز محشری کے حوالے سے لکھا ہے۔ کہ جب حدیث مقدسہ۔ "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ رَأْسُهَا" (میں علم کا شہر اور علیؑ اس کا شہر کا دروازہ ہے) خوارج نے سنی تو خارجی منافقین کے سینوں میں حسد و کینہ کے تنور جلنے لگے، اور اس بارے میں سوچ بچار کرنے لگے۔ آخر کا ان کی قوم کے دس عالم جمع ہوئے اور انہوں نے یہ طے کیا کہ ہم ان سے ایک مسئلہ پوچھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہ کیسا جواب دیتے ہیں، اگر انہوں نے ایک ہی سوال کا الگ الگ جواب دیا تو ہم یقین کریں گے کہ علیؑ واقعی شہرِ علم کا دروازہ ہیں۔ وہ دس عالم ایک ہی جگہ بیٹھ گئے اور ان میں سے ایک مولا علیؑ کے پاس آیا اور اسے سوال کیا

يَا عَلِيُّ، الْعِلْمُ أَفْضَلُ  
أَمِ الْحَالُ۔  
اے علیؑ علم افضل ہے یا مال  
افضل ہے۔

آپ نے فوراً جواب دیا۔  
الْعِلْمُ أَفْضَلُ مِنَ  
الْحَالِ۔  
کہ علم افضل ہے مال سے۔

خارجی نے کہا اس کی دلیل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا:  
الْعِلْمُ مِيرَاثُ  
الْأَنْبِيَاءِ۔  
علم نبیوں کی میراث ہے۔

وَالْحَمَالُ مِيرَاتُ قَارُونَ  
وَشَدَادٍ وَفِرْعَوْنَ  
وَعَبْرِهِمْ۔

اور مال قارون، شہاد اور  
فرعون و فیسرو کی میراث  
ہے۔

① پہلا آدمی سوال کا جواب پا کر چلا گیا اور۔ تھیروں کو مولا علی کے جواب سے مطلع کیا۔

② پھر دوسرا عالم آیا اور اس نے بھی یہی سوال کیا کہ یا علی علم افضل ہے یا مال آپ نے فرمایا علم افضل ہے مال سے۔ دوسرے شخص نے بھی دلیل مانگی آپ نے فرمایا۔

الْعِلْمُ يَحْرِسُكَ وَ  
الْمَالُ تَحْرِسُكَ۔

علم تیری حفاظت کرتا ہے۔  
اور مال کی تو حفاظت کرتا ہے۔

دوسرا جواب لے کر چلا گیا۔

③ اور پھر تیسرا شخص آیا اس نے بھی یہی سوال پوچھا کہ علم افضل ہے یا مال آپ نے فرمایا علم افضل ہے مال سے اس نے دلیل کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔

يَصَاحِبُ الْمَالِ عَدُوٌّ  
كَثِيرٌ۔

کہ صاحب مال کے بہت  
سے دشمن ہوتے ہیں۔

وَلِصَاحِبِ الْعِلْمِ  
صِدِّيقٌ كَثِيرٌ۔

اور صاحب علم کے بہت  
سے دوست ہوتے ہیں۔

تیسرا چلا گیا،

④ پھر اس کے بعد چوتھا آیا — اور یہی سوال کیا کہ مال افضل ہے یا علم؟ آپ نے فرمایا۔ علم مال سے افضل ہے۔ اس نے کہا اس کی دلیل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

اِذَا صَرَقْتَ مِنَ الْمَالِ  
فَاتَّكَدُ يَنْقُصُ وَإِذَا صَرَقْتَ  
مِنَ الْعِلْمِ يَزِيدُ  
جب تو مال خرچ کرے تو اس  
میں کمی آجاتی ہے اور جب تو علم  
کو خرچ کرے تو علم زیادہ ہوتا ہے۔  
چوتھا شخص سوال کا جواب لے کر چلا گیا۔

⑤ پھر پانچواں شخص آیا اور مولائے کائنات سے سوال پوچھا۔ یا اعلیٰ مال  
بہتر ہے یا علم آپ نے فرمایا علم۔ اس نے بھی دلیل مانگی آپ نے فرمایا:

صَاحِبُ الْمَالِ يُدْعَى  
بِاسْمِ الْبُخْلِ وَاللَّوْمِ  
ملا مت رعن و طعن کے نام سے  
پکارا جاتا ہے۔

وَصَاحِبُ الْعِلْمِ يُدْعَى  
بِاسْمِ الْعِظَامِ وَالْكَرَامِ  
اور صاحب علم عظمت و بزرگی  
والے نام سے پکارا جاتا ہے۔

پانچواں یہ جواب سن کر واپس چلا گیا اور اپنے ساتھیوں کو جواب کے  
بارے میں بتایا۔

⑥ اور پھر چھٹا یہی سوال لیکر بارگاہ باب العلم میں آیا۔ اُسے بھی آپ  
نے فرمایا علم مال سے بہر طور بہتر ہے۔ اس نے بھی دلیل کا مطالبہ پیش کیا۔  
عیسے علم رسول نے بطور دلیل ارشاد فرمایا:

الْمَالُ يُحْفَظُ مِنَ  
السَّارِقِ وَالْعِلْمُ لَا  
يُحْفَظُ مِنَ السَّارِقِ  
مال کی چور سے حفاظت کی  
جاتی ہے اور علم کی چور سے  
حفاظت نہیں کی جاتی۔  
چھٹا بھی جواب لے کر چلا گیا۔



④ پھر ساتواں آجاتا ہے۔ سوال کرتا ہے اور جواب پا کر دلیل دریافت کرتا ہے حضرت علی المرتضیٰ دلیل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم کے افضل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

صَاحِبُ الْمَالِ يُجَاسِبُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ -  
کہ صاحب مال قیامت کے  
دن اپنے مال کا حساب دے گا۔  
وَصَاحِبُ الْعِلْمِ يَشْفَعُ  
يَوْمَ الْقِيَامَةِ -  
اور صاحب علم قیامت کے دن  
دگنا ہنگاموں کی شفاعت کرے گا۔

⑤ جب ساتواں چلا گیا تو آٹھواں آیا اور سوال کیا یا علی علم افضل ہے یا مال آپ نے فرمایا۔ علم مال سے افضل و بہتر ہے۔ اس نے بھی کہا اس کی دلیل چاہئے آپ نے فرمایا:

الْعَمَالُ يَنْدَرِسُ بِطَوْلِ  
الْمَكْتِثِ وَمُرُورِ الزَّمَانِ  
یعنی مال طویل مدت پڑا رہنے  
اور مرور زمانہ کے باعث پرانا ہو  
جاتا ہے۔  
وَالْعِلْمُ لَا يَنْدَرِسُ وَلَا  
يَبْلَى -  
اور علم پرانا نہیں ہوتا۔

⑥ آٹھویں کے جانے کے بعد نواں عالم بارگاہ ولایت میں آتا ہے اور یہی سوال کرتا ہے اے علی علم و مال میں سے کون افضل ہے آپ نے فرمایا علم! اس نے دلیل مانگی تو آپ نے فرمایا اس لیے کہ:

الْمَالُ يَقْسِي الْقَلْبَ  
وَالْعِلْمُ يُنَوِّرُ الْقَلْبَ  
مال دل کو سخت کرتا ہے یعنی  
مال سنگدلی کا باعث ہے،  
اور علم دل کو منور کرتا ہے یعنی

دلوں کو نور کی دولت عطا کرتا ہے

جب نویں عالم نے جواب پایا تو واپس چلا گیا۔

پھر آخر میں سوال عالم آیا۔ اور عرض کرنے لگا۔

يَا عَلِيُّ، الْعِلْمُ أَفْضَلُ  
أَمْ الْمَالُ۔

اے علی! علم افضل ہے یا مال  
افضل ہے۔

آپ نے فرمایا:

الْعِلْمُ أَفْضَلُ مِنَ الْمَالِ

مال سے علم افضل ہے۔

فَقَالَ بِأَيِّ دَلِيلٍ

کہنے لگا اس کی دلیل کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

صَاحِبِ الْمَالِ يَدَّعِي

صاحب مال، مال کی وجہ

الرَّبُّوْبِيَّةَ بِسَبَبِ

سے ربوبیت (رب ہونے)

الْمَالِ۔

کا دعویٰ کرتا ہے۔

وَيَدَّعِي صَاحِبِ الْعِلْمِ

اور صاحب علم عبودیت (بندہ

الْعَبُوْدِيَّةَ

ہونے) کا دعویٰ کرتا ہے۔

جب وہ دس دن کے دس ایک ہی سوال کا جواب الگ الگ پا چکے

تو آپ نے فرمایا:

فَلَوْ سَأَلُونِي عَنْ هَذَا

اگر وہ مجھ سے ایک ہی سوال کے

لَا جِبْتُ جَوَابًا آخَرَ

بائے میں پوچھتے جا میں تو میں

مَا دُمْتُ حَيًّا فَجَاءُوا

جب تک زندہ ہوں علیحدہ علیحدہ

وَأَسَلُوا كُلَّهُمْ لِي

جواب دیتا جاؤں گا اور پھر ان

سب نے اگر اسلام قبول کر لیا

المواعظ العصفوریہ ص ۴۰۔ کوکب درسی فی فضائل علی ص ۳۱۳ / ۳۱۴ مطبوعہ لاہور )  
 صاحب کوکب درسی نے اربعین جا را شد کے حوالے سے جو لکھا ہے  
 اس میں لکھا ہے کہ جب آپ اُن کے دسوں کے مختلف جوابات دے چکے  
 تو بعد میں فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں علی ابن ابی طالب  
 کی جان ہے۔ اگر تم سوال کرتے رہو جب تک میں زندہ ہوں تو ہر سوال کا جواب  
 تازہ اور غیر مکرر دیتا رہوں گا۔ جب ان خوارج نے امیر المومنین سے اس طرح  
 کا علم اور دانائی مشاہدہ کی تو وہ دسوں شخص اپنے تابعین اور پیروکاروں سمیت  
 تائب ہوئے اور توبہ کر کے مومن ہو گئے۔ (یعنی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل  
 ہو گئے۔ اور صدقِ دل سے آپ کی علمی عظمتوں اور روحانی بلندیوں کے  
 معترف ہو گئے اور لفاق کی چادر اُتار کر سچائیوں کی دلق اور علی۔

## شہادتِ علیؑ

کسے را یستر نہ شد این سعادت  
 بکعب ولادت بمسجد شہادت

سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات جو مورخین نے  
 بیان کیے ہیں۔ اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ تین خارجی عبد الرحمن بن ملجم مرادی برک  
 بن عبد اللہ تمیمی اور عمرو بن بکیر تمیمی یہ تینوں مکہ معظمہ میں اکٹھے ہوئے اور اہل  
 میں عبد بہمان کیسے کہ علیؑ معاویہؓ اور عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک  
 ساتھ قتل کیا جائے تاکہ لوگوں کو راحت نصیب ہو۔ ابن ملجم نے حضرت علی  
 برک نے امیر معاویہؓ اور ابن بکیر نے حضرت ابن عاص کو سترہ یا اکیس رمضان

المبارک کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

برک دمشق پہنچا امیر معاویہ پر تلوار کا دار کیا جو اوجھا پڑا اور وہ بچ گئے۔  
ابن بکیر مصر پہنچا اس روز عمرو بن عاص کمر یا پیٹ کے درد میں مبتلا تھے اپنی جگہ  
کسی اور کو نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں بھیجا جس کو عمرو بن بکیر نے عمرو بن عاص  
سمجھ کر قتل کر دیا برک اور ابن بکیر دونوں گرفتار ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔

## قاتل علیؑ

اس دور کے خارجیوں کا پسندیدہ لیڈر ابن ملجم ملعون کو فہ پہنچا اور چند روز  
تک گردہ خوارج سے تعلق رکھنے والے ایک ایسے گھریں بیمار رہا۔ جہاں شادی ہو  
رہی تھی، اس گھر سے کچھ عورتیں نکلیں جن میں ایک خوبصورت عورت جسے قطام  
بنت اصح تسمی کہا جاتا تھا۔ اس چھٹی ہوئی چرب زبان بیوہ عورت کو دیکھتے ہی  
ابن ملجم خارجی کا عفریت ہوس جاگ اٹھا۔ اس عورت کو اپنانے کی خاطر تدبیریں  
سوچنے لگا بالآخر اسی کے سامنے اپنا مدعا بیان کیا۔ قطام نے تین ہزار دینار ایک  
غلام ایک لونڈی اور قتل علی نکاح کے عوض مہر مقرر کیا جسے ابن ملجم نے قبول کیا۔  
صبح کی نماز کے لیے مولا علی تشریف لارہے تھے اور بلند آواز سے لوگوں کو  
نماز کی طرف بلا رہے تھے۔ مسجد میں داخل ہوتے نماز کی نیت باندھی ہی تھی کہ  
ابن ملجم نے آپ کے سر پر زہریں کجھی ہوتی تلوار سے ضرب لگائی جو آپ کے دماغ  
یکم پہنچ گئی آپ نے اکیس رمضان تریسٹھ سال کی عمر میں جام شہادت  
نوش فرمایا۔

## غسل و کفن

حضرت حسن اور حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل

دیا اور حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ پانی ڈالتے جاتے تھے، آپ کو قمیص کے بغیر تین کپڑوں کا کفن دیا گیا اور حضرت امام حسنؑ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

## مدفن علیؑ

حضرت امام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو غزنی (ایک معروف جگہ) میں دفن کیا اور بعض نے کہا ہے کہ آپؑ نجف اشرف میں دفن ہوئے۔

علامہ ابن حجر مکی نے امام ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ شہید ہوئے تو لوگ آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن کرنے کے لیے اٹھالائے۔ رات کو چلتے ہوئے وہ اونٹ جس پر آپ کی نعش تھی بدک گیا۔

”فَلَمْ يَدْرَأَيْنَ ذَهَبَ وَلَوْ يَقْدِرُ عَلَيَّ“

(صواعق محرقة ص ۱۳۳)

”اور کسی کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کدھر گیا اور نہ ہی اُسے کوئی پکڑ سکا۔“

اسی لیے اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ بادلوں میں ہیں۔ اور بعض نے کہا ہے کہ اسی دوران جلا وطنی کے عالم میں اونٹ گر گیا اور لوگوں نے اُسے پکڑ لیا اور آپ کو دفن کر دیا۔ (کما فی الصواعق المحرقة)

علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”شواہد النبوة“ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت علیؑ نے حضرات حسن و حسین کو وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد مجھے ایک چارپائی پر لٹا کر باہر سے جانا اور غریبین پہنچا دینا وہاں تم ایک سفید سچر پاؤ گے، جس سے نور کی شعاعیں نمایاں ہوتی ہوں گی

اسے ذرا ہٹاؤ گے تو وہاں سے کشادہ جگہ ظاہر ہوگی۔ مجھے وہیں دفن کر دینا۔  
(شواہد النبوة مترجم)

## پتھروں کے نیچے خون

اما جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی عظیم ترین کتاب خصائص کبریٰ شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ حاکم، بیہقی اور ابو نعیم نے زہری سے روایت کیا ہے:

لَمَّا كَانَ صَبَاحُ قَتْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمُتْرَفِعٍ  
حَجَرَ فِي بَيْتِ الْمُقَدَّسِ إِلَّا وَجِدَ تَحْتَهُ دَمًا  
(خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۲)

ترجمہ: ”سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی شہادت کی صبح کو بیت المقدس سے جو بھی پتھر اٹھایا جاتا تو اس کے نیچے خون ہوتا۔“  
ابو نعیم زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں:  
صَبِيحَةَ يَوْمِ قَتْلِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ لَمُتْرَفِعٍ  
حِصَاةٌ مِنْ الْأَرْضِ إِلَّا وَتَحْتَهَا دَمٌ عَيْطٌ۔“  
ترجمہ: سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب کے قتل کی صبح کو زمین سے جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے تازہ خون ہوتا۔“

کھانوی صاحب نے کنز العمال اور ابن عساکر کے حوالے سے کرامات صحابہ میں اور علامہ سید شبلنجی رحمۃ اللہ علیہ نے نور الابصار میں بیان کیا ہے کہ جناب حسن بن کثیر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیر خدا جس روز شہید ہوئے اسی روز صبح نماز فجر کے لیے باہر تشریف لائے۔ تو آپ کے

آگے لٹخوں نے چلانا شروع کر دیا۔ لوگوں نے اُن کو آپ کے پاس سے ہٹا دیا تو آپ نے فرمایا: ذُرُّوهُنَّ فَإِنَّهُنَّ سَوَائِحُ ان کو چھوڑ دو یہ تو نوحہ پڑھ رہی ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ کو ابن ملجم نے شہید کر دیا۔

(نور الابصار ص ۱۰۰ کرامات صحابہ ص ۴۲)

## پیشگوئیاں

جو ہو پر دلوں میں پنہاں چشم بنیاد کھیلتی ہے

زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے (اقبال)

حضرت مولائے کائنات سیدنا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ منبر رسول پر (جامع مسجد کوفہ میں) خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو آپ سے اس آیت مبارکہ کا مطلب پوچھا گیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ

عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ

يَنْتَظِرُ۔ (پارہ ۳۱ سورۃ احزاب آیت ۲۳)

ترجمہ: ”مومنوں میں سے بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کیا اور اُن میں سے بعض نے اپنی حاجت پوری کر لی اور بعض انتظار کر رہے ہیں۔“

آپ نے فرمایا اے اللہ ہم کو بخش دے۔ یہ آیت کریمہ میرے اور میرے چچا حمزہ اور میرے چچا کے بیٹے عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔ عبیدہ نے غزوہ بدر اور حمزہ نے جنگ احد میں شہید ہو کر اپنی اپنی حاجات پوری کر لیں۔

”وَأَمَّا أَنَا فَأَنْتَظِرُ أَشْقَاهَا يَحْضِبُ هَذِهِ مِنْ  
هَذِهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ“  
(صواعق مہرقہ ص ۱۳۴۔ نور الابصار ص ۱۰)

ترجمہ: باقی رہا میں، تو میں اس بے سختی کے انتظار میں ہوں اور اپنے  
ہاتھ سے اپنے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: جو  
اس کو (خون سے) رنگ دے گا۔

### — احادیث رسول —

امام سیوطی خصائص کبریٰ میں حاکم کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ حضرت  
علی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

### — حدیث نمبر ۴۸ —

إِنَّكَ سَتُضْرَبُ ضَرْبَةً هُنَا وَضَرْبَةً  
هُنَا وَأَشَارَ إِلَى صَدْعَيْهِ فَيَسِيلُ دَمُهُمَا  
حَقًّا تَخْضِبُ لِحْيَتَكَ۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

ترجمہ: (اے علی) ایک ضرب تجھے یہاں اور ایک یہاں لگے گی اور آپ  
نے دونوں کنپٹیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور پھر فرمایا ان سے اتنا  
خون نکلے گا کہ تمہاری داڑھی کو تر کر دے گا۔

### — حدیث نمبر ۴۹ —

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نبی کریم صلی



اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عبادت کے لیے گیا جبکہ وہ بیمار تھے اور ان کے پاس ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ تو ان میں سے کسی ایک نے ”مرض کی شدت کو دیکھتے ہوئے اس خدشے کا اظہار کیا کہ اس بیماری میں ان کا انتقال نہ ہو جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”نہیں نہیں۔“

”إِنَّهُ لَنْ يَمُوتَ إِلَّا مَقْتُولًا“

(خصائص کبریٰ جلد ۲ ص ۱۲۴)

بے شک یہ ہرگز فوت نہ ہونگے بلکہ انہیں قتل کیا جائے گا۔

### حدیث نمبر ۵۰

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا۔ اے علی پہلے لوگوں میں بد بخت کون تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا:

”الَّذِي عَقَرَنَا قَتَّةً صَالِحًا“

جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو زخمی کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ پھر فرمایا۔ اچھا یہ بتاؤ کچھلے

لوگوں میں (سب سے زیادہ) بد بخت کون ہوگا؟ حضرت علی نے عرض کیا:

”اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ“۔ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول جانتے ہیں۔

آقا علیہ السلام نے حضرت علی کے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا

”الَّذِي يَضْرِبُكَ عَلَىٰ هَذِهِ“

(نور الابصار ص ۱۱)

جو اس پر تلوار سے وار کرے گا (وہ سب سے زیادہ بد بخت ہوگا)



ان احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی کہ نگاہ نبوت ان چھپے ہوئے امور کا مشاہدہ بھی کر لیتی ہے۔ جو عام لوگوں کی نظروں سے پنہاں ہوں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے احوال سے بھی باخبر ہیں کہ کون کس حال میں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کائنات کی ہر شے آپ پر عیاں ہیں۔

## علی نے فرمایا

ایک سند سے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا ایک وقت میں امیر المومنین علی کے پاس موجود تھا کہ اچانک وہاں ابن ملجم آیا اور آپ سے سواری طلب کی آپ نے اسے سواری دے دی اور یہ شعر پڑھا:

أُرِيدُ حَيَاتَهُ وَيُرِيدُ قَتْلِي  
عُذِيرُكَ مَنْ خَلِيلُكَ مِنْ مُرَادِ

(نور الابصار ص ۱۲۵ صواعق محرقة ص ۱۲۵)

ترجمہ: میں اس کی زندگی کا خواہش مند ہوں اور یہ میرے قتل کا خواہاں ہے تیرا مددگار وہ ہوگا جو قبیلہ مراد سے تیرا دوست ہے۔ پھر فرمایا:

وَاللّٰهُ قَاتِلِيْ - ندا کی قسم یہ میرا قاتل ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ اسے قتل کیوں نہیں کر دیتے تو آپ نے فرمایا۔

فَمَنْ يُقْتَلُنِيْ - پھر مجھے کون قتل کرے گا؟

(نور الابصار ص ۱۲۵)

علمائے دیوبند کے امام و مجدد علامہ اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب کرامات صحابہ میں استیعاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت شیر خدا نے ابن ملجم کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ آگاہو جاؤ یہ شخص مجھے قتل کرے گا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ اس کے قصاص کے بارہ میں کیا چیز مانع ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے ابھی تک مجھے قتل نہیں کیا ہے۔ اس لیے اس سے قصاص لینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ آخر کار جیسا آپ نے فرمایا وہی شیطنت پیش آئی۔ یعنی بد سجت ابن ملجم نے آپ کو شہید کیا۔ (کرامات صحابہ ص ۲۷)

لا ریب یہ امر محقق ہے کہ فیضان نبوت سے ارباب ولایت کو بھی آمینہ پیش آنے والے حالات و واقعات کا علم ہو جاتا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ تھانوی صاحب کا عقیدہ بھی مولا علی کے بارے میں یہی ہو جو انہوں نے بیان کیا ہے۔

## — ازواج علی —

- سیدنا امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی کل ازواج کی تعداد نو ہے۔
- ① جنابہ سیدہ نسار العالمین فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) بنت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
  - ② جنابہ ام البنین (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت حرام بن خالد۔
  - ③ جنابہ لیلیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت مسعود۔
  - ④ جنابہ اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عمیس۔
  - ⑤ جنابہ امامہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت ابوالعاص۔
  - ⑥ جنابہ خولہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت جعفر بن قیس۔
  - ⑦ جنابہ ام سعید (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) بنت عروہ بن مسعود۔

- ۸ جنابہ ام حبیبہ (رضی اللہ عنہا) بنت ربیعہ۔  
 ۹ جنابہ میماتہ بنت امرار القیس

### صاحبزادے

مولائے کائنات کے کل صاحبزادے اٹھارہ تھے جن کے اسماء گرامی یہ

ہیں:

- ۱ سیدنا امیر المومنین امام حسن رضی اللہ عنہ
- ۲ سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ
- ۳ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۴ سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۵ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ
- ۶ سیدنا عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۷ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
- ۸ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۹ سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۰ سیدنا عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۱ سیدنا یحییٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۲ سیدنا محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۳ سیدنا اوسط رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۴ سیدنا محمد اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۵ سیدنا محمد اوسط رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۶ سیدنا محمد اظرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۷ سیدنا محمد حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۸ سیدنا محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ
- ۱۹ سیدنا عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

### صاحبزادیاں

مولاعلی المرتضیٰ کی کل صاحبزادیوں کی تعداد بھی اٹھارہ ہے جن کے نام

یہ ہیں:

- ۱ حضرت زینت
- ۲ حضرت ام کلثوم

- |                  |   |                  |   |
|------------------|---|------------------|---|
| حضرت ام ہانی     | ③ | حضرت میمونہ      | ④ |
| حضرت ام جعفر     | ⑤ | حضرت زینب صفری   | ⑥ |
| حضرت رملۃ الصغری | ⑥ | حضرت فاطمہ       | ⑧ |
| حضرت امامہ       | ⑨ | حضرت خدیجہ       | ⑩ |
| حضرت ام الحسن    | ⑪ | حضرت رملۃ الکبیر | ⑫ |
| حضرت ام الکرام   | ⑬ | حضرت رقیہ        | ⑭ |
| حضرت ام سلمہ     | ⑮ | حضرت جمانہ       | ⑯ |
| حضرت حارثہ       | ⑰ | حضرت نصیر        | ⑱ |

رَضِيَ اللهُ عَنْهُنَّ



## شامانِ علی کا انجام

### علی کا مخالف خدا کا مخالف

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انکی بیانی چلی جانے کے بعد حضرت سعید بن جبیر اور ان کے قائد (بنیائی ختم ہو جانے کے بعد ان کے ساتھ رہتے) تھے۔ وہ صفہ زمزم سے گزے وہاں کچھ لوگ بلند آواز سے "مولا علی کے خلاف باتیں کر رہے تھے۔ حضرت ابن عباس نے ان کا کلام سنا اور حضرت سعید سے فرمایا مجھے وہاں ان لوگوں کے پاس لے چلو آپ نے وہاں پہنچ کر فرمایا ایتکم الساب بئذیہ تم میں سے کس شخص نے اللہ کے خلاف باتیں کیں ہیں۔ ان لوگوں نے کہا "سُبْحَانَ اللَّهِ" ہم میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ جناب ابن عباس نے فرمایا ایتکم الساب لربسؤلہ۔ تم میں سے کس شخص نے اللہ کے رسول کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہاں کوئی شخص نہیں جو رسول خدا کی مخالفت کرے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا ایتکم الساب لعلی بن ابی طالب کس شخص نے حضرت علی کی شان میں نازیبا کلمات کہے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں ان سے متعلق کچھ کہا گیا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: میں اس پر گواہ ہوں جو میرے کانوں نے سنا ہے اور دل میں محفوظ ہے۔ (لوگو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، آپ

حضرت علیؑ سے فرمایا ہے تھے۔

يَا عَلِيُّ مَنْ سَبَّكَ فَقَدْ سَبَّنِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ  
وَمَنْ سَبَّ اللَّهَ أَكْبَهُ اللَّهُ عَلَيَّ مَنَنْخَدَرِيهِ فِي

النَّارِ - (نور الابصار ص ۱۱)

ترجمہ: اے علی جو تجھے بُرا جانے گا وہ مجھے بُرا جانے کا۔ جو مجھے بُرا  
جانے گا وہ خدا کو بُرا جانے گا۔ خدا تعالیٰ اُسے مُنہ کے بل دوزخ میں  
ڈالے گا۔

کیونکہ مولا علی کی مخالفت رسول اللہ کی مخالفت ہے۔

اس حدیث مقدسہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ مولا علی کا مخالف رسول اللہ کا  
مخالف ہے اور رسول خدا کا مخالف خدا تعالیٰ کا مخالف ہے اور اللہ تعالیٰ  
کی مخالفت کرنے والے کا انجام دوزخ ہے۔ وہ لوگ اس حدیث پاک پر  
بار بار غور کریں جو مخالفتِ علی میں حد جنوں تک پہنچ چکے ہیں اور غضبِ خدا  
خداوندی کو دعوت دے رہے ہیں۔

## دشمنِ علی اور اونٹ

علامہ عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شواہد النبوة میں دلائل  
النبوة کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ مدینہ میں ایک شخص تھا جو حضرت علی کرم  
اللہ وجہہ اکرم کی بدگوئی کیا کرتا تھا۔ حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس  
کے حق میں بددعا کی وہ شخص ایک دن اپنا اونٹ مسجد نبوی کے باہر چھوڑ کر اندر  
آگیا اور لوگوں میں بیٹھ گیا۔ اس کا اونٹ کودتا ہوا مسجد میں آیا اور اس شخص  
کو اپنے سینے سے زمین پر خوب رگڑایا تک کہ وہ مر گیا۔ (شواہد النبوة ص ۲۹۹)

## ابن ہشام کا انجام

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ابراہیم بن ہشام مخزومی جو حاکم مدینہ تھا۔ وہ ہر جمعہ کو بھی اپنے منبر کے پاس جمع کرتا اور جناب علی المرتضیٰ امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نازیبا گفتگو کرتا۔ ایک جمعہ اس جگہ بہت سے لوگ جمع تھے اور میں منبر کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ مجھ پر نیند غالب آگئی۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کھلی اور اندر سے ایک شخص نکلا جو سفید کپڑوں میں ملبوس تھا۔ مجھے فرمایا۔ اے ابو عبد اللہ جو شخص یہ کہتا ہے تو اُس سے اندوگیں ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں، اس نے کہا اپنی آنکھیں کھولو اور دیکھو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو وہ ذکر علی کر رہا تھا۔ جو بعد ازاں منبر سے گرتے ہی مر گیا۔

## فتنہ خارجیت

برادرانِ اسلام!

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ خارجیت کے حامل مہلک نظریات نے امت مسلمہ کو ٹکڑوں میں تقسیم کرنے۔ اختلافات و انتشار مسلمانوں کے مابین خلفشار و افتراق اور فرقہ بندی میں اہم کردار ادا کیا ہے، اہل اسلام کو آپس میں لڑا کر یہود و نصاریٰ کو اسلام کے خلاف سازشیں کرنے کا موقع فراہم



کیا ہے اور ایسی بدعات کو حنبم دیا جو اسلامی فکر کے سراسر خلاف ہیں۔  
خارج نے اپنے آبا و اجداد کی عادات کے مطابق قصرِ اسلام کی بنیادوں  
کو کھوکھلا کرنے میں دن رات ایک کر رکھا ہے اور گلشنِ دین متین کو تاراج کرنے  
کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ قرآنی آیات کی عجیب و غریب تاویلات،  
تراجم میں بددیانتی اور تفسیر میں ذاتی رائے کو خارج کا محبوب ترین مشغلہ حیات  
تھا اور ہے اور جو صاحب قرآن کے سادہ لوح امتیوں کے ذہنوں کی پرگندگی  
اور الجھن کے سوا کچھ نہیں۔

اور یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ جس مسلک و نظریہ کی بنیاد ہی بغض و عناد پر رکھی  
گئی ہو اس کی ہر بات شر و فساد کا پیش چیمہ ہی ہو سکتی ہے۔

## خارج

خارج۔ باغی اور جماعت سے نکل جانے والے اور اپنے امیر کی نافرمانی  
کرنے والے لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ تاریخی اور مذہبی اصطلاح کے مطابق خارجی  
اُس فرقہ کو کہا جاتا ہے جو حضرت علی کی خلافت کو برحق تسلیم نہ کرتا ہو اور (توحید  
خداوندی کی آڑ میں) سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا انکار  
بھی کرتا ہو۔ خارجیوں کے سینے میں عداوتِ رسول اور بغضِ علیؑ و اہل بیت کی  
چنگاریاں ہر آن مسلکتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خرمین حیات سے ہر  
وقت دھواں اٹھتا رہتا ہے۔

## عمران خارجی کا کلام

عمران بن خطان اشاقی خارجی نے اپنے قلبی بغض کا اظہار اپنے اشعار

میں یوں کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

لِلّٰهِ دَارُ الْمَرَادِیِّ الَّذِیُّ فَتَكَتْ  
كَفَاہُ مُهْجَةً شَرِّ الْخَلْقِ اِنْسَانًا

ترجمہ: اللہ مرادوی (ابن بلجم) کا بھلا کرے جس کے دونوں ہاتھوں نے مخلوق سے شریک کی روح کو نکالا۔

يَا صَدْرَبَدِّ مَن تَسْقِي مَا اَرَادَ بِهَا  
اِلَّا لِيَبْلُغَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ رِضْوَانًا

ترجمہ: یہ متقی کی تلوار کی چوڑی ہے جس سے اس نے ارادہ کیا۔ مگر یہ کہ وہ عرش کے مالک کی رضا حاصل کرے۔

اِنِّیْ لَذِكْرٌ لَّیَوْمًا فَاحْسِبْہُ  
اِدَّتِیْ الْبَرِیَّةِ عِنْدَ اللّٰهِ مِیْزَانًا

ترجمہ: میں "ابن بلجم" کو کبھی یاد کرتا ہوں اور اس کو اللہ کے حضور ساری مخلوق سے زیادہ نیک سمجھتا ہوں۔  
(نور الابصار ص ۱۸)

یہ ہیں خارجیوں کے عقائد کہ عمران بن خطاب خارجی نے سیدنا ایدہ الاولیاء امام المسلمین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو شریہ انسان کہا (نعوذ باللہ) اور قاتل علیؑ ابن بلجم لعین کو متقی اور اللہ کی رضا حاصل کرنے والا اور ساری مخلوق جس میں انبیاء و رسل اور صحابہ کرام بھی شامل ہیں) سے زیادہ نیک کہا۔

غور فرمائیے کہ اس قسم کے خرافات کوئی ایمان والا بھی اپنی زبان سے ادا کر سکتا ہے؟

○ مولا علی شیر خدا جنگ صفین سے لوٹ کر کوفہ میں داخل ہوئے تو خارجیوں

نے آپ کی سخت مخالفت کی اور حکیم (حاکم بنانا، دو فریق کا فیصلہ کرانے کے لیے کسی کو پہنچ قرار دینا) کے منکر ہو گئے اور یہ کہنا شروع کر دیا۔

”لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَلَا طَاعَةَ لِمَنْ عَصَى اللَّهَ“

کہ حکم صرف خدا کا ہے اور جو خدا کا نافرمان ہو اس کی اطاعت نہ کی جائے۔

○ خارجیوں نے بغاوت کی نیت سے ”حرور آر“ میں اقامت کر لی اور ان کی کل تعداد بارہ ہزار تھی۔ حضرت علی خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سردار عبداللہ بن کوار سے گفتگو فرمائی اور اس سے پوچھا تمہیں ہمارے خلاف کس نے کیا؟ اس نے کہا صفین کے روز حکیم نے۔ امیر المؤمنین نے فرمایا! میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا جس روز نینروں پر قرآن کریم اٹھائے گئے تھے میں نے کہا نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ یہ لوگ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں اور شکست سے بچنے کے لیے انہوں نے قرآن کو بلند کیا ہے۔ مگر تم نے میری ایک بات نہ سنی اور دیکھو تمہارا قسم کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔ خارجیوں نے لا جواب ہو کر حضرت علی سے وعدہ کر لیا کہ ہم واپس شہر میں ضرور داخل ہوں گے۔ مگر ہسم چاہتے ہیں کہ صلح نامہ کی مدت تک یہاں ٹھہریں تاکہ ہمارے گھوڑے وغیرہ آرام کر لیں۔ یہ ان کا وعدہ صرف زبانی تھا دل میں بدستور کھوٹ موجود رہا۔

## خارجیوں کی قتل و غارت

خارجیوں کے وعدے کے مطابق جب امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے ان کو خط لکھا کہ تم سب ہمارے پاس آ جاؤ تاکہ مخالفین کے ساتھ جنگ کی

جاتے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ آپ نے اُس سے مایوس اور ناامید ہو کر اُن کو اپنے ساتھ ملانے کا خیال ترک فرما دیا۔

اور جنگی تیاریوں کے سلسلے میں اہل کوفہ سے ایک زبردست خطاب فرمایا۔ خطاب کے دوران خارجیوں کی بغاوت کی خبر آپ تک پہنچی اور یہ بھی کہ خارجیوں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن خطاب بن اوست کو قتل کر دیا ہے اور اُن کی بیوی کو بھی شہید کر دیا۔ جب کہ وہ حاملہ تھیں۔ قبیلہ طمیّ کی تین عورتوں اور اُم سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو بھی قتل کر دیا ہے اس خبر کے پہنچتے ہی حضرت علیؑ نے حارث بن مرہ عبدی کو وہاں کے حالات کا جائزہ لینے اور اس خبر کی تصدیق کرنے کے لیے اُن کی طرف بھیجا تو خارجیوں نے انہیں بھی قتل کر دیا۔ خارجیوں کے ظلم و ستم اور تباہ کاریوں کو دیکھتے ہوئے اور جنگی ماہرین کے مشورہ کے پیش نظر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خارجیوں کا قلع قمع کرنے کا ارادہ فرمایا:

آپ جب خارجیوں کے قریب پہنچے تو آپ نے اُن کو پیغام بھیجا کہ تم میں سے جن لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے اُن کو ہمارے حوالے کر دو ہم اپنے بھائیوں کے بدلے میں اُن کو قتل کریں گے، اور تمہیں کچھ نہیں کہیں گے۔ خارجیوں نے جواب دیا ہم سب نے تمہارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے۔ ہم تمہارے مال تمہارا اور اُن کا خون خرابہ حلال اور جائز سمجھتے ہیں اس کے بعد حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ خارجیوں کی طرف گئے اور اُن کو سمجھانے کی کوشش کی اور یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتل ہمارے حوالے کر دو اور فرمایا۔

تَشْهَدُونَ عَلَيْكَ بِالشِّرْكِ وَتَسْفِكُونَ دِمَاءَ  
المُسْلِمِينَ۔ کہ تم ہمیں مشرک کہتے ہو اور مسلمانوں کے قتل کو جائز سمجھنے

لگے ہو۔ (نورالابصار ص ۱۰۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو مشرک کہنا خارجیوں کی پرانی عادت ہے۔  
حضرت علیؓ امیر المؤمنین نے فرمایا۔ خارجیو! إِنَّ أَنْفُسَكُمْ الْأَمَارَةَ  
سَوَّلَتْ لَكُمْ فِرَاقِي لِهَذِهِ الْحَكُومَةِ۔ (نورالابصار ص ۱۰۲)  
تمہارے نفوس امارہ نے تم کو ہم سے علیحدہ ہو جانے پر تالشی کے فیصلہ کی وجہ سے  
اکسایا ہے۔ جس کی ابتداء خود تم نے ہی کی تھی اور تم نے اس پر زور دیا تھا۔ جبکہ میں  
اسے پسند نہ کرتا تھا اور تم کو خبردار کیا تھا کہ یہ فیصلہ صرف سیاسی چال ہے۔ مگر  
تم نے مخالف لوگوں کی طرح انکار کر دیا اور منافرانوں کی طرح عناد کیا۔ حتیٰ کہ میں  
نے تمہاری رائے تسلیم کر لی اور فرمایا وَاللَّهِ صِفَارًا لِّهَامٍ سَفَهَاءَ  
الْأَحْلَامِ (نورالابصار ص ۱۰۲) اللہ کی قسم تم چھوٹی کھوپڑیوں والے بے وقوف  
ہو۔ تمہارے سرداروں نے ہی اس پر اتفاق کیا تھا کہ فیصلہ کے لیے دو شخص اختیار  
کر دو۔ آپ نے فرمایا بتاؤں تم کس لیے ہمارا قتل اور ہم سے علیحدگی جائز سمجھتے ہو  
پھر لوگوں کو بچڑھاتے ہو اور انہیں قتل کر دیتے ہو۔ یہ بہت بڑا نقصان ہے۔ یہ فرمانے  
کے بعد امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے واپس آکر جنگ کی تیاری فرمائی اور امن کا جھنڈا  
حضرت سیدنا ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ حضرت  
ابویوبؓ نے خارجیوں کو آواز دی اور فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان کو قتل نہیں  
کیا وہ اس جھنڈے کی طرف آجائے تو امن میں رہے گا۔ جو کوفہ کی طرف چلا جائے  
گا وہ امن میں رہے گا اور جو مدائن کی طرف چلا جائے گا وہ بھی امن میں رہے گا۔  
یہ سن کر ایک شکر کوفہ کو چلا گیا اور ایک مدائن کی طرف روانہ ہو گیا اور اکثر لوگ  
ان سے جدا ہو گئے۔ وہ بارہ ہزار میں سے صرف چار ہزار رہ گئے۔ جب لڑائی شروع  
ہوئی تو سیدنا امیر المؤمنین کے لشکر کی گھوڑ سوار فوج دو حصوں میں تقسیم ہو گئی

اور خارجیوں کو گھیرے میں لے کر ان پر ٹوٹ پڑی اور چشم زدن میں تمام کو قتل کر دیا اور چار ہزار میں سے صرف نو آدمی بچ نکلے یہ حضرت امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے۔ کیونکہ آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ ہم ان کو قتل کریں گے  
وَلَا يُقْتَلُ مِنْهَا عَشْرَةٌ وَلَا يَسْلَمُ مِنْهُمْ عَشْرَةٌ۔

(نور الابصار ص ۱۳)

ہمارے دس شخص قتل نہ ہوں گے اور ان سے دس باقی نہ رہیں گے۔  
حضرت سیدنا علی کی فوج کے صرف دس شخص شہید ہوئے۔

## خارج حضور کی نظر میں

خارج کے تعارف، عقائد و نظریات، حالات و واقعات اور باغیانہ سرگرمیوں سے واقف ہونے کے بعد اب یہ دیکھیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں یہ گروہ کس قدر خطرناک ہے اور اس بات پر بھی غور فرمائیں کہ زبان نبوت نے اس فرقہ کی قبیح حرکات اور کمینگی کو کس انداز میں آشکار فرمایا۔ علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ اپنی مشہور ترین کتاب نور الابصار میں بخاری کے حوالے سے رقمطراز ہیں کہ جن خارجیوں نے حضرت علی امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف خروج کیا تھا۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

## حدیث نمبر ①

يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ الشَّهْمُ  
مِنَ الزَّمِيَةِ۔  
(نور الابصار ص ۱۳)

ترجمہ: ”یہ دین اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر سے شکار نکل جاتا ہے“

### حدیث نمبر ۲

ان خوارج میں سے عبداللہ بن ذی النخول بصرہ تمیمی ہے جو ایک مرتبہ سردارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ جب آپ صدقات تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بدطینت نے آتے ہی کہا ”إِعْدِلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ انصاف کرو“

آقا علیہ السلام نے اسے فرمایا۔ - وَبَيْتِكَ وَمَنْ يُعْدِلْ فَإِنْ تَحَرَّأَعْدِلْ - (نور الابصار ص ۱۲)

”تو ہلاک ہو جائے اگر میں نے عدل نہ کیا تو اور کون عدل کریگا“  
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ - فَانذَنْتَنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي أَنْ أَضْرِبَ عُنُقَكَ - ۱۷ یا رسول اللہ! مجھے اجازت فرمائیں میں اس کی گردن اڑا دوں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ عمر چھوڑ دو اسکے ہم خیال ساتھی ہونگے تم اپنی نمازیں ان کی نمازوں کے سامنے حقیر سمجھو گے اور اپنے روزے ان کے روزوں کی نسبت کمزور جانو گے۔

وہ دین سے ایسے باہر ہو جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔  
ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

۱۷ اس سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظم کے نزدیک رسول اللہ پر اعتراض کرنا الگ ستارح واجب القتل ہے

”وَمِنْهُمْ مَّنْ يَلْعَنُكَ فِي الصَّدَقَاتِ“

(پارہ ۱۰، سورۃ توبہ آیت ۵۸)

”اور ان میں سے بعض لوگ صدقات میں عیب لگاتے ہیں۔“

حضرت امام محمد بن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی سنن میں خوارج کے بارے میں کافی احادیث رسول بیان فرمائی ہیں۔ آپ بھی ان حدیثوں پر غور فرمائیں۔ اور دیکھیں کہ اس خارجی اور سوفسطائی فرقہ (جس کی باغیانہ روش حدارتداد کے قریب تر ہے) کی سرکار علیہ السلام نے کن الفاظ میں مذمت فرمائی۔

### حدیث نمبر ۳ ————— علاماتِ خوارج —————

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایک قوم ہوگی اَلْحَدَاثُ الْاَلْبَنَانُ سَفَهَاءُ الْاَحْلَامِ جس کے دانت چھوٹے ہوں گے۔ ”عرب میں یہ سجاوہ مفسدین کے لیے بولا جاتا ہے“ عقلمیں کمزور ہونگی۔ ”يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ“ وہ سب لوگوں کے اقوال سے بہتر باتیں کہیں گے۔ ”يُقَدِّمُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ“ قرآن پڑھیں گے لیکن قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ ”يَمْرُقُونَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيْدَةِ“ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر نکار سے نکل جاتا ہے (سنن ابن ماجہ ص ۵۸)

یعنی بظاہر وہ بہت زیادہ دیندار، قرآن کی تلاوت، دین کی باتیں کرنے والے نظر آئیں گے۔ لیکن دل کی دنیا میں کفر کا راج ہوگا اور ان کے خفیہ نظریات سنگین چور کے زہر سے زیادہ خطرناک ہوں گے۔



## قرآن کی گواہی

زبان سے اسلام کا اقرار کرنے والے اور دل سے منکر لوگوں کے بارے میں  
خدا نے بزرگ و بزرگوار ارشاد ہے۔

” وَمِنَ النَّاسِ مَنُ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ  
الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ “ (سورة البقرة آیت ۸)  
ترجمہ: اور کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور روز قیامت  
پر حالانکہ وہ مومن نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا کہ خدا نے لم نزل کے نزدیک کمان وہی ہے جو زبان  
کے اقرار کے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرے۔ جو دل سے تصدیق نہ کرے۔ وہ  
مومن نہیں ہو سکتا۔ خواہ ایمان و اسلام کے دعویٰ میں کتنا ہی چرب زبان ہو  
(ضیاء القرآن)

## حدیث نمبر ۴ بدترین لوگ

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد  
فرمایا۔ میرے بعد میری امت میں سے ایک قوم ہوگی وہ قرآن پاک کی تلاوت  
کرے گی جو ان کے حلقوم سے نہ اترے گا اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے  
جیسے تیرشکا سے نکل جاتا ہے۔

ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ هُمْ شَرُّ الْأَخْلَاقِ وَالْخَلِيفَةِ  
(سنن ابن ماجہ شریف ص ۸)

پھر دین حق کی طرف واپس نہ آئیں گے۔ یہ ساری مخلوق میں سے

بدترین لوگ ہوں گے۔“

آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فتنہ پر دازلوے کی علامات بیان فرمائی ہیں تاکہ میری امت ان کے مقروض فریب کے پھندوں سے بچ سکے اور پھر ان کو لاکھ سمجھایا جائے دلائل پیش کیے جائیں۔ یہ ہرگز ہرگز دین حق کی طرف لوٹ کر واپس نہ آئیں گے۔ اس لیے کہ ان کے دل میں حسد و عناد اور عداوت کے شعلے بھڑک رہے ہیں جو ایک شدید ترین مرض کی صورت اختیار کر گئے ہیں۔ اب ان کی دین حق کی طرف مراجعت اور مسلمانوں کے ساتھ مہر افقت بقول رسول اللہ ناممکن ہے۔

### حدیث نمبر ۵ ————— جب انہیں دیکھو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اخیر زمانہ میں اس امت میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہوگی جو قرآن پڑھے گی جو ان کے گمے سے بچے نہ اترے گا۔

سَيَمَاهُمُ التَّحْلِيؤُ إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ أَوْ إِذَا  
لَقَيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۶)

”ان کی نشانی یہ ہے کہ ان کے سر مندرے مونگے۔ جب تم انہیں دیکھو یا ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو۔“

یعنی ان کے بناوٹی طور طریقے اور یہ ظاہری وضع قطع ان کے خبیث باطن کو ظاہر کرتی ہے۔

آج بھی اپنے گمرو و پیش کا بغور جائزہ لینے سے آپ کو اس قسم کی صورتیں کافی تعداد میں چلتی پھرتی نظر آئیں گی جن کے خون میں تفاق و ارتداد کے جراثیم

کثرت سے پاتے جاتے ہیں۔

## حدیث نمبر ۶ ————— دوزخی کتے

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۵)  
خارجی دوزخ کے کتے ہیں!

## حدیث نمبر ۷

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ یہ لوگ جو قتل کیے گئے ہیں آسمان کے نیچے سب سے بدترین مقول ہیں (خوارج کے منڈے ہوتے سر دیکھ کر فرمایا تھا) اور ان لوگوں نے جنہیں قتل کیا ہے وہ بہترین مقول ہیں۔ اور فرمایا:  
كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ قَدْ كَانَ هُوَ لَاءِ مُسْلِمِينَ  
فَصَارُوا كُفَّارًا۔ (ابن ماجہ شریف ص ۱۶)

ترجمہ: یہ لوگ اہل جہنم کے کتے ہیں جو اسلام لانے کے بعد کافر بن گئے۔  
ابو غالب کہتے کہ میں نے ابو امامہ سے دریافت کیا کہ کیا آپ یہ اپنی رائے بیان فرما رہے ہیں

حضرت ابو امامہ نے فرمایا: بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”نہیں بلکہ میں نے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے“

ان احادیث کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں۔ جنہیں سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مرتد فرما رہے ہیں اور شدید نفرت کا اظہار اور ان کی

فریب کاریوں سے بچنے کی اُمت کو تلقین فرمایا ہے ہیں۔ اسلوبِ قرآن و حدیث سے یہ حقیقت بھی پوری طرح واضح ہے کہ جس سے حضور علیہ السلام نفرت و بیزاری کا اظہار فرمائیں کہ وہ کسی طور پر بھی مقبول بارگاہِ خداوندی نہیں ہو سکتا، یہی وجہ ہے کہ اہل ایمان ان سے چھپے ہوئے مفسدین سے شدید نفرت کرتے ہیں۔

کے خبر تھی کہ لے کر چیراغِ مصطفوی  
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبسی

علامہ اقبالؒ

سلام

مرتضی شیرتی اشجع الاشجعین ، ساتی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام  
اصل نسل صفا، وجہ و ضل خدا ، باب فضل و لایت پہ لاکھوں سلام  
شیر شمرزن، شاہ خیر شکن  
پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی)



# آخری خلیفہ راشد

امیر المؤمنین

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

شاہِ جوہر و سخاوتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ  
ماہِ چرخِ امامت کی کیا بات ہے

بابِ شاہِ ولایتِ امامِ حسن رضی اللہ عنہ  
ابنِ خیر شکن نورِ شاہِ زمن

خضر

سیدالسادات سراپائے کمالات، صاحبِ کرامات، چشمہ، شرافت، آفتابِ سخاوت، بہتابِ امامت، امامِ شریعت و طریقت، واقفِ رموزِ حقیقت، خواصِ بجز معرفت، مینارِ شجاعت، حسنِ ہدایت، عکسِ جمالِ مصطفیٰ، پر تو شیرِ خدا، نورِ چشمِ خیرالنسار، حضرتِ امیر المؤمنین سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ علم کے بحرِ زخارِ جنت کے جوانوں کے سردار، نحی، بردبار، متقی، پرہیزگار اور نورِ سیدِ الابرار ہیں۔

آپ عظیم قائدانہ صلاحیتوں کے مالک، عفو و درگزر کرنے والے وہ نواسہ رسول ہیں جو دنیا میں سید کے لقب سے مشہور ہیں۔ سیادت جس پر ناز کرتی ہے۔ ولایت جس پر فخر کرتی ہے، حُسن جس پہ نثار اور خوشبو جس کا طواف کرتی ہے۔ وہ ہیں رونقِ زمین، شاہِ زمن، امامِ حسن رضی اللہ عنہ۔ جاہ و جلال جس پر قربان ہو۔ وضاحت جس پر فدا ہو، سخاوت جس کی عادت ہو، محبت جس کی

خصلت ہو، ثروت جس کی باندی ہو، شہادت جس کی تمنا ہو، خوبیوں کا جو مالک ہو  
 حیا کا جو پیکر ہو، علم کا جو کمند رہو، حلم کا جو آسمان ہو، اسی کو جو حسن کہا جاتا ہے۔  
 امام حسن رضی اللہ عنہ ان تمام خصائل وخصائص کے حامل پر وقار شخصیت  
 کے مالک اور وہ عدیم النظمیر شہید ہیں، جن کی بردباری کا ایک زمانہ گواہ ہے۔  
 آپ حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں۔  
 شہر نے زمانے کو مصیبت بچایا      آلام کو آرام سے دامن سے چھپایا  
 ہر دکھ کا مداوا کیا یوں ابن علی نے  
 ہر درد کو بس اپنے ہی سینے سے لگایا (مختصر)

## نام و نسب

آپ کا نام نامی اسم گرامی حسن ہے اور کنیت ابو محمد ہے۔  
القاب: تقی، زکی، سید، مجتبیٰ، شبیبہ رسول، ولی، سبط رسول،  
 جواد، کریم، زاہد۔

باپ: سیدنا علی ابن ابی طالب بن عبدالمطلب۔  
والدہ: سیدۃ النساء العالمین فاطمہ زہراء بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

## لقب سید

آپ کا مشہور لقب تقی ہے اور مرتبہ کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ  
 لقب سید ہے، اس لیے کہ یہ لقب آپ اپنے نانا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم نے عنایت فرمایا تھا۔ حضرت ابو بکر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت  
 ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منبر پر دیکھا کہ حضرت

حسن بن علی آپ کے پہلو میں بیٹھے تھے حضور کبھی لوگوں کو عرف توجہ فرماتے اور کبھی حسن کی طرف دیکھتے اور فرماتے تھے۔

”إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللَّهُ أَنْ يُصْلِحَ بَيْنَ  
بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ“

(بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳ مطبوع قدیمی کتب خانہ کراچی، ترمذی شریف  
جلد ثانی صفحہ ۲۱۸ مطبوع سعید کمپنی کراچی مشکوٰۃ شریف مناقب اہل بیت۔

صواعق محرقة صفحہ ۱۳۷)

ترجمہ: کہ میرا یہ بیٹا سید (سرور) ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں  
کی دو جماعتوں میں صلح کرادے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوران وعظ کبھی لوگوں کی طرف توجہ فرماتے  
ہیں اور کبھی امام عالی مقام حسن علیہ السلام کی طرف محبت بھری نگاہوں سے دیکھتے  
ہیں۔

سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے  
جو حضرت علی کی شہادت کے بعد اور امام حسن کی خلافت کے زمانے میں پیش آیا  
جب آپ نے چند شرائط کی بنیاد پر امیر معاویہ کے ساتھ صلح کر لی، آپ  
کے بعض ساتھیوں کو یہ بات بہت ناگوار گزری مگر آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ  
علیہ وسلم کی اُمت کو قتل و غارت اور تباہی سے بچا لیا۔

سید

حضرت زکریا علیہ السلام نے بڑھاپے میں نیک اولاد کی دُعا مانگی تو خالق  
کائنات نے اُن کی دُعا کو شرف قبولیت بخشا اور اُن کو حضرت یحییٰ علیہ السلام

کی بشارت دی اور فرمایا — سَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِنْ بَنِي  
الصَّالِحِينَ — (پارہ سورۃ آل عمران آیت ۳۹) سرور ہوگا اور ہمیشہ عورتوں  
سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے “

قرآن پاک کی اس آیت اور مذکورہ حدیث شریف کی روشنی میں رسول صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد کو سید کہا جاتا ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ سید  
اسے کہتے ہیں جو غصتہ کو عقل پر غالب بنانے دے اور خیر و برکات حسب  
نسب کے اعتبار سے دوسروں سے بڑھ کر ہو۔

راقم الحروف نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ذکر میں ”سید“ کے معانی  
تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

## — ولادت —

آخری خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیہ السلام نصف رمضان المبارک ۳۰ھ مدینہ  
منورہ میں پیدا ہوئے۔ سیدہ فاطمہؓ بتول اور علیؓ نفس رسول کے آپ پہلے  
فرزند ذمی وقار ہیں۔ حضرت علی سے سرفرازا روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں  
کہ جب سیدہ فاطمہؓ کے لطن اطہر سے حسنؓ کے تولد کا وقت قریب آیا تو سرد  
عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسما بنت عمیس اور جنابہ ام سلمہؓ سے فرمایا۔ تم دونوں  
فاطمہ کے پاس جاؤ جب سچہ پیدا ہو اور آواز بلند کرے تو اس کے دائیں کان  
میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے بچہ شیطان  
سے محفوظ رہتا ہے اور میرے آنے تک اور کچھ نہ کرنا۔ جب بچہ پیدا ہوا تو ہم نے  
وہی کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ آپ تشریف لائے۔ بچے کی ناف  
کاٹی اور لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور فرمایا:



اللَّهُمَّ إِنِّي أَعِيذُكَ بِكَ وَذُرِّيَّتِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ  
الرَّجِيمِ (نور الابصار ص ۱۱)

اے اللہ میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطانِ رجیم کے شر سے  
تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

### انتخاب نام اور عقیقہ

امام حسن کی ولادت کے ساتویں روز جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم نے فرمایا بچے کا نام کیا رکھا ہے۔ عرض کیا گیا اس کا نام ”حرب“ رکھا  
ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا نام ”حسن“ رکھو۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی  
ہیں کہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساتویں روز امام حسن کے عقیقہ میں دو  
مینڈھے ذبح کیے اور وایہ کو سالم ران عطا کی۔ حضرت حسن کے بالوں کے وزن  
کے برابر چاندی صدقہ کی۔

”شَقَّ طَلِي رَأْسَهُ بِيَدِهِ الْمُبَارَكَةِ“

(نور الابصار ص ۱۱)

اور پھر اپنے دست مبارک سے حسن کے سر پر نچو شنبو لگائی۔  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے نواسے امام حسن کو اپنا لعاب دہن بطور گھٹی عطا  
فرمانا اور ان کے منہ میں ڈال کر دعا فرمانا کوئی معمولی بات نہیں یہ حضور کے لعاب  
دہن کی تاثیر تھی کہ امام حسن، بے مثال حسن و جمال اور علم و کمال کی دولت سے  
مالا مال ہوئے۔ آپ کی جان کے دشمن بھی آپ کے علم و بردباری کے معترف  
تھے۔ آپ جو صلہ مندی کا ایک بہت بلند پہاڑ تھے اور کثرۃ ارض کی طرح

قوت برواشت کے مالک تھے اور حسین ایسے کہ چاند دیکھے تو شرما جاتے پھول  
دیکھیں تو نظریں جھکالیں۔

جبین دین کا حسن کو جمال کہتے ہیں فضائے نور کا بدرو ہلال کہتے ہیں  
حسن کو صاحب حسن کمال کہتے ہیں حسین ایسا کہ سب بمیثال کہتے ہیں

کہوں حسن کو تو ثنا ہوں کا شہریار کہوں  
ابام دوم، اماموں کا تاجدار کہوں (مخضر)

### آخری خلیفہ راشد

حضور پر نور، سلطان دو جہاں حضرت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کا ارشاد ہے۔۔

”الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً۔“

کہ خلافت میرے بعد تیس سال ہے۔“

یعنی میرے وصال کے بعد خلافت صرف تیس سال رہے گی۔ اس کے  
بعد خلافت ملوکیت و بادشاہت میں تبدیل ہو جائے گی۔ سیدنا امام حسن  
علیہ السلام کے چھ ماہ دور خلافت میں تیس سال پورے ہو گئے اور اس کے  
بعد خلافت علی منہاج النبوة ختم ہو گئی اور ملوکیت کا دور شروع ہو گیا۔  
فضیلۃ الشیخ علامہ موسیٰ محمد علی اپنی کتاب ”علیم آل البیت“ میں لکھتے  
ہیں۔

وَإِمَامُنَا الْإِمَامُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۱۔ علیم آل البیت ص ۱۲۲ مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان۔

أَحَدُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ، بَعْدَ أَبِيهِ أَمِيرِ  
 الْمُؤْمِنِينَ، عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،  
 تَحَقَّقَتْ بِهِ وَعَلَيْهِ، مُعْجِزَةٌ جَدِّهِ رَسُولِ  
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - ۱۰

یعنی ہمارے امام، امام حسن بن علی خلفائے راشدین میں ایک خلیفہ  
 راشد ہیں۔ اپنے والد علی ابن ابی طالب کے بعد، آپ کے نانا  
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ آپ پر آپ کے ذریعے  
 سے ثابت ہوا۔

اس فرمان رسول سے ”الْخَلَافَةَ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً“  
 کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی جب امیر المؤمنین حضرت علی کی شہادت  
 واقع ہوئی تو اہل کوفہ امام حسن کی بیعت کے لیے آگے بڑھے، اور جس  
 نے سب سے پہلے امام حسن علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی وہ حضرت  
 قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے آپ کی خدمت  
 میں عرض کیا۔

الْأُسْطُ يَدَكَ أَبَا بَعْلِكَ عَلِيٍّ كِتَابِ اللَّهِ  
 تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ - ۱۱  
 آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں کہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ  
 پر آپ کی بیعت کروں۔

۱۰ علیم آل البیت ص ۱۴۴ مطبوعہ عالم الکتب بیروت لبنان۔  
 ۱۱ ایضاً۔

اور جو اباً حضرت امام حسنؑ نے فرمایا ”ہاں“ کتاب اللہ اور سنتِ رسولِ خدا یہ دونوں بے گماں ہر شرط پر حاوی ہیں اور پھر لوگوں نے انہی دونوں شرطوں پر بیعت کی۔ علامہ موسیٰ محمد علی لکھتے ہیں

”فَأَقَامَ بِهَا سِتَّةَ أَشْهُرٍ خَلِيفَةً حَقِّقًا وَإِمَامًا  
عَدْلًا وَصِدْقًا، تَحْقِيقًا لِمَا أَخْبَرَ بِهِ جَدُّهُ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِهِ  
الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً“

آپؑ انہی شرائطِ بیعت پر، چھ ماہ تک خلیفہ برحق اور امامِ عدل و سچائی قائم رہے۔ جیسا کہ واضح طور پر آپ کے جدِ امجدِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے فرمانِ دلپشان کے ذریعے خبر دی۔ کہ میرے بعد خلافت (۳۰) سال ہوگی۔

مصنف ”علیم آل البیت“ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے لکھتے ہیں کہ پھر اسی طرح آپ چھ ماہ تک خلافت پر متمکن رہے۔ اسی وجہ سے  
كَانَتْ خِلَافَتُهُ مَنصُوصًا عَلَيْهَا۔ کہ آپ کی خلافت پر نص  
وارد ہوئی ہے۔

عبداللہ بن احمد کا فیصلہ

حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن امام احمد بن حنبل نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً“ کہ میرے بعد خلافت صرف تیس سال ہے۔ لکھتے ہیں کہ ایک

شخص جو کہ حضرت عبداللہ بن امام احمد کی مجلس میں حاضر تھا نے کہا کہ ان تیس سالوں میں یہ چھ حضرت امیر معاویہ کی خلافت میں شامل ہیں۔ تو جناب عبداللہ نے فرمایا۔ — اِنَّ تِلْكَ الشَّهْوَرَ كَانَتْ فِيهَا الْبَيْعَةُ لِلْحَسَنِ، بَايَعَهُ اَرْبَعُونَ اَلْفًا — ”نہیں بلکہ“ اُن مہینوں میں حضرت امام حسن کی بیعت تھی آپ کے دست مبارک پر چالیس ہزار لوگوں نے بیعت کی۔“ (طہم آل البیت ص ۱۳۶)

اور بعض نے لکھا ہے۔ امام حسن علیہ السلام سات ماہ گیارہ دن مسند خلافت پر طبوہ افروز رہے۔ ریح الاول ۱۳۲ھ میں آپ نے کچھ شرائط پر امیر معاویہ سے صلح کر لی۔

مذکورہ بالا تحقیق سے یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح واضح ہو گئی، کہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کے چھ ماہ گیارہ دن کے دور خلافت نے خلافت راشدہ کی مدت ختم ہو گئی جس پر نص وارد ہو چکی تھی۔ ظاہر ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہ ”میرے بعد خلافت تیس سال ہے گی“ کے بعد والادور، امارت، ملوکیت اور بادشاہت کا دور ہے۔ اس اعتبار سے آپ آخری خلیفہ راشد ہوئے۔ اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ خلفائے رسول جن کی تعداد پانچ ہے میں سے کوئی بھی طبعی وفات سے راہی ملک بقا نہیں ہوا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق کو سال کے بعد اشر کرنے والا زہر دیا گیا (جن کا گذشتہ اوراق میں ذکر موجود ہے)۔ اور سیدنا عمر فاروقؓ کو ابو لؤلؤ نے شہید کیا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلویوں نے شہید کیا۔ اور مولانا علیؓ کو کائنات ارضی میں سب سے بڑے بد بخت ابن ملجم نے شہید کیا۔ حضرت

سیدنا امام حسنؑ کو مستقبل کے اقتدار پر نظر میں رکھنے والوں نے زہر بلاہل دے کر شہید کیا اپنے دورِ حکومت میں خلافت راشدہ کا رنگ پیدا کرنے والے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز کو زہر دے کر ملک عدم کی طرف روانہ کیا گیا۔ حصولِ اقتدار کی خاطر جن لوگوں نے ظلم و جور کی تلواروں سے عدل و انصاف کا خون کیا ہے۔ اُن کا رویہ قابلِ ستائش ہرگز نہیں اور نہ ہی وہ لوگ اور جابر حکمران ہمارے لیے نشانِ منزل ہیں۔ ہمارے لیے تو نشانِ راہ امام حسن علیہ السلام کا وہ کردار ہے جو آپ نے خلافتِ حقہ کے آخری یوم کے بعد ادا کیا اور تختِ ملوکیت اور تاجِ بادشاہت کو چھوڑ کر مصلائے رسول اور بوریائے فقہ کو ترجیح دی اُن کے اس کردار کو دیکھتے ہوئے فضیلۃ الشیخ علامہ موسیٰ محمد علی مصری نے اپنی کتاب ”علیم آل البیت“ میں جن الفاظ میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا اُس کا خلاصہ کچھ اس طرح ہے —

لکھتے ہیں:

سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن لوگوں میں سے ہیں جن پر خداوند قدوس کی بے پناہ عنایت ہوئی اور جن کو ولایت کے ساتھ قلم کیا گیا۔ لکھتے ہیں آپ اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے حق و صداقت اور سچائی کی خاطر صدقِ مقال کا التزام فرما کر رعایتِ حق کو پایا — یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس عالم ناسوت کی صورتوں اور رنگوں کے درمیان اُن کی قدر و منزلت کو واضح کیا اور اُن کے سروں پر ہدایت و عرفان کا تاج سجا دیا۔ اور اُن کو ترجیح دے کر اپنی مہربانیوں سے نوازا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں قرآنی آیات نازل فرمائیں اور اُن کے محاسن کو اجاگر فرمایا۔

علیم آل البیت ص ۹۹/۱۰۰

امام حسن رضی وہ عظیم ہستی اور شہزادہ رسول ہیں۔ جو اللہ اور اس کے رسول کے محبوب اور برگزیدہ ہیں۔ رسول انام صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کا نور ہیں خیر النساء کے پورے غیور ہیں۔ حیدر کرار رضی کے دل کا سرور ہیں۔  
حسن رضی حسن کا غرور ہیں۔

شبیب خالق ارض و سما، امام حسن رضی  
شبیبہ حضرت خیر الوری امام حسن رضی  
ضیائے حیدر و خیر النساء امام حسن رضی  
خضر فقیر کے غم کی دوا امام حسن رضی  
بتی کا نور، امام جلی، امام حسن رضی  
سخی امام حسن ہے، ولی امام حسن رضی



امام حسن رضی اللہ عنہ

از روئے

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث نمبر ① ————— حسن سے محبت —

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا:

اللَّهُمَّ زَانِيَّ أَحِبِّدْهُ فَإِنَّ أَحِبِّدَهُ وَأَحِبِّبْ مَنْ  
يُحِبِّدُهُ - (مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۲)

”اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو اس سے محبت کرے“

محبت اہل بیت رسول وہ عظیم نعمت ہے جس کے وسیلے سے بندہ اللہ تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے:

حدیث نمبر ② —

حضرت برابر بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ منجر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے شانے پر بٹھا رکھا ہے اور فرماتا ہے میں



اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ (صحیح مسلم شریف جلد ثانی ص ۲۸۲ مطبوعہ

سعید کمپنی کراچی۔ بخاری شریف جلد اول ص ۵۳)

”اے اللہ میں اس (حسنؓ) سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے

محبت رکھ“

### — حدیث نمبر ۳ —

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ

و سلم نے ارشاد فرمایا

”مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي

وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي“

(سنن ابن ماجہ شریف ص ۳)

جس نے حسن و حسین سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی

اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

اس حدیث مبارکہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ یہ بات علمِ نبوت میں

تھی کہ بعض لوگ حسنین کریمین کے ساتھ بغض و عناد رکھیں گے۔ انہیں تنبیہ

کے انداز میں فرمایا جا رہا ہے کہ میرے ساتھ محبت کا دعوے کرنے والے اس

چیز کا خیال رکھیں کہ میرے نو اسوں کے بارے میں ان کے ولی جذبات کیا

ہیں؟ اور اس سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ حسنؓ و حسینؓ کا مخالف عظیم پیغمبر

کا منکر اور اعزاز کے مرض میں مبتلا ہے۔



## حدیث نمبر ۵ ————— راکبِ دوشِ رسولؐ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھاتے تھے کہ ایک شخص نے کہا

”نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غَلَامُ“

اے لڑکے تو کیسی اچھی سواری پر سوار ہے۔

اس کے جواب میں نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”نِعْمَ الرَّكِيْبُ“ سوار بھی تو اچھا ہے۔

(جامع ترمذی جلد ثانی ص ۲۱۵)

دنیا کی بلند ترین چوٹیاں۔ آسمان کی بندیاں، عرشیں بریں کی غلو بیت و رفعت پہنچ ہیں۔ اُس دوش مبارک سے جس پر امام حسن سوار ہوتے۔ شاہِ بندہ کا کندھا عام کندھوں کی طرح نہیں۔ یہ وہ شانہ اقدس ہے، کہ جب اس پر زلفِ والبیل بکھر جاتے تو کائناتِ حسن سمتِ کربین والضحیٰ سے ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اس منظر بے مثال و پر نور کو تصویر کی آنکھوں سے دیکھنے والوں کا وجدان تو پکار اٹھے گا۔

جمالِ مصطفیٰ کے نور کی روشن کرن تم ہو جلالِ حیدری کا عکس اے سیدِ حسن تم ہو

چراغِ اہل بیتِ مصطفیٰ ہو تم میرے آقا شہِ دلائرِخِ اسلام کی پوری پھین تم ہو

بنے تھے راکبِ دوشِ محمد مصطفیٰ تم بھی

امامِ الاولیاء، ابنِ علی، شاہِ زمن تم ہو



## حدیث نمبر ۵ — شبیہ رسولؐ

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ:  
 ”لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِّنْهُمْ أَشْبَهَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ -  
 ”کوئی بھی حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل نہ تھا۔“  
 (ترمذی شریف جلد ثانی ص ۱۸۱)

## حدیث نمبر ۶

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا:  
 فَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ - (ترمذی شریف ص ۱۸۱)  
 کہ ”حضرت حسن بن علیؑ آپ کے زیادہ مشابہ تھے۔“  
 مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں بتایا گیا ہے کہ نواسہ رسولؐ ہم شکل رسولؐ تھے، ان کا ہر انداز، رفتار، ہر اوامیر مصطفیٰ کریم کے ساتھ ملتی تھی۔ اس لیے آپ شبیہ رسول کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ حسین ایسے کہ۔  
 رسول پاک کے انوار کی کرن کہیے  
 امیر ملک محبت، شہ زہن کہیے  
 رضا و علم کی اقلیم کی پھین کہیے  
 حسن کو حسن کی دنیا کا بانگین کہیے

## حدیث نمبر ۷ — خوشبوئے رسولؐ

حضرت حافظ ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حدیث میں سیدنا ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ جناب صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ خاتم  
الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھا ہے ہوتے، آپ جب سجدہ میں ہوتے  
تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے۔ جب آپ کمن تھے تو  
کبھی آپ کی کمر پر بیٹھ جاتے، کبھی گردن پر سوار ہو جاتے اور حضور علیہ السلام  
ان کو آہستہ سے اٹھاتے (کہ کہیں گرنہ جائیں) جب نماز سے فارغ ہوئے  
تو صحابہ کرام نے عرض کیا: يَا رَسُولَ اللَّهِ اِنَّا رَاَيْنَاكَ تَصْنَعُ  
بِهَذَا الصَّبِيَّ شَيْئًا مَا رَاَيْنَاكَ تَصْنَعُهُ بِأَحَدٍ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس بچے کا سامان کو کسی سے نہیں  
کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اِنَّ هَذَا رِيْحَانٌ وَاِنَّ  
هَذَا ابْنِي سَيِّدٌ وَعَسَىٰ اللّٰهُ اَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئْتَيْنِ  
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ” یہ میری خوشبو ہے۔ یہ میرا بیٹا سید ہے اس  
کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

(نور الابصار ص ۱۲)

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حقیقت کو اپنے اشعار  
میں یوں بیان کیا ہے۔

آل کے شمع شبستانِ حرم      حافظ جمعیت خیر الامم  
تانشیند آتش بیکار و کیں      پشت پازو بر سراج و کیں  
یعنی امام حسنؓ شبستانِ حرم کی روشن ترین شمع اور امتِ مصطفوی کے وہ  
محافظ ہیں جنہوں نے تاجِ دُخت کو ٹھوکر لگا دی تاکہ جنگِ جدل اور بغض  
دُسنہ کی آگ سرد ہو جائے۔

مندرجہ بالا حدیثِ مقدسہ میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ یہ بچہ میرا بھول

ہے۔ میری خوشبو ہے اور یہ شہزادہ مسلمانوں کی دہ بڑی جماعتوں میں صلح کا باعث بنے گا۔ یہ ایسا پھول ہے جس کی لطافتوں کے تذکرے قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ یہ ایسی خوشبو ہے جو کائناتِ ارضی پر رہنے والے ہر متنفس کے مثلاً رجاں کو معطر کرتا ہے گا۔ یہ وہ گل لالہ ہے جس کی خاک پاہر عارضِ گل کا غارہ بنتی ہے گی تو پھر یہ کہنا پڑے گا اے حسنؑ اے حسنؑ گلشن سے تمہارے عشق میں بادِ بہاری قہقہہ کرتی گل رعنا، بہارِ جانفزا، حسنؑ میں تم ہو پیاتھا زہر تو نے مصطفیٰ کے دین کی خاطر لٹے تھے کربلا میں جس کے سب سر و دامن تم ہو

### حدیث نمبر ۵ ————— رکوع کی حالت میں —————

ابن سعد نے عبداللہ بن عبدالرحمن بن زبیر سے جو روایت بیان کی ہے اس کا آخری حصہ یوں ہے کہ میں نے حضرت حسنؑ کو آتے دیکھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ و التسلیم سجدہ کی حالت میں تھے حضرت حسنؑ حضورؐ کی گردن یا پشت پر سوار ہو گئے اور اپنی مرضی سے ہی اترے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رکوع کی حالت میں دیکھا فَيُفْرَجُ لَكَ بَيْنَ رَجُلَيْهِ حَتَّى يَخْرُجَ مِنَ الْجَانِبِ الْأَخِيرِ۔ کہ آپ اپنی ٹانگوں کو کھلا کر دیتے تاکہ حضرت حسنؑ دوسری جانب نکل جائیں۔ (صواعق محرقة ص ۱۳۸)

ایسی محبت و شفقت کہیں نظر نہیں آتی جو خدا کے آخری رسول کو اپنے نواسوں سے تھی خدائے بزرگ نے برتر کی عبادت کے ضابطے سرکار سے زیادہ کون جانتا ہے اور یہ امر بھی مخفی نہیں کہ نمازی اپنے اعضاء کو نماز کے اندر کہاں تک حرکت دے سکتا ہے۔ یہ تمام امور ایک طرف اور نواسے کی

دل جوئی کا سامان ایک طرف۔ جد امجد نماز کی حالت میں ہے اور نواسہ کبھی گردن پر سوار ہو جاتا ہے کبھی پشت پر، اور کبھی دونوں ٹانگوں کے درمیان گزرنے کی کوشش کرتا ہے اور خدا کا جیب اپنی مبارک ٹانگوں کو کھلا کر دیتے ہیں۔ کہ بچہ آسانی سے گزر جائے۔ اور ایسا بار بار ہوتا ہے۔ اس لاڈ، پیار کو دیکھ کر کوئی مسلمان ایسا نہیں جو شہزادگان رسولؐ سے بغض رکھے، لیکن اس عالم کون و فساد میں ایسے نام نہاد مسلمان گزرے ہیں اور اب بھی موجود ہیں اور شاید اس قسم کے آتشیں نظریات کا سلسلہ اس دنیائے دوں میں تا قیامت ہے اور اس بات کو بھی اپنے دل میں بٹھالیں کہ اولادِ رسولؐ سے دشمنی دراصل سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اندرونی بغض کی واضح دلیل اور کھلی ہوئی علامت ہے ہماری تو یہی دعا ہے اور کوشش بھی کو ہے ہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان کے سینے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی اولاد کی محبت اور صحابہ کرام کی محبت موجزن ہے۔ اور دنیائے اسلام میں عقیدت کے گلشن کھلتے رہیں اور اتحاد و اتفاق کی خوشبو بھیرتی رہیں۔

### حدیث نمبر ۹ — حضرت ابو ہریرہ کا رونا

علامہ موسیٰ محمد علی نے اپنی کتاب حلیم آل البیت میں، علامہ صفوری نے نزہتہ المجالس میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کیا ہے۔

مَا رَأَيْتُ الْحَسَنَ قَطُّ إِلَّا فَاضَتْ عَيْنَايَ، وَذَلِكَ  
إِنَّهُ قَعَدَ يَوْمًا فِي حِجْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ  
وَسَلَّمَ يَقْلِبُ لِحْيَتَهُ الشَّرِيفَةَ، وَيَدْخُلُ  
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمَهُ فِي فَمِهِ

وَيَقُولُ - اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَجِبْهُ زَا حَبِّ

مَنْ يُحِبُّهُ شَلَا ثًا. (نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۲۵ مطبوعہ مصر)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے جب کبھی امام حسن کو دیکھا تو میری آنکھوں سے فوراً آنسو جاری ہو گئے۔ یہ اس لیے ہوا کہ ایک دن وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں بیٹھے ہوئے آپ کی ریش مبارک میں ہاتھ ڈال کر الٹ پلٹ رہے تھے (یعنی وارھی مبارک سے کھیل رہے تھے) اور آقا عیدہ سلام اپنے دہن مبارک ان کے منہ میں دیتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے اللہ! میں اس بچے سے محبت کرتا ہوں، تو بھی اسے محبوب رکھ اور جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور آپ نے تین بار یہی فرمایا۔

مطلب یہ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر جب کبھی امام حسن پر پڑتی اور آپ کو وہ زمانہ یاد آجاتا کہ ایک معصوم سا بچہ، عرش بریں پر نعلین سمیت سیر کرنے والا اللہ تعالیٰ کے بے مثل محبوب کی گود میں بیٹھ کر کس بے تکلفی سے ریش مبارک سے کھیل رہا تھا۔ وہ سماں جناب ابو ہریرہؓ کی آنکھوں کے سامنے آجاتا جس کی بنا پر حضرت ابو ہریرہؓ رونا شروع کر دیتے اور بچوں کا حلقہ توڑ کر آنسو نکل آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے پیارے بیٹے کے منہ پر منہ رکھ کر بار بار چومنا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مذکورہ بالا الفاظ میں دعا کرنا کوئی معمولی بات نہیں۔

حضرت شیخ المشائخ علامہ امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ باپ کا اپنے بیٹے کے رخسار کا بوسہ لینا، بوسہ مودت کہلاتا ہے۔

اور بچے کا اپنے باپ کے سر کا بوسہ لینا، بوسہ رحمت کہلاتا ہے۔ اور بھائی کا اپنے بھائی کی پیشانی کا بوسہ لینا، بوسہ شفقت کہلاتا ہے۔ وَقُبْلَةُ التَّحِيَّةِ، قُبْلَةُ الْمُؤْمِنِ لِإِخِيَّةٍ عَلَى يَدِهِ ۝ اور مومن کا اپنے بھائی کے ہاتھ کا بوسہ لینا، بوسہ تحیت کہلاتا ہے یعنی آداب و تسلیما ت تحفہ کے زمرہ میں آتا ہے۔“

### حدیث نمبر ۱۰

سید کون و مکان، سرور انس و جان صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے  
 أَكْثَرُ وَأَمِنْ تَقْبِيلِ أَوْلَادِكُمْ فَإِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ قُبْلَةٍ  
 دَرَجَةٌ ۝ کہ اپنے بچوں کا کثرت سے بوسہ لیا کرو کیونکہ ہر بوسہ کا تجھے  
 اجر ملتا ہے۔<sup>۴</sup>

علامہ صفوری لکھتے ہیں۔ تَقْبِيلُ الْيَدِ لِزَهْدٍ أَوْ عِلْمٍ أَوْ  
 شَرَفٍ، أَوْ صِلَاحِ سُنَّةٍ ۝ زہد، یا علم، یا شرف، یا نیکی  
 بھلائی سلامت روی کے باعث کسی کا ہاتھ جو مناسبت ہے۔  
 بات دور نکل گئی مطلب یہ ہے کہ جس بچے پر سرکار اس قدر شفقت  
 فرماتے ہیں، اس عظیم شہزادے کی تعظیم اُمتِ مصطفوی پر لازم ہے۔ مندرجہ  
 بالا فرامین سے یہ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھ کا بوسہ لینا بدعت نہیں  
 ہے سنت ہے۔ اور جو لوگ سنتوں کو بدعت کا نام دیتے ہیں ان کا چہرہ  
 آتش سقر کی طرف ہے۔ وہ اپنے منہ مدینے کی طرف کر لیں وہاں سے قلعہ بریں کی خوشبو آئیگی

۴ نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۳۴۷/۳۴۸۔ ۵ ایضاً ایضاً



اور اولاد رسولؐ کا احترام کریں کہ اس میں دو جہان کی سعادتیں ہیں۔

## عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے ایک صالح مرد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ ہر سال حج کیا کرتے تھے، وہ بزرگ ایک روز پانچ سو دینار لے کر ایام حج میں بغداد کے بازار میں سامان خریدنے گئے۔ ایک عورت اُن سے کہنے لگی میں سید زادی ہوں اور میرے تین بیٹوں نے چار روز سے کھانا نہیں کھایا۔ اس بزرگ نے سائے دینار اُس سید زادی عورت کو دے دیئے۔ جب لوگ حج کر کے واپس آئے تو وہ بزرگ اُن سے ملاقات کرنے تشریف لے گئے اور انہوں نے ملاقات کے دوران جس حاجی سے بھی کہا کہ خدا تیرا حج قبول کرے تو اس نے فوراً جواب میں کہا کہ آپ کا حج بھی خدا تعالیٰ منظور فرمائے۔ یہ سن کر یہ صالح بزرگ کو بہت تعجب ہوا کہ میں تو حج پر اس سال گیا نہیں، اسی رات اُس بزرگ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب زیارت نصیب ہوئی۔ حضور نے فرمایا۔

لَا تُعْجِبْ اِنِّي سَأَلْتُ اللّٰهَ  
اَنْ يَخْلُقَ مَلَكًا عَلٰى صَوْرَتِكَ  
فَهُوَ يَحْجُّ عَنْكَ اِلٰى يَوْمِ  
الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ عَامٍ۔  
فَاِنْ شِئْتَ فَحَجَّ وَاِنْ  
شِئْتَ فَلَا تَحْجَّ لَهٗ

کچھ تعجب نہ کریں نے خدا سے درخواست کی کہ تیری صورت پر ایک فرشتہ پیدا کر دے کہ وہ تیری طرف سے ہر سال قیامت تک حج کیا کرے تیرا حج چاہے تو حج کر اور نہ چاہے تو نہ کر۔

۱۔ نزہۃ المجالس جلد ۱ ص ۲۲۶۔

ہر انسان اپنی اولاد سے محبت رکھتا ہے اور اولاد سے محبت رکھنے والوں کو محبت و شفقت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کرم اور عنایات کا انداز انوکھا اور بے مثل ہے کہ جو بھی آپ کی خاطر آپ کی اولاد سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ آپ اُسے روحانی بندوں سے ہمکنار کرتے ہیں اور اپنے کرم کے خزانے سے ایسی بھیک عطا فرماتے ہیں جس کی بدولت فقیر لوگ غنی بن جاتے ہیں اور کاسہ گدائی تھام کر در بدر بھٹو کریں کھانے والوں کو تاجِ سلطانی سے نواز کر ساتھ ہی دنیا سے ولایت کی سیر کرا دیتے ہیں۔

میرے کریم سے کر قطرہ کسی نے مانگا  
دُر بے بہا دیتے ہیں دریا بہا دیتے ہیں

### حدیث نمبر ۱۱

شیخ موسیٰ محمد علی اپنی کتاب ”علیم آل البیت“ میں حافظ ابن حجر عسقلانی کی تہذیب التہذیب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے باپ محمد باقر اور انہوں امام زین العابدین اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت بیان کی ہے

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ بِيَدِ  
الْحُسَيْنِ وَالْحُسَيْنِ - فَقَالَ مَنْ أَحَبَّنِي وَ  
أَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا، كَانَ  
مَعِي فِي دَرَجَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ -

(علیم آل البیت ص ۱۰۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن اور امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا جو شخص مجھ سے اور ان دونوں شہزادوں اور ان کے ماں باپ سے محبت رکھتا ہے۔ وہ قیامت کے دن میرے درجہ میں میرے ساتھ ہوگا۔

ناظرین! آپ مندرجہ حدیث پر غور فرمائیں اور حضورؐ کے کرم کا انداز دیکھیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ علی نفس رسولؐ، سیدہ زہراؑ، ثول اور حسینؑ کربین سے محبت و عقیدت رکھنے والے کو سرکار علیہ السلام کیا مقام عطا فرما رہے ہیں۔ اور ہم۔ اُن عقل کے اندھوں کو بھی دعوتِ فکر دیتے ہیں جو اہل بیتِ رسولؐ کا ذکر کرنے والوں پر طرح طرح کے فتوے لگاتے ہیں۔ اور یزید عنید کی قصیدہ گوئی کے دوران زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہیں۔

اے اہل اسلام! ان خوارج و نواصب سے ہوشیار رہیے یہ اہل بیتِ رسولؐ کے ازلی دشمن اور خونخوار دزدوں سے زیادہ خطرناک ہیں۔ مسلمانوں کا خون بہانا ہی ان کے ہاں اسلام کی خدمت اور توحید کی ترویج ہے۔ مملکتِ خدا وادِ پاکستان کے اندر فرقہ واریت کے نام سے خون خرابہ اور فسادات کرنے میں جن لوگوں کا ہاتھ ہے۔ وہ دینِ اسلام کے بدترین دشمن، یہی لوگ ہیں۔ اور ہمارا یہ دعوے ہے کہ ان لوگوں کے نظریات اللہ تعالیٰ اور رسولِ کریمؐ کے فرامین کے اسلوبِ مطابقت نہیں رکھتے!



میں بشیر و نذیر اور سراج منیر کا بیٹا ہوں

امام حسن کا خطبہ

شیخ موسیٰ محمد علی نے اپنی کتاب ”حلیم آل البیت“ میں اور علامہ صفوری نے نزهة المجالس میں ”الفضول المہمہ“ کے حوالے سے امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام کا وہ خطبہ جو آپ نے اپنے والد مولانا علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت کے موقع پر دیا تھا، نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور اپنے نانا رسول اکرم پر درود و سلام بھیجنے کے بعد فرمایا

لَقَدْ قَبَضَ اللَّهُ تَعَالَى قِي  
هَذِهِ اللَّيْلَةَ رَجُلًا

آج کی رات اللہ تعالیٰ نے  
ایسے شخص کی روح قبض کرنی

کہ پہلے اس سے سبقت نہ

لے جاسکے عمل کے ساتھ وہ

رسول اللہ کی معیت میں جہاد

کرتے تھے اور آپ کو

بچاتے تھے اپنی جان

اور مال سے اور رسول

کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو

جھنڈا دے کر سامنے کرتے تھے

تو حیرت ل علیہ السلام آکر ان کی

دائیں طرف کھڑے ہو جاتے اور

لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَّا وُلُؤُنَ

بِعَمَلٍ وَلَا يَدْرِكُهُ

الْآخِرُونَ بَعْمَلٍ

كَانَ يُجَاهِدُ مَعَ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَيَقِيهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ

كَانَ يُوَجِّهُ بِرَأْيَتِهِ

فَيَكْتِنُهُ جَبْرِيلُ عَنْ

يَمِينِهِ وَمِيكَائِيلُ

حضرت میکائیل ان کی بائیں  
طرف کھڑے ہو جاتے۔ پھر آپ  
بہت روئے اور لوگ بھی آپکے ساتھ روئے۔  
پھر آپ نے فرمایا۔ اے لوگو!  
میں بشیر و نذیر کا بیٹا ہوں۔  
میں سراج منیر کا بیٹا ہوں  
میں اُس کا بیٹا ہوں جو اللہ  
تعالیٰ کے اذن سے اللہ کی طرف  
لوگوں کو بلاتا ہے۔

میں ان ہستیوں کا بیٹا ہوں  
خدا نے جن سے ہر قسم کی  
نجاست کو دور کر دیا اور انکو  
پاک کر دیا۔

میں ان اہلبیتِ رسول میں سے  
ہوں جن کی محبت و موت اللہ نے  
واجب کر دی ہے۔ اپنی  
کتاب (قرآن مجید) میں۔

عَنْ يَسَارِهِ  
شُكْرًا بَكِيًّا، وَبِكِي  
النَّاسِ۔

شُكْرًا قَالَ۔ أَيُّهَا النَّاسُ  
أَنَا ابْنُ الْبَشِيرِ النَّذِيرِ  
أَنَا ابْنُ السِّرَاجِ الْمُنِيرِ  
أَنَا ابْنُ الدَّاعِي إِلَى اللَّهِ  
بِأَذْنِهِ

أَنَا ابْنُ الَّذِينَ  
أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْهُمْ  
الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ  
تَطْهِيرًا۔

أَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ  
أَوْجَبَ اللَّهُ مُحَبَّتَهُمْ  
وَمَوَدَّةَ تَهُمْ فِي  
كِتَابِهِ

اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْجُودَةَ فِي

الْقُرْبَىٰ۔ (پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ آیت ۲۳)

ترجمہ: آپ فرمائیے میں نہیں مانگتا اس (دعوتِ حق) پر کوئی معاوضہ

سوائے قرابت کی محبت کے۔

(نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۲۴۲۔ علیم آل البیت ص ۱۶۲)

اور درجِ خطبہ حسن میں اُن حقیقوں کی طرف نشان دہی کی گئی ہے۔ جن کا تعلق اُن کی ذات اور اُن کے والد مولانا مرتضیٰ کے ساتھ ہے۔ اور اس میں بتایا گیا ہے کہ آج کی شب اس جہانِ فانی سے رخصت ہونے والا ایسا بطلِ عظیم اور مجاہد بے مثال ہے جس نے اپنی جان اور مال سے رسولِ خدا اور دینِ رسول کا دفاع بڑی جانفشانی اور سرگرمی سے کیا۔ اس کی نشان دہی ہے کہ جب وہ اللہ کے آخری رسول کا علم تمام کر میدان میں نکلتا تھا، تو جبرائیل و میکائیل اس کے دائیں، بائیں آکھڑے ہو جاتے تھے۔ اور اپنی ضربوں سے کفر کے غرور کو خاک میں ملا کر دم لیتا۔ ساتھ ہی اپنی نسبی نسبت کا تذکرہ کیا کہ میں اس رسولِ خدا کا بیٹا ہوں جو بشیر و نذیر اور سراجِ منیر ہے میں اُس ہادیِ برحق کا تختِ جگر ہوں جو گلگشتہ راہِ انسانیت کو اللہ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ اور جس کے نورِ ہدایت نے اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کر دیا اور جس نے ظلم و ستم کی چکی میں لسی پی ہوئی آدمیت کو آزادی کے آسمانوں کی راہیں دکھائیں۔ اور آخر میں یہ بھی بتا دیا کہ اے لوگو! میں اُس خاندان کا فرد ہوں جس کی مودت و محبت تم پر واجب کر دی گئی۔ آپ نے خطبہ ختم کیا ہی تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھڑے ہوئے اور باواز بلند کہا: اے لوگو! یہ رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹا ہے۔ اس کے سامنے جبین اطاعت کو جھکا دو اور اس کے دستِ حق پرست پر بیعت کر لو۔

حسن کے گھر کو محمد کی بارگاہِ کہیے  
علی کے نور کو ولیوں کا سربراہ کہیے

خضر کے ساتھ، سمواتِ عشق بول اُٹھے  
حسن کو سائے حسینوں کا بادشاہ کہتے

## شیریں سخن

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سعد کے حوالے سے عمر بن اسحاق سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں مَاتَكُمْ عِنْدِي أَحَدُكَاتٍ أَحَبَّ إِذَا تَكَلَّمَا إِلَّا لَيْسَتْكَتٌ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ کہ امام حسن بن علی بڑے شیریں بیان تھے، آپ جب گفتگو کرتے تو دل چاہتا کہ سلسلہ کلام و بیان جاری رکھیں اور خاموش نہ ہوں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۹۰)

## محدث

علامہ مومن شبلی نجی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نور الابصار میں تفسیر الوسیط امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب امام حسن مسجد نبوی میں تشریف لاتے تو لوگ قرآن و سنت کی تعلیم کے حصوں کی خاطر آپ کے گرد جمع ہو جاتے۔ ایک شخص آیا اُس نے دیکھا کہ ایک صاحب احادیث رسول بیان فرما رہے ہیں اور لوگ اُن کے پاس جمع ہیں اُس نے آتے ہی کہا۔ شاہد و مشہود کے بارے میں بیان کریں، انہوں نے فرمایا ”شاہد جمعہ کا دن اور مشہود عرفہ کا دن ہے۔ وہ شخص وہاں سے اُٹھ کر دوسرے محدث کے پاس گیا۔ جو حدیث بیان فرما رہے تھے۔ اُس نے اُن سے بھی ”شاہد و مشہود“ سے متعلق دریافت کیا، انہوں نے جواب میں فرمایا۔ ”شاہد جمعہ کا

دن اور مشہود" نخر جس روز لوگ قربانی کرتے ہیں) کا دن ہے۔ پھر وہ اٹھ کر تیسرے محدث کے پاس گیا۔ اُن سے بھی "شاہد مشہود" ہی سے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب میں فرمایا "شاہد" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور "مشہود" قیامت کا دن ہے۔

اور فرمایا۔ کیا تو نے نہیں سنا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔  
 يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا  
 وَنَذِيرًا۔ (پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۲۴۵)

"اے نبی ہم نے آپ کو شاہد اور خوشخبری دینے والا اور آنے والے خطرات سے لوگوں کو آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔"

ذَلِكَ يَوْمَ مَجْمُوعٍ لَّهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمَ  
 مَشْهُودٍ۔ (پارہ ۱۲ سورہ ہود آیت ۱۰۳)

"اس روز سب لوگ اللہ کے حضور جمع ہونگے اور وہ دن مشہود ہے۔"  
 اس سوال کرنے والے شخص نے لوگوں سے پوچھا پہلے محدث کون ہیں؟  
 لوگوں نے کہا۔ وہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں اس نے  
 پوچھا دوسرے محدث کون ہیں؟

لوگوں نے کہا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس  
 نے پوچھا تیسرے محدث کون ہیں؟

لوگوں نے کہا، وہ امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم ہیں۔





## ایک یہودی کے سوال کا جواب

ایک دفعہ امام حسنؑ غسل فرما کر اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ پر ایک خوبصورت اور قیمتی چادر تھی۔ کانوں کی ٹونک بال مبارک اور چہرہ خوش نما تھا راستے میں ایک محتاج یہودی سامنے سے آتا ہوا نظر آیا شکستہ چمڑے کا لباس اور وہ غربت و قلت پر سوار تھا اور دوپہر کے سورج نے اس کے ہونٹ خشک کر دیئے تھے وہ پانی کا ٹسکا کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھا۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روک کر کہنے لگائے ابن رسول اللہ میرا ایک سوال ہے اس کا جواب چاہیے۔ آپ نے فرمایا کیا سوال ہے؟ اس نے کہا کہ آپ کے نانا کا فرمان ہے۔ **الْكُفْرُ نَيْبُ الْجَنَّةِ مِنَ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَاْفِرِ**۔ "دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔" آپ مؤمن ہیں اور میں کافر ہوں۔ میں دنیا کو آپ کے لیے جنت دیکھ رہا ہوں کہ آپ اس میں عیش و آرام سے زندگی بسر فرما رہے ہیں اور میں اسے اپنے لیے قید خانہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کی تکالیف و عسرت نے مجھے ہلاک کر دیا ہے اور اس کی غربت مسکنت مجھ کو مصائب و آلام میں مبتلا کر رکھا ہے۔ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کی بات سن کر فرمایا "اے یہودی! اگر تو وہ نعمتیں دیکھ لے جو اللہ نے میرے لیے جنت میں تیار کی ہوئی ہیں۔ تو یقین کرے گا کہ میں ان نعمتوں کی نسبت اب قید خانے میں ہوں۔ اور اگر تو وہ عذابِ علیم دیکھ لے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے آخرت میں تیار کر رکھا ہے تو اس وقت تو اپنے آپ کو وسیع جنت میں دیکھے گا۔" (نور الابصار ص ۱۲)

## سخاوت

سیدنا امام حسن علیہ السلام کی سخاوت کے تذکرے شاہوں کے محلات اور گداؤں کی جھونپڑیوں میں قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ آپ اس سخی گھرانے

سے تعلق رکھتے ہیں۔ کائناتِ ارضی میں جس کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا، ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کسی بھی سائل کو خالی ہاتھ واپس جانے نہیں دیتے اگرچہ آپ کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو۔ آپ نے فرمایا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں مجھے شرم آتی ہے کہ میں خود سائل ہوں اور اگر کوئی دامن پھیلانے تو اسے خالی ہاتھ واپس کروں۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ عہد کیا ہے۔ اَنْ يُفِيضَ نِعْمَةً عَلَيَّ۔ کہ وہ مجھ پر اپنی رحمتوں کے دریا بہائے گا۔ اور میں نے اس سے عہد کیا ہے۔ اَنْ اُفِيضَ نِعْمَةً عَلَيَّ التَّاسِينَ۔ کہ میں لوگوں پر نعمتوں کے دریا بہاؤں گا۔ مجھے ڈر ہے کہ میں یہ عادت ختم کر دوں، تو اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی عادت روک لے گا۔

(نور الابصار ص ۱۳۱)

## فقہیت

علامہ عبدالسلام رضوی اپنی کتاب "شہادت نو اسٹریسڈ الا برار" میں حافظ ابن قیم کی کتاب "الطریق الحکیمیہ" مطبوع مصر ص ۲۰ کے حوالے سے رقم طراز ہیں کہ ایک شخص کو گرفتار کر کے مولانا علی کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ گرفتاری ایک غیر آباد مقام سے ہوئی تھی۔ گرفتاری کے وقت اس کے ہاتھ میں ایک خون آلود چھری تھی۔ یہ کھڑا تھا اور ایک لاش خون میں لت پت ترپ رہی تھی۔ اس شخص نے امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے اقبال جرم کر لیا۔ آپ کے حضور اقبال جرم کرنے والا ایک اور شخص بھی کھڑا تھا۔ سیدنا علی نے ملزم اول سے دریافت فرمایا کہ تو نے کیوں اقبال جرم کیا۔ اُس نے عرض کیا کہ جن حالات میں میری گرفتاری عمل میں آئی۔ میں نے سمجھا کہ ان حالات کی موجودگی میں میرا انکار فائدہ مند نہ ہوگا۔ اس سے پوچھا گیا کہ اس واقعہ کی تفصیل بیان کر

اس نے عرض کیا کہ میں قصاب ہوں، میں نے جائے وقوعہ کے قریب بجرے کو ذبح کیا۔ اسی عمل میں مصروف تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی۔ ابھی پیشاب سے فارغ ہوا ہی تھا کہ میری نظر اس لاش پر پڑ گئی۔ میں اس لاش کے قریب کھڑا تھا کہ لوگوں نے مجھے قاتل سمجھ کر کچھ لیا، مجھے اس امر کا یقین ہو گیا کہ ان تمام لوگوں کے بیانات کے سامنے میرے انکاری بیان کا کچھ اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس لیے میں نے اقبال جرم کر لیا۔ پھر دوسرے اقبالی مجرم سے دریافت فرمایا۔ اس نے عرض کیا کہ میں ایک اعرابی ہوں مفلس و نادار ہوں بمقتول کو میں نے مال کے لالچ کی بنا پر قتل کیا تھا کہ اتنے میں مجھے کسی کی آہٹ محسوس ہوئی اور میں ایک گوشے میں جا چھا۔ اتنے میں لوگوں نے اس قصاب کو گرفتار کر لیا۔ میرے دل نے مجھے اقبال جرم کرنے پر آمادہ کیا کہ میری وجہ سے یہ بے گناہ مارا جائے۔ مولاعلیٰ نے اپنے فرزند سے پوچھا کہ تمہارے اس مقدمہ میں کیا رائے ہے؟ حضرت حسن مجتبیٰ نے کہا امیر المؤمنین اگر اس شخص نے ایک آدمی کو ہلاک کیا ہے تو ایک کی جان بھی بچائی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے — وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا — (پارہ ۶ سورہ مائدہ آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: جس شخص نے ایک شخص کی جان کو بچا لیا۔ گویا اس نے سب لوگوں کی جان کو بچا لیا۔

حضرت علیؑ نے جنابِ شیخ کا مشورہ پسند فرمایا اور آپ نے دوسرے اصل مجرم کو بھی چھوڑ دیا اور مقتول کا خون بہا بیت المال سے ادا کرنے کا حکم فرمایا:

— صرف اتنا فرمایا —

علامہ ابن حجر نے بزار کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ جب آپ خلیفہ مقرر

ہوتے تو ایک آدمی نے نماز کی حالت میں آپ پر حملہ کر دیا اور سجدے میں آپ پر شجر کا وار کیا تو آپ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے اہل عراق - اتَّقُوا اللَّهَ فِينَا فَاِنَّا اَمْرًا كُمْ وَضَيْفَانُكُمْ - ہمارے بائے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ ہم آپ کے امیر اور مہمان بھی ہیں - وَنَحْنُ اَهْلُ الْبَيْتِ الَّذِيْنَ قَالَ اللهُ فِيْهِمْ - اور وہ اہل بیت ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے - اِنَّمَا يُرِيْدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا - پارہ ۲۲ - سورۃ احزاب - آیت ۳۳ -

” اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے اے بنی کے گھر والے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب سحر کر دے “  
 آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے یہاں تک کہ تمام اہل مسجد رو پڑے۔  
 (صواعق محرقة ص ۱۲۹)

## غفور و درگزر

مروان نے آپ کی طرف ایچی بھیجا جو آپ کو گالیاں دیتا تھا وہ مدینہ کا عامل تھا اور ہر جمعہ کو منبر رسول پر حضرت مولا علی کو گالیاں دیتا تھا۔ حضرت حسن نے اس کے ایچی سے کہا۔ اس کو جا کر کہہ دے خدا کی قسم میں تجھ کو گالیاں دیکر کوئی بات مٹانا نہیں چاہتا جو تو نے کہی ہے۔ اللہ کے ہاں تیرے اور میرے جمع ہونے کی ایک جگہ ہے۔

فَاِنْ كُنْتَ صَادِقًا فَجَزَاكَ اللهُ خَيْرًا اَبْصَدُكَ  
 اگر تو سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تیرے سچ کی تجھے جزا دے گا۔  
 فَاِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَاللهُ اَشَدُّ نِقْمَةً

اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔

(صواعق محرقة ص ۱۲۹)

## علم و بردباری

امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں عمیر بن اسحاق کی زبانی لکھا ہے کہ مروان اپنی گورنری کے زمانہ میں ہرمجہ کو (مسجد نبوی میں رسول کریم کے) منبر پر چڑھ کر مولا علی کی شان میں گستاخانہ باتیں کرتا تھا حَسَنٌ يَسْمَعُ فَلَإِ يَرْدُ شَيْئًا۔ امام حسن اس کی گالیوں پر خاموش بیٹھے رہتے اور کوئی جواب نہ دیتے ایک دن مروان نے اپنا ایک ایلچی امام حسن کے پاس بھیجا اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا علی پڑ۔ علی پڑ۔ علی پڑ۔ اور تجھ پر۔ تجھ پر۔ تجھ پر۔ وَمَا وَجَدْتُ مِثْلَكَ إِلَّا مِثْلَ الْبَخْلَةِ يُقَالُ لَهَا - مَنْ ابْوَلْ؟ فَتَقُولُ اُحْتِ الْفَرْسُ۔ (نقل کفر کفر نہ باشد) کہ تمہاری مثال اس خچر کی سی ہے جس سے پوچھا جائے کہ تمہارا باپ کون ہے؟ تو جواب دیتا ہے میری ماں گھوڑی ہے۔ امام حسن نے مروان نصیحت کے فرستادہ کی باتیں سن کر فرمایا۔ جاؤ اُسے کہہ دینا کہ خدا کی قسم تمہاری یہ باتیں مجھے یاد رہیں گی اور تمہیں لعین تھا کہ گالیوں کے جواب میں میں بھی تجھے گالیاں دوں گا۔ لیکن میں صبر کرتا ہوں اور قیامت آنے والی ہے اگر تم سچے ہو تو اللہ جزائے خیر دے گا۔ اور اگر تم جھوٹے ہو تو یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا انتقام اور اُس کی گرفت بہت سخت ہے (تاریخ الخلفاء ص ۱۰۰ مطبوعہ آرام باغ کراچی)

## مروان بھی رو پڑا

جب امام عالی مقام حسن علیہ السلام نے وفات پائی تو مروان نے آپ کے جنازے

پر رویا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اُسے فرمایا کیا تو اُس پر روتا ہے حالانکہ  
تو نے اُنہیں سخت ترین اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ مروان نے پہاڑ کی طرف اپنے  
ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا:

”إِنِّي كُنْتُ فَعَلْتُ ذَلِكَ إِلَىٰ أَحْلَمَ مِنْ هَذَا“

(صواعق محرقة ص ۱۳۰)

میں یہ اس شخص سے کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ حلیم تھا۔

## پیدل حج

علامہ ابن حجر نے امام ابو نعیم کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضرت حسنؓ نے فرمایا  
کہ مجھے اپنے رب سے اس حال میں ملتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں اس کے  
گھبر کی طرف پیدل نہ چلا ہوں۔ فَمَشَى عِشْرِينَ حَجَّةً — چنانچہ آپؐ نے  
بیس حج پیدل کیے۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان  
کیا ہے کہ حضرت حسن نے بیس حج پیدل کیے ہیں۔ وَإِنَّ النَّبَجَائِبَ لَتُقَادُ بَيْنَ  
يَدَيْهِ اور اڈٹھیاں آپ کے سامنے کھینچ کر لانی جاتیں۔ (صواعق محرقة ص ۱۳۹)

## باطنی خلافت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار صرف اللہ کی رضا مندی کیلئے  
ہوئے تھے۔ عَوَّضَهُ اللَّهُ وَأَهْلَبَيْتِهِ عَنْهَا بِالْخِلَافَةِ الْبَاطِنِيَّةِ  
— تو اللہ تعالیٰ نے اس کے عوض آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو باطنی خلافت سے  
سرفراز فرمایا۔ حتیٰ کہ علماء کہتے ہیں کہ ہر زمانہ میں تمام اولیاء اللہ کا قطب صرف اہل بیت

سے ہی ہوتا ہے۔ جب امام حسنؑ ظاہری خلافت سے دستبردار ہو گئے، آپ کے (بعض) ساتھی کہنے لگے کہ آپ مومنوں کے لیے عار (شرمندگی و عیب) بن گئے ہیں۔ آپ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے۔ ”الْعَارُ خَيْرٌ مِّنَ الدَّنَادِ“ کہ عار نارسے بہتر ہے

(نور الابصار ص ۱۲۱)

## کراماتِ حسنؑ

### ایک حبشی کے لیے دُعا

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ پیدل بغرض حج مکہ معظمہ تشریف لے جا رہے تھے تو آپ کے پاؤں میں درم آگیا، آپ کے کسی غلام نے عرض کی کاش کہ آپ کسی سواری پر سوار ہو جائیں تاکہ درم کم ہو جائے۔ آپ نے اس کی درخواست قبول نہ کی اور فرمایا۔ جب تم گھڑ بیچو گے تو تمہیں ایک حبشی غلام ملے گا جس کے پاس کچھ تیل ہوگا، تم اس سے خرید لینا اور صکڑ امت کرنا۔ آپ کے غلام نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم نے کسی جگہ بھی کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس کے پاس ایسی دوا ہو۔ اس جگہ کہاں دستیاب ہوگی۔ جب وہ اپنی منزل پر پہنچے تو وہ حبشی دکھائی دیا۔ انہوں نے کہا۔ یہ ہے وہ حبشی جس کے متعلق میں نے بتایا تھا۔ جاؤ اور اس سے تیل خرید لاؤ اور قیمت ادا کر آؤ، جو نہی وہ غلام اس حبشی کے پاس گیا اور تیل طلب کیا تو اس نے کہا۔ اے غلام یہ تیل کس کے لیے خرید رہے ہو؟ غلام بولا حضرت امام حسنؑ کے لیے۔ اس نے کہا، مجھے اُن کے پاس لے چلو میں اُن کا غلام ہوں۔ جب وہ حبشی آپ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا میں آپ کا غلام ہوں۔ تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ میری بیوی کے لیے جو دروزہ میں مبتلا ہے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک صحیح الاعضہ

بچہ عطا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ اپنے گھروٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ایسا ہی بٹیا عطا کرے گا جیسا تم چاہتے ہو۔ وہ ہمارا پیروکار ہوگا۔ حبشی گھر گیا تو گھر کی حالت ویسے ہی پانی حبشی سنی تھی۔

## خشک درخت کا تازہ کھجوریں

ایک دن آپؐ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے کسی صاحبزادے کے ساتھ کہیں سفر کر رہے تھے کہ ایک خشک باغ میں ڈیرہ ڈال دیا۔ حضرت حسن کے لیے باغ کے ایک دامن میں فرس بچھایا گیا۔ ابن زبیر بولے کاش کہ اس نخلستان میں تازہ کھجوریں ہوتیں جنہیں ہم کھاتے۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کیا تازہ کھجوریں چاہتے ہو؟ ابن زبیر بولے ہاں۔ آپؐ نے دست دُعا اٹھایا اور زریب کچھ پٹھا جو کسی کو معلوم نہ ہوا۔ فوراً کھجور کا ایک درخت تروتازہ اور بار آور ہو گیا۔ اس میں تازہ کھجوریں لگ گئیں۔ اُن کا ساتھی شتر بان بولا۔ بخدا یہ تو جادو ہے۔ حضرت حسن نے فرمایا جادو نہیں یہ اس دُعا کے مستجاب کا اثر ہے۔ جو پیغمبر علیہ السلام کے بیٹے نے مانگی تھی۔ اس کے بعد لوگوں نے اس درخت خرما پر چڑھ کر تمام کھجوریں توڑ لیں۔ جن سے تمام سیر ہو گئے۔ (شواہد النبوة مترجم ص ۳۳)

## عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

حضرت امیر المؤمنین امام حسن علیہ السلام نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو اُن سے کہا۔ میں انگوٹھی بنوانا چاہتا ہوں۔ اس پر کیا لکھوں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس پر لکھئے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ۔ کیونکہ یہ انجیل کے آخر میں تحریر ہے۔ (نور الابصار ص ۱۲)



## مولانا علی کا فرمان

حضرت مولانا علی المرتضیٰ کا فرمان ہے کہ جو شخص روزانہ ایک سو مرتبہ - لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِينُ - پڑھے گا تو اس کے سر پہاڑ جتنا قرض بھی ہوگا تو اللہ کے فضل و کرم سے اُتر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی سبب پیدا فرماتے ہیں۔ (شرح الصدور)

## شہادتِ حسن رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حضرت امیر معاویہ سے صلح کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے دس سال اقامت فرمائی۔ اس کے بعد آپ کو زہر دیا گیا جس کے سبب آپ کی شہادت واقع ہوئی۔ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ زہر کس نے دیا۔ بعض علمائے آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس نے یزید لعین کے اگسانے پر آپ کو زہر دیا اور بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے، جن میں حافظ ابن کثیر بھی ہیں۔

صدر الافاضل استاذ المفسرین علامہ مولانا سید امام نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ نے زہر خورانی کی مذکورہ روایت پر ایک ناقدانہ تبصرہ تحریر فرمایا ہے جو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

مؤرخین نے زہر خورانی کی نسبت جعدہ بنت اشعث بن قیس کی طرف کی ہے اور اس کو حضرت امام کی زوجہ بتایا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ زہر خورانی باغوائے یزید ہوئی ہے اور یزید نے اس سے نکاح کا وعدہ کیا تھا۔ اس طمع میں اگر اس نے حضرت امام کو زہر دیا۔ لیکن اس روایت کی کوئی سند صحیح دستیاب نہیں ہوئی

اور بغیر کسی سند کے کسی مسلمان پر الزامِ قتل اور ایسے عظیم الشان قتل کا الزام کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ روایت کے لیے کوئی سند نہیں ہے اور مؤرخین نے بغیر کسی معتبر ذریعہ یا معتبر حوالہ کے لکھ دیا ہے۔

یہ خبر واقعات کے لحاظ سے بھی ناقابلِ اطمینان معلوم ہوتی ہے۔ واقعات کی تحقیق خود واقعات کے زمانہ میں جیسی ہو سکتی ہے مشکل ہے کہ بعد کو ویسی تحقیق ہو۔

خاص کر جبکہ واقعہ اتنا اہم ہو مگر حیرت ہے کہ اہل بیت اطہار کے اس امامِ جلیل کا قتل۔ اس قاتل کی خبر بغیر کوئی تو کیا ہوتی خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ نہیں ہے کہ زہر کس نے دیا، یہی تاریخیں بتاتی ہیں کہ وہ اپنے برادرِ معظم سے زہر دہندہ کا نام دریافت فرماتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو زہر دینے والے کا علم نہ تھا۔ اب یہی یہ بات کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کا نام لیتے انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تو اب جعدہ کو قاتل ہونے کے لیے معین کرنے والا کون ہے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یا امامین کے صاحبزادوں میں سے کسی صاحب کو اپنی آخر حیات تک جعدہ کی زہر خورانی کا ثبوت نہ پہنچا۔ نہ ان میں سے کسی نے اس پر شرعی مواخذہ کیا۔

ایک اور پہلو اس واقعہ کا خاص طور پر قابلِ لحاظ ہے وہ یہ کہ حضرت امام کی بیوی کو غیر کے ساتھ ساز باز کرنے کی شنیع شہمت کے ساتھ مٹھم کیا جاتا ہے۔ یہ ایک بدترین تبرّہ ہے۔ عجیب ہیں کہ اس حکایت کی بنیاد خارجیوں کی آفرات ہوں۔

(سوانح کربلا از سید نعیم الدین مراد آبادی)

عمر بن اسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں ایک دوسرا شخص امام حسن کی بیمار پرسی کے لیے گئے تو آپ نے فرمایا سوال کر کیا چاہتے ہو؟ اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے تو پھر آپ سے سوال کروں گا۔ امام حسن

نے فرمایا۔ میرا جگر ٹوٹے ہو رہا ہے، مجھے کئی دفعہ زہر پلایا گیا ہے مگر اس دفعہ جو زہر مجھے دیا گیا ہے۔ ایسا زہر پہلے کبھی نہیں دیا گیا۔ پھر میں دوسرے روز گیا تو امام حسین رضی اللہ عنہ ان کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے کہا اے میرے بھائی آپ کو کس نے زہر دیا ہے۔ فرمایا کیوں؟ تم اُسے قتل کرو گے؟ امام حسین نے کہا ”ہاں“ فرمایا اگر زہر دینے والا وہی شخص ہے جس کے متعلق میرا گمان ہے تو اللہ کا عذاب اور انتقام بہت سخت ہے اور اگر وہ نہیں ہے تو میں پسند نہیں کرتا کہ میرے بدلہ میں ایک بے گناہ قتل کر دیا جائے، آپ نے پچاس یا اچاس بھری پانچ بیع الاول شریف کو وفات پائی۔ آپ کو جنت البقیع میں آپ کی داوی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس دفن کیا گیا آپ کی عمر شریف ۴۴ برس تھی آپ کی مدت خلافت صرف چھ ماہ پانچ روز تھی۔

(نور الابصار فی مناقب آل بیت النبوی المختار ص ۱۳۲)

بسوئے ملک بقا جب شہسوار چلا      کہا تڑپ کے دینے نے دل فگار چلا  
حسین کہتے تھے، بھائی وفا شعار چلا      وفانے روکے کہا میرا اقتدار چلا  
کہا بتوں نے حق کو نکھار کر آجا  
جفا کے زہر کو جاں میں اتار کر آجا

## آنکھوں کے درمیان

ابن سعد نے عمران بن عبداللہ بن طلحہ کی زبانی لکھا ہے کہ ایک رات امام حسین نے خواب میں دیکھا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) لکھا ہوا ہے صبح کو یہ خواب اہل بیت نے سنا تو بہت خوش ہوئے۔ لیکن سعید ابن مسیب نے یہ سن کر کہا۔ اگر یہ خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی زندگی تھوڑے دن رہ گئی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تھوڑے دنوں کے بعد آپ

نے جام شہادت نوش فرمایا آپ کو زہر دیکھ کر شہید کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۹۲)  
 ناظرین: آپ نے گذشتہ صفحات میں شہادتِ امام حسن کا مختصر واقعہ اور اس  
 پر مفسر قرآن علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ کہ  
 مؤرخین نے آپ کی زوجہ جعدہ بنت اشعث پر زہر خورانی کی تہمت لگائی ہے اور اسے  
 بدترین تبرہ سے تبر کر کے خارجیوں کی افترا کہا ہے۔ اور زید کے ساتھ نکاح کے لالچ  
 کو افسانہ قرار دیا ہے۔

لیکن یہ امر پائے ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ آپ کی شہادت زہر خورانی سے  
 ہوئی۔ زہر کس نے دیا؟ مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے۔ اور یہ بات زیادہ  
 قرین قیاس ہے۔ کہ جن لوگوں کے اقتدار کو امام کی زندگی اور وجود و حیات سے خطرہ  
 تھا زہرا ہوں نے ہی دیا۔

جگر کیم کا چیرا ہے چیرہ دستوں نے

بنی کا گھر بھی نہ چھوڑا ہوس پرستوں نے (خفہ)

امام اُمتِ مصطفویٰ سیدنا امام حسن علیہ السلام نے زہر کو اپنے جگر میں اتار  
 کر دنا سے تھوڑی دیر پہلے اپنے بھائی امام حسینؑ سے جو آخری گفتگو فرمائی وہ یہ ہے۔  
 کہ اے بھائی، میں نے اُمّ المؤمنین عائشہؓ سے اجازت طلب کی تھی کہ مجھے میرے  
 نانا کے سپو میں دفن ہونے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو اُمّ المؤمنین نے اجازت  
 دے دی، لیکن میری وفات کے بعد دوبارہ اجازت طلب کرنا۔ میرا گمان غالب  
 یہ ہے کہ کچھ لوگ اس امر کی مخالفت کریں گے اور ان کی مخالفت کی موجودگی میں  
 تم زیادہ اصرار نہ کرنا۔ آپ کی وفات کے بعد امام حسینؑ نے اُمّ المؤمنین عائشہؓ صدیقہ  
 سے دوبارہ اجازت چاہی۔ ام المؤمنین نے فرمایا۔ اجازت ہے اور مکمل اجازت ہے  
 لیکن مروان خبیث اسی معاملہ میں حائل ہوا۔ جس پر امام حسینؑ اور آپ کے ساتھیوں

نے ہتھیار سنبھال لیے مگر حضرت ابو ہریرہؓ نے بیچ بچاؤ کر دیا اور آخر کار آپؐ کی اپنی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ زہراؓ سلام اللہ علیہ کے پہلو میں قبرستانِ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ۱۹۴)

اے حلیم آلِ محمدؐ، تیرے علم و بردباری پر نثار تیری قوت برداشت پر  
قربان۔ تیری شجاعت و بہادری۔ تیری سخاوت و عطا۔ اور تیری  
حوصلہ مندی کے قصے رہتی دنیا تک یاد رہیں گے۔

کیا سر سبز تیرے خون نے کشتِ شہادت کو  
تمہیں خضرِ جہاں ہو، دو جہاں کا بانگین ہو

## — آپ کی ازواج —

حضرت امام عالی مقام سیدنا حسن علیہ السلام کی ازواج کے نام جو کتب

تاریخ و سیر میں ملتے ہیں وہ یہ ہیں۔

- ① اُمّ ابیہر بنت مسعود بن عتبہ ② خولہ بنت منصور بن ریان بن عمرو بن جابر
- ③ فاطمہ بنت ابوسعود عقبہ بن عمر ④ ام اسحاق بنت طلحہ ⑤ رملہ ⑥ ام الحسن
- ⑦ تقضیہ ⑧ امرار القیس ⑨ جعدہ بنت اشعث

## — صاحبزادے —

- ① حضرت زید ② حضرت حسن ثنیٰ ③ حسین اشرم ④ طلحہ ⑤ اسمعیل
- ⑥ حمزہ ⑦ یعقوب ⑧ عبداللہ ⑨ عبدالرحمن ⑩ ابوبکر ⑪ عمر
- ⑫ قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہم

## — صاحبزادیاں —

- ① فاطمہ ② ام سلمہ ③ ام عبداللہ ④ اُمّ الحسین رملہ ⑤ ام الحسنؓ

رضی اللہ عنہم۔

امیر المؤمنین امام عالی مقام سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی نسل سیدنا زید اور  
سیدنا حسن ثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چلی ۛ



سلام

وہ حسن مجتبیٰ، سیدالاسخیاں  
ادج مہر ہڈی، موج بحر ندی  
راکب دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام  
روحِ روح سخاوت پہ لاکھوں سلام  
شہدِ خوارِ لعابِ زبانِ نبیؐ  
چاشنی گیرِ عصمت پہ لاکھوں سلام

(امام احمد رضا بریلوی)



# حضرت عمر بن عبد العزیز

رضی اللہ عنہ

رچ گیا اُس کی نس نس میں خوف خدا  
تھا وہ آئینہ سنتِ مصطفیٰ  
اُس کو کہتے ہیں سائے عمر دوسرا  
اُس شکوہ عدالت کی کیا بات ہے  
نخضر

گزشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے کہ سروردو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے ”الْخَلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً“ کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہے۔ اس کے بعد حکومت یعنی بادشاہت ہوگی تیس سال امام حسنؓ کے چھ ماہ کچھ ایام پر پورے ہو گئے۔ اور خلافت راشدہ کا دور تیس کی مدت پر ختم ہو گیا۔ لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اپنی بادشاہت میں خلافت علی منہاج النبوة کا ایسا رنگ بھریا کہ دیکھنے والوں کو اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا عکس نظر آیا۔ وہی رعب و دبدبہ اور عدل و انصاف۔ اسی طرح پیوند لگے پھٹے پرانے کپڑے۔ اسی رنگ کا ڈرہ۔ وہی طرز حکومت۔ عقاب ننگا ہوں کا انداز بھی وہی۔ جو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا تھا۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سوز و گداز اور وقت قلبی طبیعت میں سما گئی۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سی حیا و سخا مزاج میں داخل ہوتی گئی۔ مولا مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شجاعت و بہادری۔ قناعت و درویشی اور فقر و غنا کے ایک شمع کے حصول کی خاطر اُس مجاہد نے خود کو فاقہ مستی کے عالم میں ڈبو دیا۔ امام حسن مجتبیٰ علیہ

اسلام کی زندگی اور سیرت کو دار سے عفو و درگزر کا سبق حاصل کر کے دل و دماغ میں عجز و نیاز کی دنیا بسالی — خلفائے راشدین کے چہستان سے رنگارنگ پھول چن کر ایک ایسا حسین گجرا ہا رتیا کیا — جس کی چمک کو دیکھ کر ملوکیت کا چہرہ شرمندگی سے پانی پانی ہو گیا — عمر بن عبدالعزیز — جسکی خلافت و حکمرانی پر اہل اسلام کو فخر ہے — جس کی درویشی پر درویشوں نے ناز کیا — جس کے فاقوں پر فاقہ مستی نے عزت پائی — وہ عمر بن عبدالعزیز جس نے شاہی سواریوں کو مسترد کر کے اپنے ذاتی بھوے رنگ کے خچر پر سوار ہو کر ملت اسلامیہ کی پاسبانی کی — سلام ہو — اس کی جواں مہتی پر جس نے ملوکیت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی انسانیت کو آزاد کیا۔

راقم نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے انصاف پر بنی کارناموں کی بنا پر — ”کتاب خلفائے رسول“ میں خلفائے رسول کے زمرہ میں تصور کر کے — بلکہ خلیفہ راشد سمجھ کر — ان کی پاکیزہ اور ولولہ انگیز قیادت کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ان کے کارناموں اور مناقب کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھا

وہ اس لیے بھی راقم الحروف اہل سنت کی عظیم اور عالی مرتبت جماعت کا ادنیٰ خادم ہے — اور یہ رسول کریم کے غلاموں کی جماعت — فرقہ دارانہ تعصبات سے مبرا اور حسد و عناد کے زہریلے جراثیم سے پاک ہے — یہ وہی جماعت ہے امن جس کا ایمان ہے — پختہ جس کا ایقان ہے — محبت جس کا پیغام — دین جس کا اسلام ہے — اس جماعت کے مفکرین اتحاد امت پر یقین محکم رکھتے ہیں — اہل سنت ان لوگوں سے بیزار ہیں جو اپنے فرقوں کی بالادستی کے لیے سرزمین اسلام پر شرفساد کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں



اور ان لوگوں کو دعوتِ فکر دینے میں مصروف ہیں جو قتل و غارتگری اور تاخت و تاج کو اپنی کامرانیوں کا زینہ تصور کرتے ہیں۔ اور ظلم و ستم کو خدمتِ اسلام سے تعبیر کرتے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس سے بڑھ کر اسلام دشمنی اور کوئی نہیں۔ فسادات بیا کرنے والے لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر اسلام دشمن طاقتوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر دینِ اسلام کے پُربہار گلستان کو ویران کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کے ناپسندیدہ کردار و افعال کو دیکھ کر مسلمان اسلام سے برگشتہ، مذہب سے بیزار اور علماء سے متنفر ہوتے جا رہے ہیں، آج حالت یہ ہے کہ نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ اور نفاذِ شریعت کے نعرے کی آواز سن کر لوگ کانوں پر ہاتھ رکھ لیتے ہیں۔ نفاذِ اسلام و شریعت کے مخالف اس پروپیگنڈا میں مصروف ہیں۔ کہ قتل و غارت ان کا اسلام سے فتنہ و فساد ان کا دین ہے۔ اور تبرا بازی ان کا مذہب ہے۔ مذہبی قوتوں نے آپس میں دست و گریبان ہو کر ملک و ملت کے دشمنوں کا کام آسان کر دیا ہے اور علم و دانش کی دنیا کی عزت و توقیر کو برباد کر کے رکھ دیا ہے اور علمائے دین کی صدیوں پر محیط کاوشوں، محنتوں اور کوششوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ غضب یہ ہوا کہ چند شر پسندوں اور دہشت گردوں نے ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھ کر قرآن و حدیث کی حد اور اشاعت و ترویج کرنے والے متبحر علماء کرام کی عزت و وقار کو خاک میں ملادیا ہے اور یہ ہنگامہ قومی المیہ سے کم نہیں کہ چند ڈاکازنوں نے مذہبی لبادہ اوڑھ کر نظر نہ آنے والے ہاتھ میں اپنی زمام تھما کر مالی منفعت کے لیے اسلام کو وہ نقصان پہنچایا ہے جس کا ازالہ مدتِ مدید تک ممکن نہیں رہا۔

گناہوں کی گندگی میں لت پت اشخاص کو راہِ راست پر لانے کے لیے تیغ و تفنگ کی ضرورت نہیں، اخلاقِ محمدی کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ تبلیغ میں پُرسنت نعروں سے نہیں، سبقت بھری پُرسوز صدقوں اور لواؤں سے ہی سنگِ خارہ کو گھلایا

جاسکتا ہے۔ نرم اور پُرترنم۔ میٹھی گفتگو اور پُرسوزے کانٹوں کی تیز نوکوں کو پھوپوں کی تپوں میں تبدیل کر دیتی ہے۔ منافقت کو حکمتِ عملی کا نام دے کر تبلیغی وادیوں میں قدم رکھنا مبلغینِ اسلام پر ایک بہت بڑا تبر ہے جو کسی بھی ضابطہ و قانون کے ضمن میں نہیں آتا۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ظاہر و باطن کے تضاد کا نام ہی منافقت ہے۔ اور قرآن مجید میں کفر سے زیادہ منافقت کی مذمت پائی جاتی ہے عقل و شعور کو مسخر کرنے کے لیے دلائل کی زبان ہی کام آتی ہے۔ دلیل کامل کی قوت سے عقل، عقل سلیم کا درجہ پاتی ہے۔ و زندگی و حشت کو جنم دیتی ہے۔ بند کی محبت کو تازگی بخشی ہے۔ جن بے ہنگم لوگوں کا علم۔ عقل پر حاوی ہو جاتا ہے۔ وہ پُر خدا وادیوں کی نذر ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ علم و عقل دونوں کو اعتدال کے ترازو میں رکھ کر دینِ اسلام کی خدمت کا فریضہ ادا کیا جائے۔ تاکہ ثابت نتائج کی امید کی جاسکے۔

یہ چند معروضات سپرد قلم کرنے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ مبلغین و مقررین مناسب طریقہ کار اپنائیں تاکہ مذہب کے چہرے پر نکھار آجائے۔ علماء کا تقدس بحال ہو اور مذہب کے مرجھائے ہوئے چہرے میں پھر سے بہار آجائے۔

بات بہت دور نکل گئی۔ بات ہو رہی تھی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے طرزِ حکومت کی جنہوں نے ایک مدت کے بعد خلافتِ راشدہ کا دور تازہ کر دیا آپ نہایت درجہ کے تقویٰ شاعر، عادل، منکسر المزاج تھے۔ یہ وہ خلیفہِ اسلام ہیں جنہوں نے بدعنوانیوں کا احتساب پہلے اپنے گھر سے یعنی اپنے فاندان سے شروع کیا، اس کا ذکر آگے آئے گا۔

نام و نسب :- آپ کا نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان تھا۔ کنیت ابو حفص  
ولادت :- آپ کی ولادت سن اکسٹ یا اترسیٹھ ہجری میں مصر کے ایک قبصے

حلوان میں اس وقت ہوئی جب آپ کے والد مصر کے حاکم تھے۔  
والدین: والد کا نام عبدالعزیز۔ اور۔ والدہ کا نام اُمّ عاصم تھا  
اُمّ عاصم حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے جناب عاصم کی صاحبزادی تھیں۔

### زخم کا نشان

ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں لکھا ہے کہ آپ کے اپنے ذاتی گھوڑے نے  
مار کر آپ کے چہرہ کو زخمی کر دیا۔ آپ اس وقت نو عمر تھے۔ آپ کے  
والد آپ کے چہرے سے خون صاف کر رہے تھے اور ساتھ ہی یہ کہہ رہے  
تھے اِنْ كُنْتَ اَسْبَحَ بِنِيْ اُمِّيَّةَ اِنَّكَ لَسَعِيْدٌ لِّهٖ تَمْ نُبُوْا مِيْرَةَ اَسْحَجِ  
(زخمی) ہو اور تم یقیناً خوش قسمت ہو

### حضرت عمر فاروق کی پیش گوئی

ترمذی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا  
کرتے تھے۔ مِنْ وَكْدِيْ رَجُلٌ يُّوْجِهُهُ شُجَّةٌ يَّمْلَأُ الْاَرْضَ  
عَدْلًا لِّهٖ کہ میری اولاد میں سے ایک شخص کے چہرے پر چوٹ کا نشان  
ہوگا اور وہ زمین کو انصاف سے بھرے گا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کی یہ پیشگوئی حرف  
بحرف صحیح ثابت ہوئی۔

### حضرت عمر کا فرمان

اما ایل اللہ بن سیوطی نے ابن سعد کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر

لہ تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۲۹ ۲۳۰ ایضاً

فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے۔ اے کاشش کہ میں اپنے اُس زخم خوردہ لڑکے کے عمد میں زندہ رہتا، جو اُس حالت میں پوری زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جب کہ اس دُنیا میں چاروں طرف سے جو روحِ جفا اور ظلم و ستم کی آندھیاں چل رہی ہوں گی۔

جناب ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے سے کہا کرتے تھے کہ قیامت اُس زمانے کے بعد ہوگی جب کہ حضرت عمرؓ کی مانند آپ کی اولاد میں سے ایک عادل۔ عدل و انصاف کے نمایاں کارنامے انجام دے، چمکا ہوگا۔ آپ بہت بڑے عالم بھی تھے آپ کے اساتذہ میں حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار بن ابی طالب کے نام نمایاں ہیں۔ زہری، محمد بن منکدر، یحییٰ بن سعید الزماری سلمہ بن عبد الملک اور کئی دوسرے اشخاص نے آپ کی زبانی روایت کی ہے۔

### — شادی —

حضرت عمر کو آپ کے والد عبدالعزیز نے حصولِ علم کے لیے عبید اللہ بن عبداللہ کے پاس مدینہ منورہ روانہ کیا اور آپ اُن سے تحصیلِ علم کرتے رہے۔ دورانِ تعلیم آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور اس کے بعد آپ کے چچا عبد الملک بن مروان نے آپ کو اپنے پاس مشفق بلا لیا اور اپنی بیٹی فاطمہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔

### — قبل از خلافت —

تحتِ خلافت پر متمکن ہونے سے قبل تک آپ نہایت صالح اقدار کے حامل تھے اور عیش و عشرت زندگی بسر کرتے تھے اور نہایت خوش لباس تھے۔ آپ کی چال و رفتار میں اٹھلاہٹ پائی جاتی تھی جس کی بنا پر آپ کے حاسدین اور عیب جو لوگ آپ کو مغرور و متکبر کہتے تھے۔ لیکن حقیقت نفس الامری یہ ہے کہ نہ آپ مغرور تھے

نہ متکبر۔ مال و دولت کی فراوانی کے باوصف آپ دوسرے امراء و ملوک مختلف تھے۔ آپ کا اٹھلکرا کر چلنا اور اصل علم کی سرخوشی میں مست رہنے کے معنوں میں آتا ہے، آپ کو علم و دانش اور زہد و تقویٰ نے ایک خاص کیفیت میں سرشار کر رکھا تھا۔

## مدینہ کی گورنری

ولید بن عبد الملک نے تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد آپ کو مدینہ منورہ کا گورنر مقرر کیا۔ جہاں ۸۶ھ سے لے کر ۹۳ھ تک بحیثیت گورنر مدینہ مامور رہے اور پھر معزول ہونے کے بعد شام کے علاقہ میں چلے گئے۔

آپ کو معزول کرنے کا سبب یہ تھا کہ ولید نے جب اپنے بھائی سلمان کو ولى عہدی سے خارج کر کے اپنے بیٹے کو ولى عہد بنا نا چاہا جس کی حضرت عمر بن عبد العزیز نے سخت مخالفت کی، جس کے نتیجے میں ولید نے آپ کو مدینہ شریف کی امارت سے معزول کر کے ایک تاریک و تنگ کوٹھڑی میں بند کر دیا تاکہ بھوک اور پیاس کی شدت اور دم گھٹنے سے مرجائیں۔ پھر تین دن بعد لوگوں کی سفارشوں پر آپ کو رہا کیا گیا، لیکن آپ اپنے موقف پر قائم رہے۔ سلیمان بن عبد الملک نے آپ کے اعتقاد و نظریہ اور وفاداری کی قدر کی اور اپنی زندگی میں آپ کو خلیفہ نامزد کر دیا۔

## نامزدگی کا سن کر

سلیمان بن عبد الملک نے آپ کا نام لکھ کر لفافہ میں بند کر دیا اور اعلان کروا دیا کہ میرے سونے کے بعد اس لفافہ میں جس کا نام پاؤ اس کی بیعت کرو۔ غرضیکہ سلیمان کے انتقال کے بعد جب یہ سر مہر لفافہ کھولا گیا، تو اس میں

عمر بن عبدالعزیز کا نام دیکھ کر عبدالملک کی اولاد کے چہروں کے رنگ اڑ گئے جب آپکو اس امر کا پتہ چلا تو آپ اپنے جگہ پر بیٹھ کے بیٹھے رہ گئے اور کپکپاہٹ کی وجہ سے کھٹے نہ ہو سکے، اور لوگوں نے آپ کے بازوؤں میں ہاتھ دیکر منبر پر کھڑا کیا۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد منجھتا سا خطبہ دیا اور منبر سے نیچے اتر آئے۔ اور پھر گھڑ پہنچ کر آپ نے قلم و دوا منگو کر خود اپنے ہاتھ سے اپنے تمام متعلقہ گورنروں کے نام احکام تحریر فرمائے۔ آپ کے تحریر کردہ احکام میں ایک خاص قسم کی قوت اور طاقت تھی جس نے لوگوں کو حیرت زدہ کر دیا۔

## امام محمد باقر کا فرمان

حضرت سیدنا امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین سے کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ هُوَ نَجِيْبُ بَنِي اُمِيَّةَ، وَ اِنَّهُ يُعَلِّثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اُمَّةً وَّ اَحَدَةً وہ بنو امیہ کے بہترین شریف انسان ہیں اور قیامت کے دن امت واحد کے ساتھ ان کا حشر ہوگا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۰)

## حضرت نضر اور عمر بن عبدالعزیز

ابو نعیم نے رباح بن عبیدہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نماز کے لیے روانہ ہوئے تو ایک بوڑھا شخص آپ کے ہاتھ پر سہارا دیتے چل رہا تھا۔ یہ کیفیت دیکھ کر میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ بوڑھا ستمگر ہے جو امیر المؤمنین پر سہارا دیتے (یعنی اُن پر اپنا بوجھ ڈالے) چل رہا ہے، نماز سے فراغت کے بعد میں نے کہا۔ اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ آپ کو اور قوت دے، یہ بوڑھا

کون تھا جو آپ کے ہاتھ پر سہارا دیتے چل رہا تھا؟ — آپ نے فرمایا، اسے ریح کیا تم نے اُن کو دیکھا ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا مَا أَحْسَبَكَ إِلَّا رَجُلًا صَالِحًا، ذَاكَ أَخِي الْخِصْمُ اتَانِي فَأَعَدَّ لِي إِيَّيْ سَأَلِي أَمْرًا هَذِهِ أُمَّةٌ وَإِنِّي سَأَعْدِلُ فِيهَا۔ (تاریخ اعلیٰ ص ۲۱۰) تم بھی خوش قسمت ہو، وہ میرے بھائی حضرت ختم علیہ السلام تھے۔ جو انت محمدیہ کے حالات دریافت کرنے اور مجھے عدل و انصاف کرنے کے طریقے بتانے تشریف لائے تھے۔

## — باغ فدک کے بارے حکم —

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے مغیرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ ہونے کے بعد مروان کو جمعہ کیا، اور اُن سے کہا سُنو! « اِنَّ السَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهٗ فِدَاكٌ يُفِيقُ مِنْهَا وَيَعُوْلُ مِنْهَا عَلٰى صَخِيْرِ بَنِي هَاشِمٍ وَبِرْوَجٍ مِنْهَا اَيْمَهُمْ۔ باغ فدک بنی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں تھا، جس کی آمدنی بنو ہاشم کے چھوٹے بچوں پر خرچ فرماتے اور اسی کی آمدنی سے سیر و یتیم خواتین کی شادیاں کراتے تھے۔

● ایک مرتبہ سیدہ فاطمہ نے اس کے بارے میں ملکیت قرار دینے کا سوال کیا، تو رسول اکرم نے انکار فرمایا۔ سرکار علیہ السلام کے وصال کے بعد باغ فدک حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نگرانی میں رہا۔ ثُمَّ اقْطَعَهَا مَرْوَانُ — پھر مروان نے باغ فدک کو اپنی ذاتی ملکیت قرار دیا۔ پھر وہ میرے ترکہ میں آیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ باغ اللہ کے رسول نے اپنی بیٹی کو دینے سے انکار فرما دیا تھا۔ لَيْسَ لِيْ بِحَقِّقٍ — تو یہ میری ملکیت بھی نہیں ہو سکتا

خیال ہے کہ باغ فدک کو مروان نے اپنی ذاتی ملکیت قرار اور پھر مروان کی اولاد نے اپنے باپ کی ملکیت سمجھ کر بطور ورثہ اس جاگیر کو تقسیم کر لیا اور اس کا کچھ حصہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے حصے میں آیا۔ آپ نے اپنے خاندان یعنی بنو مروان سے واپس لے کر اہل بیت اور تمام مسلمانوں کی ملکیت قرار دیا۔ اور ان الفاظ میں یاد فرمایا۔

وَإِنِّي أَشْهَدُ كَمَا أَنِّي قَدَرْتُ دَدْتُهَا عَلَى مَا كَانَتْ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور میں تم سب کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ جس طرح اس باغ کی ملکیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھی اب بھی اسی طرح ہے گی جناب لیس کا بیان ہے۔

لَحَاؤُنِي عُمَرُ بَدَأَ بِدِحْمَتِهِ وَأَهْلِي بَيْتِهِ، فَأَخَذَ مَا بِيَدِيهِمْ وَسَخَى أَمْوَالَهُمْ مَظَالِمًا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے فوراً بعد سب سے پہلے اپنے گھر والوں اور رشتہ داروں کی دولت کو قبضہ میں لیا۔ ”اور ان لوگوں کے پاس جو مال و زریر آمد ہوا۔ اس کے بارے میں فرمایا“ تم نے یہ دولت ظلم و ستم حاصل کے ذریعے سے حاصل کی تھی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۲۲)

## ایک اور بہترین اقدام

امام جلال الدین سیوطی رقم طراز ہیں کہ كَانَ بَنُو أُمَيَّةَ يَسْبُونَ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي الْخُطْبَةِ۔ کہ بنو امیہ کے لوگ دورانِ خطبہ مولا علی کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ لیکن عمر بن عبدالعزیز نے مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے فوراً بعد اس دریدہ دہنی، بدگوئی اور گستاخی کی سختی سے ممانعت کی، اور اپنے ماتحتوں اور مندوبین کو حکم بھیجا کہ اس بدزبانی، لعن و



طعن، گالی گلوچ اور سب شتم کو ختم کر کے اس کی بجائے یہ آیت پڑھی جائے  
 اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاٰتٰى ذِي الْقُرْبٰى وَ  
 يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَابْغٰى لِعِظْمٰكُمُ لَعَلَّكُمْ  
 تَذَكَّرُوْنَ (پارہ ۱۳ سورہ نحل آیت ۹۰)

بے شک اللہ حکم فرماتا ہے انصاف اور نیکی اور رشتہ داروں کے دینے کا  
 اور منع فرماتا ہے بے حیائی اور بُری بات اور سرکشوں سے اور تمہیں وصیت  
 فرماتا ہے کہ تم دھیان کرو۔

چنانچہ یہ آیت مبارکہ آج تک خطبوں میں پڑھی جاتی ہے۔ (ایضاً ص ۲۴)

### بنت علیؑ نے فرمایا۔

جویریہ کا بیان ہے کہ میں ایک دن فاطمہ بنت علی بن ابی طالب کے  
 پاس گئی، انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کلمات  
 فرمائے اور فرمایا "لَوْ كَانَ بَقِيَ لَنَا مَا احْتَجَبْنَا بَعْدُ اِلٰى اَحَدٍ"  
 (تاریخ الخلفاء ص ۲۲) کہ اگر (عمر بن عبدالعزیز) زندہ ہوتے تو پھر ہمیں کسی اور کی  
 حاجت نہ ہوتی۔ یعنی اُن کی موجودگی میں ہمیں کسی قسم کی پریشانی نہ ہوتی تھی  
 وہ ہماری ضروریات زندگی کا خیال رکھتے تھے اور اولادِ علی کی خدمت میں لگے رہتے۔  
**وفات:** حضرت عمر بن عبدالعزیز کو خاندانِ بنو امیہ نے اپنی پرانی عادت کے  
 آپ کے ایک غلام کے ذریعے زہر دے کر شہید کیا آپ کی تاریخ شہادت بیس یا  
 پچیس رجب ۱۱ھ ہے آپ کی عمر ۹۲ سال چھ ماہ تھی۔ بنو امیہ کے لوگوں نے  
 حصولِ اقتدار کی خاطر ایک ہزار شریفیوں کے عوض زہر دلوایا۔

(اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ)

## حضرتِ ملت کی تصانیف

### حیاتِ رسولؐ

یہ کتاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بعد از ممات کے موضوع پر بے مثال کتاب

### شفاعتِ رسولؐ

حضور دنیا میں، قبر میں، میدانِ محشر میں اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے مندرجہ بالا عنوان میں

بے مثل کتاب ہے۔

### آلِ رسولؐ حصہ اول

یہ کتاب فضائل و مناقب کا ایک حسین ذخیرہ جس میں درجنوں آیات، سیکڑوں احادیث نقل

کی گئی ہیں اور نہایت عمدہ اندازِ تحریر پر یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ صفحات ۵۱۲

### آلِ رسولؐ حصہ دوم

حضرت امام عالی مقام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب اور مستند حوالوں سے واقعہ کربلا، امام زین العابدین

امام محمد باقر، امام جعفر صادق، امام موسیٰ کاظم، امام علی رضا، امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل و مناقب اور یزیدِ عنید کا کافرانہ کردار — اردو زبان میں اپنی مثال آپ ہے۔

### خلفائے رسولؐ

رسول کریم کے خلفاء حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت مولا علی

حضرت امام حسنؑ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے فضائل و مناقب میں بی مثال کتاب

منظوم — جامِ خضر — پیامِ خضر — جامِ حیات — صدائے خضر

ناشر — دارالعلوم چشتیہ غوثیہ کچہری روڈ منڈی بہاؤ الدین  
شاہ چراغ اکیڈمی  
آستانہ چشتیہ کونلہ سازنگ شریف



